از

مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری

حسب فرمائش قاضی محمد رفیق مالک و اڈیٹر اخبار نجات و پرنٹر نجات مشین پریس بجنور

قیمت ۸

غازی مصطفیٰ کمال پاشا
از
مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری

نفس انسانی کو سب سے زیادہ متأثر کرنیوالی اور انسان کی نظرون مین بلند مرتبہ رکھنے والی صرف دو چیزین ہین۔

۱۔ شجاعت و بسالت۔

۲۔ بخشش و کرم۔

ان مین سے شجاعت و بسالت تمام و کمال طور پر قدرت نے صرف ترکون کو دی ہے اور بخشش و کرم کی پاکیزہ صنعت مشرقی اقوام کو۔

آلِ عثمان (ترکون) کی شجاعت و بسالت اور مصائب و مشکلات مین صبر و تحمل ضرب المثل ہے چنانچہ نپولین نے جسکو ہر زمانہ مین اہل سیف مین سب سے بڑا آدمی مانا گیا ہے جیسا کہ تاریخ کے اوراق مین ثبت ہے کہا ہے "مجھے عثمانی سپاہ دیدو پھر مین ساری دنیا کو فتح کر دون گا" نپولین نے یہ الفاظ اُس وقت کہے ہین جبکہ یافا کی جنگ مین ترک سپاہیون نے اُس کی ساری تدبیرون پر پانی پھیر دیا تھا اور عکا اور مصر کے معرکون مین اُس کی اعلیٰ جنگی چالون کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور وہ اپنی ناکامی پر حیرت زدہ کھڑا رہ گیا تھا۔

دُنیا مین کوئی ایسی قوم ہے جس پر اتنی مصیبتین پڑی ہون جتنی ترکون پر؟ وہ صدیون سے مسلسل مصائب مین مبتلا ہین، نئی نئی مشکلات پیدا ہوتی ہین، آفات زمانہ ہر وقت اُن پر نازل رہتی ہین لیکن باین ہمہ کبھی اُنکے استقلال مین فرق نہین آیا، اپنی قومی آن و شان کو کبھی اُنھون نے ہاتھ سے نہین دیا، تمام مصائب و آفات کو اُنھون نے صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا اور ہمیشہ اپنی قومی عزت و آزادی کی حفاظت کی۔

کیا دنیا مین کوئی ایسی مستقل مزاج اور خود دار قوم ہے جو بارہ سال سے جنگ مین مبتلا ہو؟ جنگ طرابلس کے تباہ کن اثرات سے نجات پا کر جنگ بلقان مین اور جنگ بلقان سے عالم سوز جنگ یورپ مین شریک ہوئے، اسکے علاوہ اندرونی و بیرونی آفات سے بھی دوچار ہوے اور پھر اپنی ہستی کو باقی رکھ سکے۔ بلاشبہ یہ صرف ترکی قوم ہی کا کام ہے کہ اُسنے مسلسل بارہ سال کے تباہ کن مصائب کو برداشت کیا اور پھر ضعیفی و نکبت مین گرنے سے

اپنے آپ کو بچا کر اپنی ہستی کو قائم رکھا۔

کیا دنیا مین کوئی ایسی قوم ہو جو تباہی کی پستی مین گر گئی ہو، اُس کی قوت شکست ہو چکی ہو اور وہ بے حس و حرکت پڑی ہو بلکہ یون کہنا چاہئیے کہ اقوام مشرق و مغرب مین سے بجز ترکون کے کوئی ایسی قوم ہے جو جنگ یورپ سے مفتوح و مغلوب ہو کر نکلی ہو۔ اُس کے دشمنون نے اُس کی نسبت یہ رائے قائم کر لی ہو کہ وہ اُن کی تمام شرائط کو تسلیم کر لے گی اور اُنکے احکام کے سامنے سر اطاعت جھکا دیگی اور ساتھ اُن کے خیال کے مطابق طاقت پرست فاتح قومون کے سامنے سر نہ جھکایا ہو اور اپنے کو ذلیل نہ کیا ہو؟

جنگ یورپ کے بعد فاتح قومون نے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ انھون نے ٹرکی کی ہستی کا خاتمہ کر دیا، اُس کی بیخ کنی کر دی گئی اور اُس کی طاقت کو تباہ کر دیا گیا، لیکن اُن کا یہ خیال غلط نکلا، اور ترکون نے تبلادیا کہ دنیا مین صرف وہی ایک ایسی خود دار اور مستقل مزاج قوم ہو جو فنا ہو کر پھر زندہ ہوتی ہو اور فنا کرنے والے دشمن کے ارادون پر خاک ڈال دیتی ہو۔ چنانچہ جب اُس کے وطن مقدس کی زمین پر یونانیون نے قدم رکھا وہ شیرون کی طرح کچھار سے اُٹھی اور پھر دشمنون کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر اپنی آزادی کی مدافعت کرنے لگی۔

ٹرکی سیکڑون مرتبہ ایسے مصائب مین مبتلا ہوئی اور ہر دفعہ دنیا کی طاقت پرست قومون نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب کی بار ٹرکی کا خاتمہ ہو گیا لیکن اُمید کے خلاف ٹرکی کا غرق شدہ بیڑا اُبھرا اور کسی خاص شخصیت نے اُس کی رہنمائی کی اور پھر وہ زندہ قومون کی صف مین بیٹھ گئی، ٹرکی کا بار بار تباہ ہو کر سنبھلنا اور ہر کاری ضرب کے بعد بھی اُٹھنا یہ تبلاتا ہو کہ کوئی قوم اگر وہ زندہ قوم ہو اور آزاد زندگی کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہو فنا نہین کی جا سکتی اور نہ وہ فنا ہو سکتی ہو۔

دنیا مین یہ شرف صرف ترکون کو حاصل ہو کہ ہر زمانہ مین اُن مین کوئی نہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوتا رہا ہے جو اُن کی رہنمائی کر کے اُن کو تباہی سے بچاتا رہا ہے اور یہ ایک خاص بات ہو کہ یہ رہنما عموماً بہت چھوٹی حیثیت سے ترقی کر کے ترکی عظمت کا نیا دور شروع کرتے ہین اور ہر دور کے بانی قرار پاتے ہین، چنانچہ ٹرکی حکومت کا ہر دور ابتدا سے ایک ایسی ممتاز ہستی رکھتا ہو جسنے ٹرکی کو مصائب اور تباہی سے بچایا ہو۔

جنگ یورپ کے بعد جبکہ واقعی طور پر ٹرکی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور دنیا کی کسی قوم کو اس کی اُمید نہ رہی تھی کہ وہ اب کی مرتبہ پھر زندہ ہو سکے گی۔ قدرت نے اُمید کے خلاف ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ پھر ٹرکی کو تازہ زندگی بخشے اور نامور ترکی قوم کو ذلت و تباہی سے بچائے، یہ کون شخص ہو، غازی مصطفےٰ کمال پاشا، جو داعی

جدید ٹرکی کا ہیرو اور دولت عثمانیہ کا دوسرا بانی ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا جنگ یورپ سے قبل کوئی نامور شخص نہین تھے بلکہ انھون نے بہت معمولی درجہ سے تدریجی ترقی کی ہے۔ جنگ یورپ مین درہ دانیال پر اُن کی قابلیت کے جوہر کھلے اور وہ بڑے فوجی افسرون مین شمار کیے گئے، وہ اگرچہ غازی انور پاشا، جمال پاشا اور طلعت پاشا وغیرہ کے ہم عمر وہم سبق اور انجمن اتحاد و ترقی کے بانیون اور کارکنون مین سے تھے، لیکن انور پاشا وغیرہ کی شخصیتون کے مقابلہ مین اُن کو کچھ عروج حاصل نہین ہوا اور وہ جنگ یورپ کے آخری دور تک ماتحت افسر کی حیثیت سے مختلف محاذات پر کام کرتے رہے مگر یہ کیسکو خبر تھی کہ یہی "مصطفےٰ کمال" جو آج اپنے ہم عصرون مین کوئی نام و نمود نہین رکھتے وہ گوہر گران ایہ ہین جن کی ذات سے ایک روز بڑا کام لیا جائیگا اور جن کو قدرت نے مخصوص طور پر ٹرکی کی نشاۃ ثانیہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی زندگی چونکہ مشرقی قومون کے لئے اِن اُن مشرقی قومون کے لئے جو حقیقی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہین ایک قابل سبق زندگی ہے اس لئے ہم اُن کی ابتدائی زندگی سے اسوقت تک کے حالات اس کتاب مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور صرف اُن حالات پر ہم اکتفا کرتے ہین جو معتبر و مستند اور قابل سبق ہین ؛

یہ کتاب دو بابون پر مشتمل ہے پہلے باب مین غازی ممدوح کے مختصر حالات ہین اور دوسرے باب مین اناطولیہ کی تحریک اور جدوجہد کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ کتاب اس حیثیت سے کہ اسمین مستند حالات اور اناطولیہ کی تحریک و جدوجہد کے تمام واقعات تفصیل سے مستند و خاص معلومات کی بنا پر لکھے گئے ہین پسند کی جائیگی اور مقبول ہوگی ؛

آغا رفیق "بلند شہری"

لکھنؤ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۳ء

غازی مصطفےٰ کمال پاشا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی ابتدائی زندگی کے حالات

(۱) پیدائش، تربیت، اور تعلیم

غازی مصطفےٰ کمال پاشا ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں سالونیکا میں پیدا ہوئے، آپکا اصلی وطن شہر "البانیا" ہے جو یونانی مقبوضات میں ایک مشہور مقام ہے، آپ کے والد تجارت پیشہ تھے اور تجارتی حیثیت ہی سے انہوں نے سالونیکا میں قیام کیا تھا۔ جب آپ کچھ ہوشیار ہوگئے تو آپکے والد نے آپ کو محلے کے ایک مکتب میں داخل کرادیا، اور پھر کچھ عرصہ بعد سرکاری ابتدائی مدرسہ (پرائمری اسکول) میں آپکو تعلیم کے لئے بھیجا، اسی مدرسہ میں آپنے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کی۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد آپکے والد کا انتقال ہوگیا اور آپ کی تربیت کا بار آپکے ماموں پر پڑا جو ایک متوسط درجے کے کاشتکار تھے اور دیہات میں رہتے تھے، آپکے ماموں آپکو اور آپکی والدہ کو اپنے گاؤں میں لے گئے اور آپ کو کاشتکاری کے کاموں میں لگا دیا، غازی ممدوح عرصہ تک کاشتکاری کے کاموں میں مشغول رہے چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا ہے کہ وہ اکثر ماموں کے کھیتوں میں چوکیداری کا کام کرتے تھے اور چڑیوں کو اڑایا

کرتے تھے۔

غازی ممدوح کی والدہ ماجدہ کو اپنے ہونہار بچے کی یہ زندگی پسند نہ آئی اور جتنے دن غازی ممدوح کاشتکاری کے کاموں میں مشغول رہے وہ دن اُن کی والدہ ماجدہ نے نہایت تکلیف سے کاٹے، آخر کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپکو اپنی بہن، کے پاس سالونیک بھیجدیا، جہاں آپ کو بہت آسائش و آرام سے رکھا گیا اور مدرسہ اعدادیہ (ہائی اسکول) میں داخل کرادیا۔

مدرسہ میں ایک روز اتفاق سے آپ اپنے ایک ہم جماعت طالب علم سے دوران سبق میں کسی بات پر الجھ پڑے اور اُستاد نے اس بات پر آپ کو نہایت بیدردی سے مارا، آپ کی دادی یا نانی کو اُستاد کی یہ حرکت اور ننگ دلی ناگوار ہوئی، اور آپ کو مدرسہ سے اُٹھالیا۔ چند روز بعد غازی ممدوح نے اپنے آپکو بیکار اور تعلیم سے محروم پاکر خواہش ظاہر کی کہ اُن کو فوجی مدرسہ میں داخل کرادیا جائے فوجی مدرسہ کی تعلیم چونکہ مشقت طلب اور سخت ہوتی ہے اس لئے آپ کی والدہ ماجدہ نے محض شفقت مادری سے اسکو منظور نہ کیا لیکن کچھ دنوں بعد آپ نے اپنی والدہ کو راضی کرلیا اور انھوں نے فوجی تعلیم کی اجازت دیدی اور آپ داخلہ کا امتحان دیکر فوجی مدرسہ رشدیہ میں داخل ہوگئے۔

مدرسہ رشدیہ میں آپ کو "کمال"[۵] کا لقب دیا گیا اور آپ اُس وقت سے "مصطفیٰ کمال" ہوگئے، اور اسی نام سے شہرت حاصل کی۔ مدرسہ رشدیہ کی تعلیم کی تکمیل کے بعد سند حاصل کرکے آپ مناستر تشریف لے گئے اور وہاں کے فوجی ہائی اسکول میں داخل ہوئے، پھر مناستر سے آپ آستانہ گئے اور مدرسہ حربی (جنگی اسکول) میں داخل ہوئے، اور ۱۳۱۹ھ

ع۵ ماہرین علم الانساب کا اس امر میں اختلاف ہے کہ غازی ممدوح کے نام کے ساتھ کمال کیا کیونکر اضافہ ہوا غازی ممدوح نے خود ایک موقع پر اپنے حالات بیان کرتے ہوئے ظاہر فرمایا ہے کہ مدرسہ رشدیہ کے ایک اُستاد نے جنکا نام مصطفیٰ آفندی تھا ایک روز مجھ سے فرمایا "بیٹے تیرا نام بھی مصطفیٰ ہے اور میرا نام بھی مصطفیٰ اس لئے میں تیرے نام میں لفظ کمال کا اضافہ کئے دیتا ہوں تاکہ نام میں التباس واقع نہ ہو، اس اضافہ کے بعد آپکا نام مصطفیٰ کمال ہوگیا اور اسی نام سے آپنے شہرت حاصل کی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ زمانہ تعلیم میں آپ کی ذکاوت و ذہانت اور ہمت و شجاعت فوق العادت تھی اس لئے اساتذہ نے آپکے نام میں کمال کا اضافہ کر دیا تاکہ ترکی کے مشہور ادیب و باکمال شاعر نامق کمال بک کی اتباع کی برکت آپکو حاصل ہو جائے ۱۲ مؤلف۔

(سنہ ۱۹۰۱ء) مین تکمیل تعلیم کے بعد آپ ملازم ثانی (لفٹننٹ میجر) کے عہدہ پر مقرر ہوئے، دوسرے سال آپنے مدرسہ ارکان حرب مین تعلیم حاصل کی اور ۱۳۲۲ھ (سنہ ۱۹۰۴ء) مین وہان سے یوزباشی ارکان حرب (کپتان) کا عہدہ آپنے حاصل کیا۔

میدان سیاست مین

آستانہ مین پہنچکر غازی ممدوح نے جب یہ دیکھا کہ (سلطان عبدالحمید خان مرحوم کی) استبدادی حکومت مین عثمانی قوم سخت مصائب برداشت کر رہی ہو اور ملک سازشون کا شکار ہو رہا ہے تو آپ بہت متاثر ہوئے اور مدرسہ ارکان حرب کے اپنے ہم جماعت معتمد دوستون کے مشورہ سے ایک جمعیتہ کی بنیاد سلطان عبدالحمید خان مرحوم کی استبدادی حکومت کے خلاف کام کرنے کے لئے ڈالی اور ایک قلمی اخبار بھی نکالا جسکو جمعیت کے ارکان اپنے ہاتھون سے لکھ لکھکر خاص خاص لوگون کو پہونچایا کرتے تھے۔ اخبار کے چند ہی پرچے نکلے ہونگے کہ جاسوسون کو جمعیتہ مذکور اور اخبار کا پتہ چل گیا اور مدرسہ ارکان حرب کی تعلیم ختم کرکے آپ مدرسہ سے نکلے ہی تھے کہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور سلطان عبدالحمید خان مرحوم کی خدمت مین لیجائے گئے اور آپ پر اخبار نکالنے اور مختلف جمعیتین مخصوص اغراض کے لئے قائم کرنیکا الزام لگایا گیا، اس جرم مین سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے آپ کو چند ماہ کی سزا دی لیکن بعد مین رہا کردیا اور فوجی خدمت پر مامور کرکے آپ کو دمشق بھیجدیا۔

(۲) فوج مین داخلہ

غازی ممدوح رہا ہوکر آستانہ سے دمشق پہونچے اور سوارون کی رجمنٹ مین داخل ہوئے۔ اس زمانہ مین جبکہ آپ دمشق پہونچے ہین جبل الدروز کے باشندون نے بغاوت کر رکھی تھی۔ حکومت نے اُن کی تادیب و سرکوبی کے لئے ایک فوجی دستہ روانہ کیا جسمین آپ بھی شریک تھے، ۴ مہینے کے قریب آپ حوران کے اطراف مین رہے اور اس مہم سے فارغ ہوکر پھر دمشق واپس آگئے۔ چند روز بعد آپ فوجی جائزہ لینے کے بہانہ سے بیروت، یافا، اور قدس تشریف لے گئے اور وہان آپنے ”جمعیتہ حریت“ کی شاخین مختلف مقامات پر قائم کین۔ ”جمعیتہ حریت“ کا مرکزی دفتر دمشق مین تھا اور جمعیتہ آپنے مخصوص معتمد دوستون کی شرکت سے طلب دستور و حریت کے لئے دمشق مین قائم کی تھی۔

ڈھائی سال کے قریب آپ شام مین رہے اور پھر ”جمعیتہ حریت“ کی مساعی سے جو مقدونیہ مین پوری قوت سے کام کر رہی تھی۔ آپ مقدونیہ تشریف لے گئے اب اس جمعیتہ کا نام بدلکر ”جمعیتہ اتحاد و ترقی“ کر دیا گیا تھا اسکے بعد آپ سالونیک کی سپاہ کی کمیٹی ارکان حرب مین داخل ہوئے اور ٹرکی مین اعلان دستور تک آپ سالونیک ہی مین رہے اور ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کے انقلاب مین جسکا نتیجہ سلطان عبدالحمید خان مرحوم کا عزل تھا، غازی ممدوح

اُس سپاہ مین شریک تھے جسنے آستانہ کا احاطہ کر رکھا تھا یہ سپاہ اڈریا نوپل کی طرف سے آستانہ آئی تھی، اور آپ اُسکے ارکان حرب کے صدر تھے انقلاب حکومت کے بعد آپ کو طرابلس الغرب روانہ کیا گیا جہان آپکے ذمہ وطنی (طرابلس الغرب کے عرب باشندون کی) سپاہ تیار کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب آپ قول آغاسی (اڈجوٹنٹ میجر) کے عہدہ پر مامور کئے گئے تو آپ کو جدید سپاہ کے ارکان حرب کی کمیٹی مین شامل کرکے سالونیک بھیجا گیا۔ پھر آپ اڑتیسوین پیدل فوج کی رجمنٹ کے افسر مقرر کئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو پھر آستانہ طلب کیا گیا اور ۱۹۱۰ء مین جیش ثانی کے سپہ سالار اعظم کی کمیٹی ارکان حرب مین آپ کو شامل کیا گیا۔ آپ اُس حملہ مین بھی شریک رہے جو محمود شوکت پاشا وزیر جنگ کی ماتحتی مین البانیون کی بغاوت فرو کرنے کے لئے مرتب کیا گیا تھا۔ ۱۹۱۱ء مین جب اٹلی نے طرابلس الغرب پر حملہ کیا تو آپ ہیئت تبدیل کرکے مصر کے راستہ سے بن غازی تشریف لے گئے اور وہان درنہ کی سپاہ کی قیادت آپ کے سپرد کی گئی، آپنے سپاہ کو مرتب کرنے اور اُس سے کام لینے مین فوق العادت قابلیت کا ثبوت دیا اور اختتام جنگ تک آپ طرابلس الغرب کی جنگ مین شریک اور شاندار خدمات انجام دیتے رہے۔

بلقان کی جنگ شروع ہوئی تو آپ فوراً طرابلس الغرب سے روانہ ہوکر آستانہ تشریف لائے اور فخری پاشا کے ماتحت جو سپاہ جنگ بلقان مین شریک تھی آپ اُس کی کمیٹی ارکان حرب کے صدر مقرر کئے گئے۔ آپ اس حملہ مین بھی شریک تھے جو اڈریا نوپل کو بلغاریون سے واپس لینے کے لئے اڈریا نوپل پر کیا گیا تھا۔ آپنے اپنی فوق العادت قابلیت اور موثر تدبیرون سے اس حملہ کی سربراہی کی اور چند گھنٹون مین اڈریا نوپل کو بلغاریون سے واپس لے لیا۔ ۱۹۱۳ء مین آپکو سفارت صوفیہ (بلغاریہ) کا فوجی رکن مقرر کیا گیا اور آپ اس منصب پر یورپ کی جنگ عظیم شروع ہونے کے وقت تک رہے۔

(۱۳) یورپ کی جنگ عظیم

جنگ یورپ کا اعلان ہونے کے وقت غازی مصطفیٰ کمال پاشا قائم مقام (لفٹنٹ کرنیل) کے منصب پر فائز تھے اور ترکی سفارت خانہ بلغاریہ کے ایک رکن کی حیثیت سے صوفیہ مین کام کرتے تھے۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی آپنے آستانہ کی وزارت جنگ سے استدعا کی کہ اُن کو کسی محاذ جنگ پر سپاہ مین منتقل کردیجائین۔ آپ کی اس خواہش کو پورا کیا گیا اور سولہوین دستہ سپاہ کا جو اُسوقت تکفور طاغ (رودوستو) مین مقیم تھا، آپکو افسر مقرر کیا گیا اور کچھ دنون بعد جبکہ دول متحدہ نے اپنے زبردست بحری بیڑہ سے درہ دانیال پر حملہ کرکے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ درہ دانیال کو عبور کرکے آستانہ پر قبضہ کرلین اور دولت عثمانیہ کی ہستی کو مٹادین، آپ کی خدمات درہ دانیال کی سپاہ مین منتقل کردی گئین۔

۱۸ مارچ کی صبح کو انگریزی اور فرانسیسی جہازوں کا زبردست بیڑہ دردانیال پر پہنچا اور اتنی سخت آتشباری شروع کی کہ نارِ جہنم بھی اسکے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی - اس آتشباری سے یہ مقصود تھا کہ ترکی قلعوں کو تباہ و برباد کر کے ان کی توپوں کو خاموش کر دیا جائے - چنانچہ آتشباری کے بعد انگریزی اور فرانسیسی بیڑوں نے خشکی پر اپنی سپاہ کو اتارنا شروع کیا اور مقامات "اری برونی" "انافارطہ" (دردانیال) پر قبضہ جمانے کی کوشش شروع کی - غازی ممدوح مقامات مذکورہ بالا کے قریب ہی کسی مقام پر اپنی ماتحت سپاہ کی ترتیب و تنظیم میں اسوقت مصروف تھے، فوراً آپ نے سپہ سالار عام کے احکام کا انتظار کئے بغیر اس انگریزی اور فرانسیسی سپاہ پر جو خشکی پر اتاری گئی تھی حملہ شروع کر دیا اور سخت جنگ کے بعد دشمنوں کی سپاہ کو پیچھے دھکیل دیا۔

ماہرین فن جنگ کا بیان ہے کہ اگر اس موقع پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا اپنی فوق العادت قابلیت و دانشمندی سے کام نہ لیتے اور فوراً انگریزی و فرانسیسی سپاہ پر حملہ شروع نہ کر دیتے یا سپہ سالار عام کے احکام کا انتظار کرتے تو یقیناً دول حلفاء کی سپاہ دردانیال پر قدم جما لیتی اور پھر اُسکے لئے آگے بڑھ کر آستانہ پر قبضہ کر لینا کچھ زیادہ دشوار نہ ہوتا۔

غازی ممدوح کے اس شاندار کارنامے نے آپ کی شخصیت کو بہت بلند کر دیا اور فوراً آپ کو دردانیال کی قیادت عام، حوالہ کی گئی اور پھر آپ نے دول حلفاء کی سپاہ کو اتنا پریشان کیا اور اُس پر متواتر شدید حملے کر کے اتنا نقصان پہنچایا کہ دول حلفاء مقابلے سے عاجز ہو گئے اور آخر اُن کو دردانیال سے واپس چلے جانے کا فیصلہ کرنا پڑا اور عثمانی سپاہ کو دول حلفاء پر شاندار فتح حاصل ہو گئی۔

مختصر یہ کہ دردانیال سے دول حلفاء کی سپاہ سخت نقصان اُٹھا کر واپس چلی گئیں اور عثمانی سپاہ کی فتوحات نے دول حلفاء کی ہمتوں کو شکست کر دیا - غازی ممدوح کی ان شاندار خدمات کی دولت عثمانیہ نے قدر کی اور اسکے صلہ میں آپ کو "پاشا" کا خطاب اور "میرلوا" (بریگیڈیئر جنرل) کا منصب عطا کیا گیا اور مصطفیٰ کمال، مصطفیٰ کمال پاشا بن گئے۔

دولت عثمانیہ نے غازی ممدوح کو امیر لوا کے منصب پر فائز کر کے اُس سولہویں عثمانی فیلق (فیلق یا چھ ڈویژن سپاہ کے مجموعہ کو کہتے ہیں) کی قیادت آپکے حوالہ کی جو دریائے آریں میں تھی اور آپ اسکو اپنی ماتحتی میں لیکر دیار بکر کی طرف روس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے - کچھ عرصہ بعد آپ اس سپاہ کے افسر مقرر کئے گئے جو مشیر (فیلڈ مارشل) عزت پاشا کے ماتحت تھی، پھر آپکی خدمات مشرقی اناطولیہ منتقل کی گئیں جہاں آپ نے روس سے جنگ کر کے

مقامات تفلیس اور موش کو روسیوں سے واپس لے لیا اور روس کو اندرون ملک میں بڑھنے سے روک دیا۔

سنہ ۱۹۱۶ء کے موسم سرما میں غازی ممدوح کو دمشق روانہ کیا گیا اور حجاز کی سپاہ کی کمان آپکے سپرد کی گئی، دمشق پہونچکر اور جمال پاشا سے ملکر جو اُس وقت چوتھے جیش کے افسر تھے آپنے دریافت کیا کہ حجاز کی سپاہ کس کے ماتحت رہیگی۔ جمال پاشا مرحوم نے بتلایا کہ چوتھے جیش کے ماتحت رہیگی جو اُن کی ماتحتی میں ہے۔ یہ معلوم کر کے غازی ممدوح نے جمال پاشا مرحوم سے فرمایا کہ وہ اُن کی ماتحتی میں کام نہ کر سکیں گے۔ جمال پاشا مرحوم نے فرمایا کہ آپکو اختیار ہے، کل یا پرسوں تک انور پاشا تشریف لائیں گے آپ اُن سے اِس معاملہ میں گفتگو کریں۔

دو روز بعد غازی انور پاشا سپہ سالار اعظم افواج عثمانیہ دمشق تشریف لائے اور غازی ممدوح نے اُن کو ملکر کہا کہ وہ حجاز جانا پسند نہیں کرتے اِس سلسلۂ گفتگو میں غازی ممدوح نے انور پاشا کو یہ مشورہ بھی دیا کہ حجاز سے فوراً ترکی سپاہ واپس بلالی جائے اور حجاز کو خالی کر کے وہاں کی سپاہ کو شام میں منتقل کر دیا جائے کیونکہ حجاز جیسے دور دراز فاصلہ پر فوجی کارروائیوں سے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہے۔ انور پاشا نے غازی ممدوح کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور آپکو اپنے ساتھ فلسطین لے گئے۔

کچھ دنوں بعد آپ پھر آستانہ تشریف لائے اور آپکو جیش ثانی کی قیادت پر مامور کیا گیا جو دیار بکر میں مقیم تھا اور جسکی خدمت صرف روس سے مقابلہ کرنا تھا۔ غازی ممدوح نے اِس خدمت سے بھی انکار فرمادیا اور ظاہر کیا کہ وہ چند شرائط کے ساتھ اِس خدمت کو قبول کر سکتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں سلطان محمد وحید الدین (معزول سلطان) کی تخت نشینی پر جو وفد، امیر عبد المجید آفندی، ولیعہد دولت عثمانیہ کی صدارت میں سرکاری طور پر تخت نشینی کا اعلان کرنے کے لئے جرمنی، آسٹریا اور بلغاریہ گیا تھا غازی ممدوح بھی اِسمیں بحیثیت اڈیکانگ کے شریک تھے۔ اِس سیاحت سے غازی ممدوح نے معقول فائدہ اُٹھایا۔ جرمنی کے سپہ سالار اعظم سے ملاقات کی، اور فرانس کے میدان جنگ کو بھی دیکھا۔

فرانس کے میدان جنگ میں غازی ممدوح نے جرمنی کے دو نامور سپہ سالار اعظم یعنی ہنڈنبرگ اور لوڈن ڈارف سے ملاقات کی اور اُن کے تجربات سے فائدہ اُٹھایا۔ وطن کی واپسی پر آپ دوبارہ آسٹریا تشریف لے گئے، یہ سفر

عـہ یہ واقعہ نہایت مستند ذریعے سے معلوم ہوا ہے اور اُس معتبر شخص کے بیان پر مبنی ہے جو اس گفتگو کے وقت وہاں موجود تھا۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور جمال پاشا مرحوم کے بعد صرف یہی شخص تھا جو اس موجودگی میں یہ گفتگو ہوئی تھی

۱۲ مولف

معالجہ کی غرض سے تھا کیونکہ غازی ممدوح کی صحت خراب تھی۔ بحالی صحت کے بعد آپ پھر آستانہ تشریف لے آئے۔

بغداد کے سقوط اور روسیوں یا لشویزم پھیل جانے کے بعد ترکی سپہ سالارعام نے ایک جدید سپاہ کی ترتیب تنظیم کی قرار داد پاس کی۔ اس جدید سپاہ کی تیاری سے حکومت کا مقصود دوبارہ بغداد کو انگریزوں سے واپس لینا اور انگریزی سپاہ کو بغداد سے باہر نکال دینا تھا اور اس خدمت کو غازی ممدوح کے سپرد کیا گیا۔ غازی ممدوح نے اس خدمت کو اس شرط سے قبول کیا کہ جدید سپاہ کی تیاری و تنظیم اور اجتماع آپکی رائے کے مطابق حلب میں کیا جائے تاکہ یہ سپاہ رزرو سپاہ (سپاہ محفوظ) کے طور پر رہے اور ضرورت کے وقت اسکو شام و عراق کی سپاہ کی مدد پر بھیجا جا سکے لیکن پھر ترکی سپہ سالارعام کی رائے اس معاملہ میں تبدیل ہوگئی اور جرمنی جنرل فالکنہائن کے ہاتھ میں سارے اختیارات دیدیئے گئے۔ پھر یہ سپاہ شام میں منتقل کر دی گئی اور جنرل فالکنہائن کی جگہ ترکی سپہ سالارعام نے مارشل لیمان وان سانڈرس کو اس سپاہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا جو جنگ یورپ کے آخر تک اسکی کمان کرتا رہا۔

جولائی ۱۹۱۸ء میں غازی ممدوح کو جبکہ آپ فریق ثانی (سیکنڈ میجر جنرل) کے منصب پر فائز تھے نابلس و فلسطین بھیجا گیا اور ساتویں جیش کی کمان جو اسوقت نابلس اور قدس اور نابلس و نہر شریعت (اردن) کے درمیان مقیم تھا اور جسکی کمان مصطفےٰ فوزی پاشا کے ہاتھ میں تھی آپکے حوالہ کی گئی۔ مصطفےٰ فوزی پاشا کی صحت چونکہ خراب تھی اس لئے وہ رخصت لیکر آستانہ تشریف لے گئے اور غازی ممدوح اُن کی جگہ مقرر ہوئے۔ غازی ممدوح نے جیش مذکور کی کمان ہاتھ میں لیکر از سر نو اسکو مرتب کیا اور جدید اصلاحات فرمائیں لیکن چونکہ وقت گذر چکا تھا اور سپاہ کی حالت مدت دراز تک جنگ میں مصروف رہنے کے باعث بہت خراب ہوگئی تھی اس لئے غازی ممدوح کی کوششیں بارآور نہ ہوئیں۔

ایک معتبر شخص نے جو اُسوقت سپہ سالارعام کے دفتر سے تعلق رکھتا تھا غازی ممدوح کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ غازی ممدوح نے نابلس پہنچکر جب سپاہ کی حالت دیکھی اور بدنظمی سے سپاہ کو بری حالت میں پایا تو مارشل لیمان وان سانڈرس کو جو جیش ہائے متحدہ کے سپہ سالار تھے اور ناصرہ میں مقیم تھے ایک تار روانہ کیا جسمیں ظاہر کیا کہ میں نے سپاہ کی حالت دیکھی اور غور سے انتظامات پر نظر ڈالی، میرے خیال میں موجودہ افسر فوج کی قیادت و رہنمائی کے قابل نہیں ہیں اس لئے اگر آپ حکم دیں تو میں موجودہ فوجی افسروں کو آپکی خدمت میں روانہ کردوں اور یا پھر انکو براہ راست آستانہ میں وزارت جنگ کے پاس بھیجدوں، اس تار کے جواب میں مارشل مذکور نے اطلاع دی کہ دو سال کی جنگ نے ہمارے بہترین افسروں کو ضائع کر دیا ہے اور اب موجودہ افسروں میں سے بہترین کو انتخاب کیا

جانا۔ نا ممکن ہے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کو جب انگریزون نے فلسطین مین عام حملہ شروع کیا ہے تو غازی ممدوح نے بہادر افسرون کی طرح اپنی پوری قابلیت سے اس حملہ کی مدافعت کی۔ تین شبانہ روز شدت کی جنگ جاری رہی اور غازی ممدوح نے تمام حملون کو رد کرکے فوق العادت قابلیت کا ثبوت دیا اور تین مواقع پر انگریزی سپاہ کی صفون کو توڑ کر پیچھے ہٹا دیا لیکن ترکی سپاہ کی قوت چونکہ کمزور تھی اس لئے زیادہ دنون تک مدافعت جاری نہ رہ سکی اور آخر غازی ممدوح نہایت قابلیت سے اپنی سپاہ کو دشمن کے نرغہ سے نکال کر لے گئے اور نابلس کو خالی کر دیا۔ غازی ممدوح اگر چاہتے تو چند روز اور مقابلہ کر سکتے تھے لیکن آٹھوین ترکی جیش کی شکست سے جو ساتوین جیش کے میمنہ پر تھا اور مقامات طولکرم، ناصرہ اور حیفا کے سقوط سے آپ نے مقابلہ فضول سمجھا اور اپنی سپاہ کے گھر جانے کے اندیشہ سے نابلس کو خالی کر دینا بہتر سمجھا، نابلس سے آپ دمشق کی طرف ہٹ گئے اور پھر وہان سے اپنی ماتحت سپاہ کو حلب لے گئے جو اسوقت ترکی سپہ سالار عام کا ہیڈ کوارٹر اور شکست خوردہ ترکی سپاہ کا مرکز اجتماع تھا اور جہان شام کے جنوبی علاقوں اور وسط شام سے ترکی سپاہ پسپا ہو کر واپس آ رہی تھی۔

اس شکست کے بعد مارشل لیمان وان ساندرس نے جیش ساعقہ کی قیادت سے استعفیٰ دیدیا اور جرمنی واپس چلا گیا اور غازی ممدوح کو جو اسوقت حلب مین تشریف فرما تھے آستانہ سے حکم ملا کہ وہ مارشل لیمان وان ساندرس کی جگہ کام کرین۔ غازی ممدوح نے آستانہ کے حکم کے بموجب فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین لے لی اور دوبارہ جنگ شروع کرنے کے لئے سپاہ کو درست و مرتب کرنے لگے اور زخمیون اور مریضون کو اطنہ اور اناطولیہ مین بھیجدیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء کو جنوبی حلب مین اور ایک معرکہ وقوع مین آیا۔ اس معرکہ کے بعد ترکی سپاہ شمالی حلب کے خطوط جنگ پر چلی گئی جن کو غازی ممدوح نے ترتیب دیا تھا پھر "لبر سون" کا معرکہ پیش آیا جسمین انگریزون نے ترکی سپاہ پر فتح حاصل کی، ادہر یہ معرکے جاری تھے کہ یکایک ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو التوائے جنگ وقوع مین آیا اور غازی ممدوح اپنے ماتحت افسرون کو ساتھ لیکر اطنہ چلے گئے اور پھر اطنہ سے وزارت جنگ کی اجازت حاصل کرکے آستانہ تشریف لے گئے۔

(۴) جنگ یورپ کے بعد

غازی ممدوح آستانہ پہونچے اور دیکھا کہ ترکی قوم شکست سے مضطرب اور پریشان ہے اور مایوسی اس پر طاری ہے دول حلفاء نے آستانہ پر قبضہ کر لیا ہے اور ترکی قوم کی تذلیل اور مقدس مقام خلافت کی توہین کی جا رہی ہے۔ غازی ممدوح اس مایوس کن حالت سے دلگیر نہین ہوئے اور نہ مایوسی آپ پر طاری ہوئی فوراً آپ اس مصیبت سے نجات پانے کی تدبیرون مین مصروف ہو گئے، اہل الرائے سیاست دانون اور فوجی افسرون سے ترکی حکومت کو اس بلائے ناگہانی سے بچانیکے

لئے مشورہ کیا گیا اور طویل و کافی غور و فکر کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ جب تک کہ ایک ایسی فوجی قوت کو مرتب نہ کیا جائے گا جس پر اعتماد کیا جا سکے اُس وقت تک مشکلات سے نجات پانا ممکن نہیں ہے اور اس کام کے لیے بہترین جگہ اناطولیہ ہے جہاں ترکی قوم کی ہمدردی اور شرکت سے مشکلات پر بآسانی قابو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس تجویز کی بنا پر غازی ممدوح اناطولیہ جانے کے وسائل تلاش کر رہے تھے کہ قدرت نے آپکے لئے ایک سبب پیدا کر دیا اور وزارت نے آپکو طلب کر کے آپ کی خدمت میں اناطولیہ کی سپاہ کا انسپکٹر جنرل کا منصب پیش کیا اور حکم دیا کہ وہاں کی سپاہ کی تحقیقات کی جائے۔ غازی ممدوح نے اس منصب کو مسرت کے ساتھ قبول فرمایا کیونکہ یہ آپ کی اُمید کے عین مطابق تھا۔ چنانچہ آپ آستانہ سے اناطولیہ کی سمت روانہ ہو گئے بعض کا بیان ہے کہ آپ آستانہ سے طرابزون گئے اور بعض کہتے ہیں کہ مسترون تشریف لے گئے۔ بہرحال آپ ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء کو آستانہ سے روانہ ہوئے اور اسی روز یونانیوں نے اپنی سپاہ سمرنا کے بندرگاہ پر اتاری اور سمرنا پر قبضہ کر لیا۔

(۵) غازی ممدوح اناطولیہ میں

اناطولیہ میں قدم رکھتے ہی غازی ممدوح نے اپنی اُن کوششوں کا آغاز کیا جن کی نسبت آستانہ میں قرارداد ہوئی تھی اور عثمانی فوجی افسروں کی معقول تعداد فراہم کر کے آپ ارض روم تشریف لے گئے جہاں آپنے فوج کی ترتیب و تنظیم شروع کی اور ملک کو عیاروں کی دستبرد سے بچانے کے لئے قومی فوج کی تیاری کا کام پوری قوت سے کیا جانے لگا۔

جس وقت غازی ممدوح اناطولیہ تشریف لے گئے ہیں اُس وقت وہاں کتنی ترکی سپاہ موجود تھی اسکے مختلف بیانات ہیں بعض کا بیان ہے کہ ۳۰ ہزار سپاہ اناطولیہ میں موجود تھی بعض اس سے زیادہ بتلاتے ہیں اور بعض کم، لیکن اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ جنگ یورپ کی چند لاکھ ترکی سپاہ میں سے جو تعداد بچ رہی تھی وہ سب اناطولیہ میں جا کر جمع ہو گئی تھی یعنی شام، عراق اور قفقاز سے واپس آئی ہوئی ساری سپاہ اناطولیہ میں جمع تھی اور اناطولیہ کی سپاہ جو پہلے سے وہاں موجود تھی اسکے علاوہ تھی، اسی بقیہ سپاہ کو مرتب کر کے وہ "وطنی سپاہ" تیار کی گئی جسنے ایسے "معجزات" دکھلائے ہیں کہ دنیا حیران ہو اور سارا عالم ششدر رہ جائے۔

آستانہ کی وزارت نے اناطولیہ کی تحریک اور جد و جہد کو جب فوق العادت پایا تو وہ حیران رہ گئی، اور پریشانی و اضطراب اُس پر طاری ہو گیا اور اندیشۂ فردا سے اُسے بھیانک خواب نظر آنے لگے۔ فوراً اُسنے غازی ممدوح کو آستانہ طلب کیا لیکن غازی ممدوح نے انکار فرما دیا اور دولت عثمانیہ کے سرکاری فوجی تعلق سے مستعفی دیگر وطن پرست ترکوں کی جماعت میں شامل ہو گئے اور وطن پرست طبقہ کی طرف سے ارض روم کا پہلی کانفرنس میں

جو اناطولیہ کی تحریک کا گویا سنگ بنیاد بھی شریک ہوئے - آستانہ کی وزارت نے یہ حالات معلوم کرکے اگست ۱۹۱۹ء مین غازی ممدوح کی گرفتاری کے احکام جاری کئے جنمین لکھا گیا تھا کہ کمال پاشا کو گرفتار کرکے آستانہ روانہ کیا جائے ؎

۲۳ اپریل ۱۹۲۰ء کو اناطولیہ کی مجلس وطنی کبیر نے غازی ممدوح کو مجلس کا صدر منتخب کیا - اس انتخاب کے موقع پر آپ نے ایک زبردست تقریر فرمائی جو کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہو - پھر نہر سقاریہ کے معرکہ کے بعد جبکہ ترکی وطنی سپاہ نے یونانیون پر شاندار فتح حاصل کی تھی وطنی مجلس نے اپنے ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کے اجلاس مین غازی ممدوح کی گرانقدر خدمات کا شکریہ ادا کیا اور مشیر (فیلڈ مارشل) کے منصب کے علاوہ غازی کا خطاب بھی آپ کو مرحمت فرمایا - نہر سقاریہ کی شاندار فتح پر ترکی سپاہ نے جنرل عصمت پاشا کے ذریعہ غازی ممدوح کو مبارکباد دی اور دنیا کے ہر گوشہ سے آپ کی خدمت مین ہزارہا پیام مبارکباد موصول ہوئے ؎

۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء کے جلسہ مین وطنی مجلس اعظم نے غازی ممدوح کو اختتام جنگ تک سپہ سالار اعظم کا منصب تفویض کیا اگرچہ اس سے پہلے بھی آپ سپہ سالار عام تھے لیکن ہر ۳ ماہ کے بعد اس منصب کی میعاد مین توسیع کی جاتی تھی کیونکہ یہ منصب اس سے پہلے غازی ممدوح کو صرف ۳ ماہ کے لئے تفویض کیا جاتا تھا اور ہر تین ماہ پر اسکی تجدید کرنی پڑتی تھی، اس اعزاز خاص کے تفویض کئے جانے پر غازی ممدوح نے ایک پُر مغز تقریر وطنی مجلس کے جلسہ مین فرمائی جو اس کتاب کے آئندہ صفحات پر درج کی گئی ہو - وطنی مجلس کبیر نے اس خصوص مین جو قانون نافذ کیا ہو اُسکے الفاظ یہ ہین :-

دفعہ اوّل - مجلس وطنی کبیر جو قوم اور مملکت کے انتظامات و معاملات مین اسوقت کامل طور پر خود مختار ہو اور ہر قسم کے اختیارات اُسکو حاصل ہین اور جو ایسے ارکان سے مرکب ہو جو قانون اساسی اور قانون تشکیلات اساسی کی تیاری و ترتیب احکام کے نفاذ و اجرا اور حقوق کی صیانت و حفاظت کے ذمہ دار ہین اور جو اپنی معنوی شخصیت کے اعتبار سے سپہ سالار عام کے فرائض کی بھی ضامن ہو اپنے صدر مشیر (فیلڈ مارشل) غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو سپہ سالار عام کی خدمت ایک وقت معین تک کے لیے تفویض کرتی ہو -

دفعہ دوم - مجلس وطنی کو اس امر کا حق حاصل ہو کہ جب وہ مناسب سمجھے اپنے صدر کو اس خدمت (سپہ سالار عام) کی خدمت سے علیحدہ کر دے ؎

دفعہ سوم - ۷ رمضان ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۲۲ء کو جو قانون سپہ سالار عام کی خدمت کی توسیع ۳ ماہ تک کے متعلق نافذ ہوا تھا وہ منسوخ کیا گیا ؎

دفعہ چہارم - یہ قانون تاریخ اشاعت سے نافذ سمجھا جائے گا

دفعہ پنجم - مجلس وطنی کبیر اس قانون کے احکام کو نافذ کرتی ہے

۲۳ ذی القعدہ ۱۳۴۱ھ - (۲۰ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۶) غازی ممدوح کے اوصاف و خصائل

مستقل مزاجی بعض معتمد لوگون نے جو غازی ممدوح کے ساتھ جنگ یورپ مین رہے ہین بیان کیا ہے کہ ۱۹۱۶ء کے موسم سرما مین جب غازی ممدوح دمشق تشریف لائے ہین تو دمشق مین آپکا شاندار استقبال کیا گیا تھا اور یہ محض اُن شاندار کارنامون کے اعزاز مین تھا جو آپنے جنگ یورپ مین انجام دیے تھے، دمشق کی فوجی حکومت نے فندق شرق (ہوٹل) مین آپ کو اپنا مہمان بنا کر ٹھرایا اُسوقت غازی ممدوح سے جن لوگون کو ملاقات کا اتفاق ہوا ہے اُنکا بیان ہے کہ غازی ممدوح کی پیشانی سے بسالت، شجاعت اور اقدام کی علامتین نمایان تھین اور آپ بہت خوش تھے - پھر ۱۹۱۸ء کے موسم گرما مین مقام ناصرہ مین جبکہ آپ آستانہ سے نابلس ساتوین جیش کی قیادت پر امور ہو کر جا رہے تھے بعض لوگون نے آپ سے ملاقات کی اور انھون نے دیکھا کہ اُسوقت بھی آپ کی پیشانی سے اقدام علی العمل کے آثار نمایان تھے اور فکر و تردد کا اثر تک آپکے چہرہ پر نہ تھا جیش صاعقہ (یلدرم) کے سپہ سالار نے آپکے اعزاز مین ایک جلسہ ترتیب دیا اور نابلس کے صدر فوجی مقام پر رات کے کھانے پر آپ کو مدعو کیا گیا جسمین کثرت سے فوجی افسر شریک تھے، اس دعوت کے بعض شرکا کا بیان ہے کہ فوجی افسرون کی جماعت اس دعوت مین آپ کو اس طرح گھیرے ہوئے تھی جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے - آپ کی باتون کو نہایت توجہ اور دلچسپی سے سُنا جا رہا تھا اور لوگ حیرت و تعجب کی نظرون سے آپکو دیکھ رہے تھے، فوجی افسرون مین سے ہر شخص آپکا مداح اور آپ کی وطن پرستی، قابلیت اور جنگی و فوجی مہارت کا معترف تھا، یہان تک کہ بڑے بڑے فوجی افسرون نے اس امر کو فخر کے ساتھ ظاہر کیا کہ غازی ممدوح فی الحقیقت ترکی قوم کے یکتا فوجی افسر ہین -

فلسطین اور شام سے ترکی سپاہ کی واپسی کے بعد جبکہ غازی ممدوح کو سپہ سالاری کی خدمت تفویض ہوئی تھی بعض لوگون نے حلب کے فندق بارون مین آپ سے ملاقات کی اُسوقت بھی جبکہ ترکی سپاہ کی حالت نہایت ابتر تھی اور دولت عثمانیہ کو شکست ہو چکی تھی، آپکی پیشانی سے یاس و ناامیدی کے آثار نمایان نہ تھے اور آپ اُسی طرح بشاش تھے جس طرح ہمیشہ رہتے تھے اور نہایت اطمینان سے احکام صادر کرتے تھے - سپاہ کی تیاری و ترتیب مین مصروف تھے اور خطوط جنگ کو مرتب کر رہے تھے. گویا شکست و انکسار کی آپکو خبر ہی نہین ہے

ڈرنہ (طرابلس الغرب) مین اطالیون سے لڑ رہے تھے شدید اختلاف پیدا ہو گیا تھا جس کے اسباب اسوقت تک کسی کو معلوم نہین ہوئے ۔

ٹرکی مین اعلان دستور کے تھوڑے ہی عرصہ بعد غازی ممدوح انجمن اتحاد و ترقی سے علحدہ ہو گئے تھے اور باوجودیکہ آپ انجمن مذکور کے بانیون اور کارکنون مین سے تھے لیکن آپنے اختلاف رائے کے سبب اسکا خیال بھی نہ کیا ۔ یہ علحدگی صرف اسوجہ سے ہوئی کہ ارکان انجمن نے ملک کے جو انتظامات کئے تھے غازی ممدوح کو اُن پر اعتراض تھا اور طریق حکومت اُن کی رائے مین مناسب نہ تھا اور غالباً اسی علحدگی کی وجہ سے جنگ یورپ سے قبل آپنے کوئی شہرت حاصل نہ کی اور آپکے ہمعصر انور پاشا وطلعت پاشا وغیرہ آپ سے بازی لے گئے ممکن ہو قدرت کو آپ سے اسموقعہ پر کام لینا مقصود ہو اور دولت عثمانیہ مین جو کمزوریان اور خرابیان انجمن اتحاد و ترقی کے ارکان کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھین اُن کی اصلاح اور نجات وطن کے لئے قدرت نے آپ کی ذات کو اختیار کر رکھا ہو بہرحال قدرت نے ایک اہم خدمت آپکے سپرد کی تھی اور آپنے اُسکو نہایت قابلیت سے ادا کیا اور ٹرکی کو دوبارہ زندگی بخشی ۔

درہ دانیال کے معرکون کے بعد جبکہ ترکی سپاہ کی ماتحتی قوت کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا تھا آپنے ۱۹۱۶ء مین ایک یادداشت سپہ سالار عام کی خدمت مین پیش کی جسمین عثمانی قوت اُس ناگوار حالت کو ظاہر کر کے جسپر جنگ کے مسلسل مصائب نے اُسکو پہونچا دیا تھا ۔ آپنے اس امر کی خواہش کی تھی کہ آیندہ حملہ آوری کی روش کو ترک کر کے صرف مدافعت کو تمام خطوط جنگ پر مطمح نظر بنایا جائے اور جسقدر فوج باقی ہو اُس سے صرف مدافعت کا کام لیا جائے لیکن سپہ سالار عام نے اس مشورہ کو قبول نہین کیا اور آپنے فوراً سولہوین فیلق کی قیادت سے استعفیٰ دیدیا پھر جب آپ کو جیش ثانی کی قیادت پر مامور کر کے دیار بکر جانے کا حکم دیا گیا تو آپنے پھر اپنی تجویز کے نفاذ پر اصرار کیا اور سپہ سالار عام نے دوبارہ اس سے انکار کر کے آپ کو حملہ آوری کا حکم دیا اس لئے آپنے پھر استعفیٰ داخل کر دیا اور عرصہ تک آپ قسطنطنیہ مین بیکار بیٹھے رہے ، پھر آپ کو ساتوین جیش کی قیادت حوالہ کی گئی اور آپ نابلس تشریف لے گئے ۔

غازی ممدوح کو دوران جنگ یورپ مین یہ امر بہت ناگوار ہوتا تھا کہ جرمنی فوجی افسر عثمانی سپاہ کے انتظامات مین بھی دخیل ہین اور انور پاشا نے اُن کو غیر معمولی اختیارات دے رکھے ہین ، آپنے اس پر زور صدائے احتجاج بلند کی اور بہت سے اُن ترک فوجی افسرون نے جو اس سے متاثر تھے اس معاملہ مین آپکا ساتھ دیا اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جرمنی فوجی افسر آپکے دشمن ہو گئے اور ترک و جرمنی فوجی افسرون کے تعلقات مین جو کشیدگی باقی رہی اور آخر جنگ تک باہمی مخالفت رفع نہ ہوئی ۔

غازی ممدوح کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے اور بارہا آپنے اسکا اظہار کیا ہے کہ "سپاہ کو سیاسی اشتغال سے قطعی علیحدہ رکھا جائے اور سیاسی معاملات مین سپاہ کی مداخلت کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے اور سپاہیون کو ہرگز اسکی اجازت نہ دیجائے کہ وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھیں یا کسی شخص کو دوسرے پر ترجیح دین" مشہور ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ارکان سے غازی ممدوح کے اختلاف کی بڑی وجہ یہی تھی کہ آپنے سپاہ کو سیاسی اشتغال سے منع کیا تھا، غازی ممدوح کا خیال ہے کہ سپاہ کے سیاسی اشتغال کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سپاہ کی وحدت و اجتماع کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور مختلف فریق کی حیثیت مین یا اختلاف خیالات کی حالت مین سپاہ کی مشترکہ طاقت ضعیف ہو جاتی ہے۔ غازی ممدوح کے اس خیال کی تصدیق جنگ بلقان کے زمانہ مین ہو چکی ہے یعنی سپاہ کے سیاسی اشتغال سے سپاہ مین مختلف خیالات پیدا ہو گئے تھے اور اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی سپاہ کو شکست ہوئی کیونکہ ترکی فوجی افسر اور سپاہیون کا تعلق دو سیاسی انجمنون سے تھا جو ایک دوسرے کی مخالف تھین یعنی بعض فوجی افسر اور سپاہی انجمن اتحاد و ترقی کے ممبر تھے اور بعض حزب ائتلاف کے۔

غازی ممدوح نے اناطولیہ مین جب سپاہ کو مرتب کیا تو سب سے پہلے یہ حکم جاری کیا کہ سپاہ کو سیاسی معاملات مین حصہ لینا یا کسی خاص جماعت سے تعلق رکھنا قطعاً ممنوع ہے۔ اسی کے ساتھ آپنے فوجی افسرون کو بتلایا کہ وہ صرف وطنی سپاہ چاہتے ہین جس کی غرض صرف یہ ہونی چاہیے کہ وہ وطن کو اغیار کی دستبرد سے بچائے اور بس۔ غازی ممدوح نے اناطولیہ مین سپاہ کو سیاسی اشتغال سے باز رہنے کی ہدایت و تنبیہ ہی نہین کی بلکہ جن لوگون کی نسبت آپ کو یہ شبہ ہوا کہ وہ پارٹی بازی کے شائق یا شخصیت پرست ہین اُن کو فوراً سپاہ سے نکال دیا، چنانچہ ہنادپاشا اور علاء الدین پاشا جیسے قابل افسرون کو صرف اسی بنا پر علیحدہ کیا گیا کہ اُن کی نسبت یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ انور پاشا سے تعلق رکھتے ہین۔ مذکورۂ بالا افسرون کو علیحدہ کرتے وقت آپنے اُن سے فرمایا کہ "سپاہ کی مصلحت تمام مصلحتون سے بالاتر اور وطن کی سلامتی تمام چیزون سے بہتر و برتر ہے"۔ غازی ممدوح نے بلاشبہ ایک سخت مرض سے سپاہ کو بچایا اور سیاسی اشتغال سے سپاہ کو روک کر ایک ایسی اصلاح کی جو تمام اصلاحات سے بہتر تھی۔ اناطولیہ کی کامیابی کا راز ہمارے خیال مین صرف یہی اصلاح ہے جسنے سپاہ مین وحدت و یکجہتی کی روح پیدا کی اور قوت مضبوط ہو گئی اگر غازی ممدوح ایسا نہ کرتے تو یقیناً آپ کو ایسی شاندار کامیابی نصیب نہ ہوتی۔

(۷) غازی ممدوح کی نسبت غیر ملکی مدبرین کی رائین

فرانسیسی رسالہ "الاسترا سیون" کا ایک مضمون نگار جو انگورہ مین غازی ممدوح سے مل چکا ہے لکھتا ہے "آزادی کے دیوتا (غازی مصطفےٰ کمال پاشا) کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ نہین ہے وہ اگرچہ دراز قامت اور عریض المنکبین ہین لیکن

(غالباً انگورہ سے روانہ کیا تھا اور جو اگست ۱۹۲۲ء کے آخر میں ٹائمس میں چھپا ہے اُس میں غازی ممدوح کے حالات لکھتے ہوئے تمہید کے بعد بیان کیا ہو۔

"غازی ممدوح کی نیلگون آنکھیں قلوب میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتی ہیں اور خاص اثر پیدا کرتی ہیں (آپکے سر کے) بال سنہری ہیں چھوٹی چھوٹی مونچھیں ہیں (آپکے بشرہ کا یہ مختصر خاکہ ہو لیکن (آپکے بشرہ) ایسا بشرہ ہے جسنے میرے قلب میں اُسوقت خاص اثر پیدا کیا جبکہ میں اُن سے ملا۔

"مصطفٰے کمال پاشا کا قد متوسط ہو کسی قدر جانب طول مائل ہو جب میں اُن سے ملا ہون اُسوقت وہ ملکی لباس میں ملبوس تھے اور عمدہ قسم کا لباس آپکے جسم پر تھا، پانؤن میں اس قسم کے موزے تھے جیسے کہ عموماً مردانہ وضع ہونے میں پہنے جاتے ہیں سر پر استراخانی کلپاک تھی اس کلپاک میں یہ خوبی ہو کہ وہ ہر قسم کے لباس پر اچھی معلوم ہوتی ہو یعنی ملکی لباس اور فوجی وردی دونون میں کلپاک کی خوبی کم نہیں ہوتی اس ٹوپی کی ساخت روسی اور ایرانی "فرد" کی ٹوپیون سے بہت مشابہ ہو"

"قیام انگورہ کے زمانہ میں میں نے دیکھا ہو کہ سپاہ آپ کی بہت عزت کرتی اور آپ سے محبت رکھتی ہو اور جس طرح ترکی قوم کے قلب میں آپ کی محبت کا سکہ بیٹھا ہوا ہے اور وہ آپ کو معبود کے درجہ تک سمجھتی ہو اُسی طرح سپاہ کے قلوب آپ کی محبت سے معمور ہیں۔ میں اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنا پر کہتا ہون کہ اس قسم کی خبرین جنمین کہ لیڈرون کے باہمی اختلاف کا ذکر کیا گیا ہو بالکل بے اصل ہیں اور ان میں ذرہ برابر صداقت نہیں ہو"

ع ۵ وہ دانیال ہی پر کام کرتے رہے تھے یعنی لیمان وان سانڈرس پاشا کو درہ دانیال پر مقرر کیے جانے سے قبل آپ [illegible] دانیال پر سپاہ کی کمان کر رہے تھے اور درہ دانیال پر موجود تھے جن لوگون کو جنگ یورپ کے واقعات معلوم ہیں وہ اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔

۴۔ لیمان وان سانڈرس پاشا جیسے افسر اعلیٰ کی شان یہ نہیں ہو کہ [illegible] سے مشورہ کرتا رہے علاوہ ازین سانڈرس پاشا کا کام صرف احکام کا نفاذ ہو نہ کہ ماتحت افسرون کو ترقی دینا ماتحت افسرون کو ترقی دینا یا افسرون کے درجون کو مقرر کرنا صرف سپہ سالار اعظم کی کمیٹی ارکان حرب اور سلطان کا کام ہو۔ (۵) عقل سلیم کبھی اس امر کو باور نہیں کر سکتی کہ مصطفٰے کمال پاشا جیسا مخلص وطن [illegible] اپنے افسر اعلیٰ سے ترقی کے [illegible] گفتگو کرتا ہو اور اسکے احکام کی اطاعت نہ کرے حالانکہ مصطفٰے کمال پاشا نے [illegible] سپہ سالار اعظم [illegible] ہر قسم کی [illegible] اپنے [illegible] بیان پر خود ہی شروع کر دیا تھا پھر یہ بات بھی عقل کے خلاف ہو کہ غازی ممدوح افسر اعلیٰ کی [illegible] اخلاق عالیہ کے م

م [illegible] حالات [illegible] وردی [illegible] میں نہیں ہیں۔ ۱۲-۱۱ مولف

"آستانہ میں غازی ممدوح کے متبعین کی کثیر تعداد ہے میرے خیال میں آستانہ کے باشندوں میں سے نوّے فیصدی لوگ ایسے ہیں جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ہم خیال دیکھتا ہیں اور اناطولیہ میں تو ساری ترکی قوم اُن کی مطیع ہے جو جو احکام غازی ممدوح صادر فرماتے ہیں یہ قوم بے چون وچرا اُن پر عمل کرتی ہے۔ مختصر یہ کہ غازی ممدوح کا حکم ایسا قطعی حکم ہوتا ہے جس سے کوئی انحراف نہیں کرسکتا اور آپکے ماتحت وطنی ترکی حکومت نہایت طمانیت کے ساتھ کام کر رہی ہے اور آپکا ارادہ گویا قانون ہے"

"غازی ممدوح بہت کم گو ہیں اور صرف اُسوقت گفتگو کرتے ہیں جبکہ کوئی اہم مسئلہ پیش ہوتا ہے اور اُس وقت آپ کی قابلیت کے جوہر کھلتے ہیں جب آپ تقریر یا گفتگو کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عالی دماغ، تجربہ کار اور وسیع المعلومات وکیل بول رہا ہے جسکی ہر بات مدلل اور ہر لفظ مستند ہے ایک دفعہ میری انگورہ کی موجودگی میں رات کے کھانے پر نپولین کے معرکہ "اوسٹرلٹز" پر بحث چھڑ گئی جو ۱۸۰۵ء میں وقوع پذیر ہوا تھا اس معرکہ کے متعلق تاریخ میں عجیب وغریب واقعات بیان کئے گئے ہیں اور اسمیں نپولین نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا تھا حالانکہ نپولین کی عادت عام طور پر یہ تھی کہ وہ تھوڑی سی فوج سے دشمن کو جنگ میں اُلجھائے رکھتا تھا اور پھر کسی بازو پر شدید ضرب لگاتا تھا"

"واقعہ یہ ہے کہ جسوقت میں رات کے کھانے میں شرکت کی تیاری کر رہا تھا اُسوقت مجھے اسکا خیال بھی نہ تھا کہ نپولین کی فوجی تیاریوں اور اعلیٰ ترتیب خطوط جنگ کی بحث میں مجھے شریک ہونا پڑیگا طویل گفتگو کے بعد آخر غازی ممدوح کی اس رائے سے مجھے اتفاق کرنا پڑا کہ نپولین نے سو سال قبل جو خطوط وضع کئے تھے اور جو اصول قرار دئے تھے وہ دانشمندانہ خطوط واصول آج بھی اسی طرح کارآمد ہیں جس طرح پہلے تھے اور اُن سے آج بھی کام لیا جاسکتا ہے"

"غازی کمال پاشا کی گفتگو سے میں نے محسوس کیا کہ نپولین نے ۱۷۹۶ء میں جو حملہ اٹلی پر کیا تھا غازی ممدوح دوسرے ماہرین جنگ کی طرح اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اس حملہ کو فوق العادت خیال کرتے ہیں"

مذکورہ بالا واقعات میں نے اس موقعہ پر صرف اس لئے حوالہ قلم کئے ہیں کہ اُن سے اس امر کے اندازہ کرسکنیکا موقع ملے کہ غازی کمال پاشا نے تاریخ حرب کا کافی غور وخوض سے مطالعہ کیا ہے اور وہ تاریخ جنگ کے ماہر ہیں اور یہ کہ فن جنگ میں اُن کی شان بالکل ایک ایسے سپاہی کی سی ہے جو ہر وقت جنگ کا متمنی وخواہشمند رہتا ہے

"غازی مصطفےٰ کمال پاشا کثیر الاشتغال ہیں اور ہر وقت کام میں لگے رہتے ہیں اور کسی وقت تکان کو محسوس نہیں کرتے ان کو جب کبھی دیکھا جائے وہ کام میں مصروف نظر آئینگے وہ یورپ کی سیاست اور حالات سے نہ صرف واقف ہیں بلکہ اُس سے وہ خاص شغف رکھتے ہیں اور معاملات کو سمجھنے میں درایت سے کام لیتے ہیں

عجیب بات یہ ہے کہ غازی ممدوح نے صرف فوجی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ بھی آستانہ کے مدرسہ حربیہ میں لیکن با ایں ہمہ وہ یورپین سیاست کے ماہر ہیں۔ غازی ممدوح نے جنگ طرابلس الغرب میں معقول حصہ لیا تھا پھر وہ مختلف جنگی محاذوں پر گئے اور جنگ میں شریک ہوئے لیکن سب سے بڑی خدمت جو انھوں نے انجام دی وہ گیلی پولی کی مدافعت تھی اس خدمت کے صلہ میں جنرل لیمان وان ساندرس نے اُن کے لئے ترقی کی سفارش کی اور ماتحت قائد جیش کے منصب پر ترقی دیگئی۔

اسکے بعد وہ فلسطین کے محاذ پر بھیجے گئے اور وہاں کی جنگوں میں شریک ہوئے اس محاذ پر چونکہ ترکوں کے دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے ترکی سپاہ کو شکست ہوئی اور ترکوں کے دشمنوں کو فتح، پھر غازی ممدوح ۱۹۱۸ء میں التوائے جنگ یورپ کے بعد اناطولیہ کی سپاہ کے انسپکٹر جنرل بنائے گئے۔

اناطولیہ میں غازی ممدوح کے جذبۂ وطن پرستی نے اپنا کام شروع کیا اور حمیت و غیرت جوش میں آئی اور پھر آستانہ پر دول حلفاء کے قبضہ سے یہ جذبہ نمایاں ہوگیا اور آپ علی الاعلان کام کرنے لگے اور وطن پرست ترکوں نے اپنی تلواروں کو نیام سے نکال لیا۔

کمال پاشا مخلص وطن دوست ہیں اور اُن کی ساری جدوجہد صرف آزادی و استقلال کے حصول کے لئے ہے وہ ٹرکی کی کامل آزادی چاہتے ہیں اور ترکوں کے حقوق کی حفاظت و وسعت کی خواہش اپنے قلب میں رکھتے ہیں لیکن شریف صلح کے خواہشمند و متمنی ہیں۔

دول حلفا آستانہ مین

نومبر ۱۹۱۸ء مین "معاہدہ مدروس" (معاہدہ التوائے جنگ) کے بعد دول حلفا نے اپنی سوا اور پیدل سپاہ کو آستانہ مین آتار دیا۔ زبردست بحری بیڑے اور ہوائی جہازون کو ترکی سمندرون اور فضا مین پھیلا دیا اور دولت عثمانیہ کی باگ کو اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ دول حلفا کی غرض اس قبضہ سے یہ تھی کہ دولت عثمانیہ کی ہستی کا خاتمہ کر دیا جائے اور صرف اناطولیہ کے تنگ دائرہ مین ترکی کو محدود کر دیا جائے۔ ترکون نے جب دول حلفا کی ان کارروائیون کو دیکھا تو ان کی آنکھین کھل گئین اور اضطراب و بےچینی ان مین پیدا ہو گئی۔ انھون نے خطرہ کی اہمیت کو محسوس کیا اور اپنے دارالسلطنت اور ملک کو دشمنون کی دستبرد سے بچانے اور اپنے حقوق کو محفوظ رکھنے کی تدبیرون مین مشغول ہوئے جنوری ۱۹۱۹ء مین عثمانی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کیا گیا اور موجودہ خطرات پر غور کیا گیا طویل بحث و مباحثہ کے بعد ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء کو عثمانی پارلیمنٹ نے "میثاق وطنی ترکی" کا اعلان کیا "میثاق وطنی ترکی" ان قواعد کا مجموعہ ہے جنکو ترکون نے بطور اس صلح کی بنیاد کے قرار دیا ہے جسکو وہ منظور کر سکتے ہین دوسرے الفاظ مین اس میثاق کو ترکون کا سیاسی پروگرام بھی کہہ سکتے ہین۔

میثاق وطنی ترکی

میثاق وطنی ترکی کے الفاظ کمال فوزی بک مشہور ترک اہل قلم و سیاست دان نے وضع کیا ہے اور وہ یہ ہین۔

۱۔ دولت عثمانیہ ان تمام اراضی سے دست بردار ہوتی ہے جہان کثیر التعداد آبادی عربی ہے لیکن اسکے متعلق آیندہ

جو قرارداد کی جائے وہ باشندگان ملک کی خواہش کے مطابق کیا جائے۔ البتہ وہ اراضی جن میں وہ ترک آباد ہیں جو مذہب اور قومیت میں متحد ہیں وہ کسی طرح ٹرکی حکومت سے جدا نہیں کی جا سکتی۔

۲۔ مغربی تھریس کا استصواب عامہ کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔

۳۔ (ٹرکی) اُن مخصوص قواعد کو منظور کرلے گی جو قلیل التعداد اقوام کے متعلق وضع کئے جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ اُن قلیل التعداد اسلامی اقوام کو بھی ان قواعد سے متمتع ہونیکا موقع دیا جائے جو ممالک ترسیہ میں رہتے ہیں۔

۴۔ آستانہ اور بحیرہ مارمورا کو ہر ایک خطرہ سے محفوظ رکھا جائے اور وہ آبنائیں تجارتی آمد و رفت اور دولی مواصلات کے لئے آزاد ہوگا اور حریت تجارت کے قواعد کو ہر حال میں محفوظ رکھا جائے گا۔

۵۔ مقامات قارص، باطوم اور اردھان کے باشندوں سے نیز آرمینیا سے استصواب کیا جائے کہ آئندہ وہ کس قسم کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

۶۔ دولت عثمانیہ کے کامل استقلال کا اعتراف کیا جائے اور وطنی جد و جہد و اقتصادیات میں اسکو کامل آزادی دی جائے تاکہ وہ موجودہ زمانہ کے مطابق اپنے محکموں کو مرتب کرسکے۔

عثمانی پارلیمنٹ نے اس وطنی میثاق کو مرتب کرکے (جسکو پورا کرنے کے لئے کام کئے جا رہے ہیں اور یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ جب تک قومی میثاق کو پورا نہ کیا جائیگا اور دول اُسکا اعتراف نہ کرلیں گے اُسوقت تک تلوار نیام میں نہ ڈالی جائے گی) ایک ایسی قوت کو مرتب کرنے کی فکر کی جو قومی میثاق کو پورا کرسکے اور اُسکے احکام کو نافذ کرسکے۔

چونکہ آستانہ کی فضا دول حلفاء کے دباؤ اور تحقیقات نیز فوجی اختیارات و احکام سے بھری ہوئی تھی اس لئے وہاں وطنی تحریک کو نشوونما پانے کا کوئی موقع نہ تھا مدبرین کے غور و خوض کے بعد صرف اناطولیہ ہی ایک ایسا مقام نظر آیا جہاں اطمینان کے ساتھ اس کام کو کیا جا سکتا تھا۔

ارض روم اور سیواس کی کانفرنسیں

اُن تمام لوگوں میں جو میثاق وطنی کو پورا کرنے کے لئے اناطولیہ میں وطنی تحریک شروع کرنے کے حامی تھے سب سے زیادہ پُرجوش مصطفےٰ کمال پاشا تھے اور سب سے زیادہ اس نظریہ کی صحت پر آپ ہی کو یقین و اعتماد تھا چنانچہ اس قرار داد کے بعد غازی کمال پاشا آستانہ سے وطنی تحریک کو شروع کرنے کے لئے ارض روم کی طرف روانہ ہوئے اور ترکی سپاہ کی تنظیم و ترتیب شروع کی فوجی افسروں کو جمع کیا اور اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کئے اور ساتھ ہی ارض روم میں ایک ترکی کانفرنس کے انعقاد کی کوشش کی۔

چونکہ آستانہ کی پارلیمنٹ پر دول حلفاء کا قبضہ ہو چکا تھا اس لئے غازی ممدوح نے یہ کوشش کی کہ ارض روم

مین کانفرنس منعقد کرکے ایک وطنی مجلس قائم کی جائے جو قوم کی نیابت کرے، چندروز کی کوششون مین غازی ممدوح کانفرنس کے منعقد کرنے مین کامیاب ہوگئے اور جون ۱۹۱۹ء مین ارض روم مین ترکی کانفرنس منعقد ہوئی یہ کانفرنس ترکی وطنی تحریک کا گویا سنگ بنیاد تھا، اس کانفرنس کی صدارت خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے کی اور اسمین ۸۰ ترکی نمائندے شریک ہوئے، کانفرنس مین کثرت رائے سے ذیل کی تجاویز منظور کی گئین۔

۱- ترکی املاک کی حفاظت کا مطالبہ کیا جائے۔

۲- مجلس وطنی قائم کرنے کے لئے ترکی قوم مین سے نمایندون کا انتخاب کیا جائے اور اس انتخاب مین حکومت کے اقتدار کا کوئی اثر نہ ہو بلکہ نہایت آزادی سے قوم کو نمایندون کے انتخاب کا موقع دیا جائے۔

۳- آستانہ کی حکومت کو جو دول حلفاء کے اثر مین آگئی ہو ترکی حکومت خیال نہ کیا جائے کیونکہ وہ قوم کی خواہشات کی نمایندگی سے عاجز ہے۔

کانفرنس نے یہ بھی قرار دیا کہ یونانیون اور ارمنون کی خواہشات فتح کا مقابلہ کیا جائے اور جنگی تدابیر اختیار کی جائین۔ کانفرنس نے یہ بھی منظور کیا کہ غیر ملکی امداد کو جس صورت مین ہو قبول کیا جائے۔

کچھ عرصہ بعد دوسری کانفرنس سیواس مین ہوئی جسمین قرار دیا گیا کہ اس اراضی کی ایک انچہ زمین کو بھی خالی نہ کیا جائے جسپر دول حلفاء نے قبضہ نہین کیا ہو اور یہ کہ چونکہ ارمنی دولت عثمانیہ کے ماتحت ہر قسم کی آزادی سے متمتع ہورہے ہین اور ان کو کبھی کوئی تکلیف نہین پہونچی ہو اس لئے کوئی وجہ نہین ہو کہ ان کے لئے کوئی ارمنی حکومت قائم کی جائے۔

آستانہ پر دول حلفاء کا قبضہ

ادہر تو اناطولیہ مین غازی مصطفےٰ کمال پاشا اپنی جدوجہد مین مشغول تھے اعوان و انصار کو جمع کیا جارہا تھا اور جدید افیالق کی ترتیب جاری تھی اور ادہر دول حلفاء آستانہ کی حکومت پر دباؤ ڈال رہی تھین اور مطالبہ کررہی تھین کہ وہ اناطولیہ کے وطن پرستون سے فوجی مقابلہ کرے اور ان کی تحریک کو فنا کرکے ان کو خاموش کرے تاکہ وہ بآسانی اپنی اغراض کو حاصل کرلین۔

۱۶ مارچ ۱۹۲۰ء کو دول حلفاء نے آستانہ پر کامل طور سے قبضہ کرلیا اور اس خدمت کو جنرل ملن نے انجام دیا یعنی دول حلفاء کے نمایندون نے برطانوی نمایندہ کی صدارت مین دولت عثمانیہ کے تمام انتظامات کو اپنے ہاتھ مین لیکر حکومت آستانہ کو اپنا ماتحت بنالیا اس کارروائی کے بعد نمایندگان دول حلفاء نے ۲۶ وطن پرست لیڈرون اور فوجی افسرون کو جو تحریک اناطولیہ سے تعلق رکھتے تھے آستانہ سے گرفتار کرکے مختلف مقامات پر نظر بند

کردیا۔ ذیل میں ہم اُن چند رجال ترکی کے نام درج کرتے ہیں جن کو دول حلفاء کے نمایندوں نے گرفتار کر کے نظر بند کیا تھا:۔

۱۔ امیر سعید حلیم پاشا سابق وزیر اعظم دولت عثمانیہ۔
۲۔ رؤف بک سابق وزیر بحر دولت عثمانیہ اور موجودہ وزیر اعظم انگورہ گورنمنٹ۔
۳۔ تحسین بک سابق گورنر دمشق حال ممبر وطنی مجلس۔
۴۔ جمال پاشا صغیر سابق وزیر جنگ دولت عثمانیہ۔
۵۔ مصطفیٰ شرف بک سابق وزیر دولت عثمانیہ حال ممبر وطنی مجلس۔
۶۔ محمود پاشا جراکصولی سابق وزیر دولت عثمانیہ و ممبر عثمانی پارلیمنٹ۔
۷۔ ڈاکٹر اسعد پاشا صدر انجمن ہلال احمر عثمانی۔
۸۔ فریق (میجر جنرل) جواد پاشا جو فلسطین میں آٹھویں جیش کے افسر تھے۔
۹۔ اللواء (بریگیڈیر جنرل) رافت پاشا فلسطین کی پاکسیویں فیلق کے افسر۔
۱۰۔ خیری آفندی سابق شیخ الاسلام دولت عثمانیہ۔
۱۱۔ اسمٰعیل جانبولاد بک سابق وزیر دولت عثمانیہ۔
۱۲۔ میرالائی (کرنیل) قرہ واصف بک۔
۱۳۔ حسین جاہد بک اڈیٹر اخبار طنین۔
۱۴۔ فریق (میجر جنرل) محمد کامل پاشا مشیر وزارت جنگ وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سے بعض کو مالٹا میں نظر بند کیا گیا اور بعض کو آستانہ میں۔

آستانہ پر کیونکر قبضہ کیا گیا مسٹر برسٹال لنڈن ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے آستانہ پر دول حلفاء کے قبضہ کی کیفیت ذیل کے الفاظ میں لکھی ہے۔

دول حلفاء کی مجلس اعلیٰ نے آستانہ پر قبضہ جمانے کے عزم کو نہایت مخفی رکھا اور آہستہ آہستہ وہ فوجی اجتماع اور تمام ضروری سامان کی تیاریوں میں مصروف رہی یہاں تک کہ آہستہ آہستہ تمام تیاریاں مکمل ہوگئیں اور باشندگان آستانہ کو پتہ بھی نہ چلا حالانکہ باشندگان آستانہ وسعت نظر میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور ان کی ذہنیت اتنی ترقی یافتہ ہے کہ جلد سے جلد خبریں بہم پہونچاتے اور شائع کرتے ہیں۔

گرفتار شدہ لیڈروں اور فوجی افسروں میں سے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر بعض کو جزیرہ مقدس اور بعض کو مالٹا روانہ کر دیا گیا۔ مالٹا میں جو لوگ روانہ کئے گئے تھے وہ وہاں انجمن اتحاد و ترقی کے اُن ممبروں سے جاملے جو پہلے سے وہاں موجود تھے۔

وزراء میں سے دول حلفاء نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔ شام کے وقت موجودہ وزیراعظم آستانہ صالح پاشا نے اعلان شائع کیا کہ آستانہ کی حکومت نے عزم کر لیا ہے کہ دول حلفاء کے نمائندوں کی کمیشن کے ماتحت اور اسکی نگرانی میں اپنے کاموں کو جاری رکھے گی۔

صبح کے دس بجے جبکہ دول حلفاء کا قبضہ مکمل ہو چکا تو برطانیہ نے سرکاری طور پر یہ اطلاع شائع کی کہ دول حلفاء نے آستانہ پر فوجی قبضہ کر لیا ہے اسی کے ساتھ نمائندگان دول حلفاء نے چند وقتی احکام نافذ کئے جنکا مفہوم یہ تھا کہ اسکدار اور آستانہ یورپین کنارہ کے درمیان آمدورفت بند کی جاتی ہے ٹیلیفون پر کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے اور تار صرف اُس صورت میں روانہ کئے جا سکتے ہیں جبکہ اُنکی روانگی کی خاص اجازت حاصل کی جائے، اسکے بعد اُن جہازوں کو جو آستانہ سے جانے والے تھے حکم دیا گیا کہ تا حکم ثانی اپنی جگہ پر کھڑے رہیں اسکے علاوہ اور کوئی جدید بات پیش نہیں آئی باشندگان آستانہ لینے کاروبار میں مصروف رہے اور کسی نے اُن سے مزاحمت نہیں کی۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد فوجی اعلانات جنرل ولسن دول حلفاء کی قوت کے افسر اعلیٰ کے دستخطوں سے شائع کئے گئے اور اُن کو مکانات کی دیواروں، بازاروں اور تجارتی کوٹھیوں پر لگا دیا گیا ان اعلانات میں فوجی قانون (مارشل لا) کے نفاذ کی اطلاع دی گئی تھی اور آتشی وغیرہ آتشی اسلحہ پاس رکھنے کو جرم قرار دیا گیا تھا احکام کی خلاف ورزی اور دشمنوں کی اعانت کی سخت سزا مقرر کی گئی تھی اور بجلی کے تاروں، پانی کے نلوں، ٹیلیفون ریلوے لائن، فوجی سامان اور روشنی کے اسباب کو نقصان پہونچانے سے منع کیا گیا تھا اور اسکو سخت جرم قرار دیا تھا، اسکے علاوہ باشندگان کو ہر طرح کی آزادی دی گئی تھی اور حکم دیا گیا تھا کہ وہ اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف رہیں۔

اعلانات کی اشاعت کے بعد قومی حکومت نے ایک سرکاری بیان شائع کیا جسکو شام کے اخبارات نے شائع کیا اس بیان میں اُن اسباب و وجوہ کو بیان کیا گیا تھا جن کی بنا پر دول حلفاء نے آستانہ کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی تھی منجملہ دوسری باتوں کے اس بیان میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ

(۳) انجمن اتحاد و ترقی دولت عثمانیہ پر قابض ہوکر جرمنی کے ہاتھ مین پڑ گئی اور جرمنی کا ایک آلۂ کار بنکر ترکی کو جنگ مین [illegible] یا جسکا انجام ملک کے [illegible] ثابت ہوا آخر انجمن مذکور کے کارکن ترکی کو مصیبت مین مبتلا کرکے بھاگ گئے تاکہ اُن مشکلات سے [illegible] جو خود انھون نے پیدا کی تھین - پھر التوائے جنگ ہوا اور دول حلفا نے دولت عثمانیہ کے لئے ایسے جدید کارکن و احکام تجویز کئے جن سے دولت عثمانیہ کو فائدہ پہونچے اور باشندگان سلطنت بغیر کسی امتیاز کے اُن سے متمتع ہون - دول حلفا دولت عثمانیہ کی فلاح و بہبود کی کوشش کر رہی تھین کہ ملک کے اندر ایک نئی جمعیۃ قائم کی گئی جسکا نام جمعیۃ وطنیہ رکھا گیا اور اس جمعیۃ مین اُسی سیاست کو مطمح نظر رکھا گیا جو انجمن اتحاد و ترقی کا نصب العین تھی ۔ اس نئی جمعیۃ نے سلطان کے احکام کی پروا نہین کی اور حکومت کے اوامر و نواہی کو ٹھکرا دیا پھر اُسنے ترکی قوم کو جو جنگ کے مصائب سے چور ہو چکی تھی مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ فوج مین داخل ہو اور باشندگان ملک کو مجبور کیا گیا کہ وہ اُسکو اُس کی ذاتی منفعت کے لئے روپیہ دین اسکے علاوہ جمعیۃ کے کارکنون نے باشندگان ملک مین قومی و دینی منافرت بھی پیدا کی دول حلفا کی کمیٹی نئی جمعیۃ کی ان تمام بد عنوانیون کو خاموشی سے دیکھتی رہی امید کے رشتہ کو اُسنے منقطع نہین کیا اور نہ صبر و ضبط کو ہاتھ سے دیا بلکہ برابر تساہل و تسامح برتتی رہی اور ترکی قوم سے اس امر کا مستحکم وعدہ کیا گیا کہ جب تک کہ غیر ترکی عنصر پر کوئی زیادتی نہ کی جائیگی اور دول حلفا کی سپاہ کو کوئی نقصان نہ پہونچایا جائیگا اُس وقت تک آستانہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا اور اُسکو دولت عثمانیہ ہی کے ہاتھون مین اور دولت عثمانیہ کا دار السلطنت بدستور سابق رکھا جائیگا لیکن وطن پرست ترکون نے اپنے کانون کو بہرا کر لیا اور دول حلفا کے مستحکم وعدون پر اعتماد نہ کرکے برابر اپنی کوششون مین مصروف رہے مجبوراً دول حلفا کی مجلس اعلی نے یہ فیصلہ کیا کہ آستانہ پر قبضہ کر لیا جائے تاکہ شرائط صلح کی تنفیذ مین آسانی ہو ۔

مذکورہ بالا سرکاری بیان کے نیچے ذیل کی وجوہ اور ہدایات بھی درج تھین ۔

۱ ۔ آستانہ پر دول حلفا کا قبضہ وقتی اور عارضی ہے ۔

۲ ۔ دول حلفا سلطان کی حکومت کی تذلیل و توہین نہین کرنا چاہتین بلکہ اُن کا مقصود دولت عثمانیہ کے اُن تمام امور کی اصلاح ہے جو دوام سلطنت کے لئے ضروری ہین ۔

۳ ۔ دول حلفا آستانہ کو محفوظ رکھنا چاہتی ہین البتہ اگر قتل و غارتگری جاری اور اضطراب دیکھینگی قائم رہی تو انکو مجبوراً اپنے قبضہ کو وسعت دینی پڑیگی ۔

۴ ۔ احکام سلطانی کی اطاعت کامل خلوص سے کی جائے اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے مشاغل مین مصروف رہے

حکومت کی سیاست موجودہ کے مناسب اور مستند ہے اس اعلان میں اناطولیہ کے وطن پرست ترکوں کے خلاف کارروائی کی بھی اجازت دی گئی تھی۔

داماد فرید پاشا نے کرسی وزارت پر متمکن ہوتے ہی اناطولیہ کے وطن پرستوں کے خلاف تیاریاں شروع کیں سامان جنگ مہیا کیا گیا اور فوج مرتب کی گئی اور شیخ الاسلام دری زادہ عبداللہ آفندی کو مجبور کیا گیا کہ وہ وطن پرستوں کی تحریک کے خلاف فتویٰ صادر کرے، چنانچہ دری زادہ نے فتویٰ لکھا جس میں اناطولیہ کی تحریک کو سلطان کے خلاف بغاوت سے تعبیر کیا تھا اور مسلمانوں کو خلیفہ کی اعانت پر اس تحریک کو فنا کر دینے کے لئے طلب کیا گیا تھا۔

اندرونی جنگ

داماد فرید پاشا کی وزارت نے احمد انزاور پاشا چرکسی کی ماتحتی میں اناطولیہ کے وطن پرستوں سے جنگ کرنے کے لئے سپاہ روانہ کی اس سپاہ میں بعد کو اللواء (بریگیڈیر جنرل) یوسف عزت پاشا تیرھویں فیلق کے افسر اور امیر جمال الدین آفندی بھی شریک ہو گئے تھے اس سپاہ نے اناطولیہ میں داخل ہو کر مقام بندرمہ پر قبضہ کر لیا لیکن اناطولیہ کے وطن پرستوں نے اس پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی کہ ساری سپاہ کو پسپا کر دیا، اس مہم سے فارغ ہو کر غازی مصطفٰے کمال پاشا نے آستانہ کی حکومت سے اپنے تعلقات کو قطع کر لیا اور سلطان کی خدمت میں تار بھیجکر ظاہر کیا کہ انھوں نے آستانہ کی حکومت سے اس لئے اپنے تعلقات کو منقطع کر لیا ہے کہ آستانہ کی حکومت غیروں کے اثر واقتدار میں ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ داماد فرید پاشا نے جو سپاہ وطن پرستوں کے خلاف روانہ کی تھی اُس پر غیروں کا روپیہ صرف کیا گیا تھا کیونکہ دولت عثمانیہ کا خزانہ بالکل خالی تھا۔

وطن پرستوں پر بغاوت کا الزام

داماد فرید پاشا کی وزارت نے صرف فوج ہی وطن پرستوں کے خلاف روانہ نہیں کی بلکہ ایک فوجی کمیٹی بھی اللواء مصطفٰے پاشا کردی کی صدارت میں قائم کی اور اس مجلس کو وطن پرست لیڈروں پر بغاوت کا الزام قائم کر کے اُن پر مقدمہ چلانے کا اختیار دیا گیا، اس مجلس نے وطن پرستوں کے معاملہ پر بحث و گفتگو کے بعد ۲ رمئی سنہ ۲۰ء کو وطن پرستوں کی عدم موجودگی میں یہ فیصلہ صادر کیا کہ مصطفٰے کمال پاشا، اللواء فواد پاشا، میرالائی قرہ واصف بک، فریق مصطفٰے فوزی پاشا، ڈاکٹر عدنان بک اور رؤف بک وغیرہ کو فوجی عہدوں، خطابات اور تمدنی حقوق سے محروم کر کے سزائے موت دیجائے۔

داماد فرید پاشا کی حکومت اپنی تدبیروں میں مشغول تھی اور جس قسم کے احکام اُسکا جی چاہتا تھا جاری کرتی تھی اور مخلص وطن پرستوں کے خلاف جو اپنے ملک کی نجات کی کوشش کر رہے تھے ہر ایک کوشش کو اختیار

کرتی تھی، یہ حالت ۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء تک جاری رہی اور آخر داماد فرید پاشا کی وزارت کو اپنی سیاست میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ ہوجانا پڑا۔ پھر سابق وزیر اعظم توفیق پاشا کو وزارت کی ترتیب کا حکم دیا گیا، اور عزت پاشا وصالح پاشا بھی اس وزارت میں شریک ہوئے اس وزارت نے یہ کوشش شروع کی کہ آستانہ کی حکومت اور اناطولیہ کے وطن پرستوں میں مفاہمت ہوجائے اور دونوں حکومتیں (آستانہ کی حکومت اور انگورہ گورنمنٹ) متحد ہوجائیں اور آپس میں سمجھوتہ ہوجائے چنانچہ توفیق پاشا نے ایک سرکاری بیان شائع کیا جس میں ظاہر کیا گیا کہ اُن کی وزارت اس انقسام وافتراق کو دُور کرنے کی کوشش کرے گی جو وطنی وحدت کی صفوف میں پیدا ہوگیا ہے۔

انگورہ کانفرنس

اناطولیہ کی وطنی تحریک اگرچہ ابتدائی دَور میں تھی اور کافی طاقت اُسنے حاصل نہ کی تھی لیکن داماد فرید پاشا کی وزارت اسکو فنا کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی وہ کبھی فتوے شائع کرتی اور اعلانات چھاپتی تھی اور کبھی وطن پرستوں سے جنگ کرنے کے لئے قوم کو دعوت دیتی تھی اور فوج کو مرتب کرتی تھی اسی کے ساتھ وہ وطن پرستوں پر سزائے موت کے احکام بھی صادر کرتی تھی مختصر یہ کہ داماد فرید پاشا کی وزارت کو اناطولیہ کی تحریک سے بغض للّٰہی ہوگیا تھا، لیکن باین ہمہ کہ آستانہ کی حکومت وطن پرستوں کے خلاف پوری طاقت سے کام لے رہی تھی غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو ذرہ بھر اُس کی سازشوں اور مخالفانہ جدوجہد کی پرواہ نہ تھی اور وہ نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی جدوجہد میں مصروف تھے اور اپنی اغراض کو حاصل کرنے کی دھُن میں لگے ہوئے تھے جسقدر اُن کے خلاف سازشیں کی جاتی تھیں اُسی قدر اُن کا عزم مستحکم ہوتا جاتا تھا اور اپنی تحریک کو طاقتور کرنیکا جوش اُنکے اور اُنکے ساتھیوں کے قلوب میں پیدا ہوتا تھا۔

آستانہ سے بھاگ کر جب کافی تعداد کام کرنیوالوں کی اناطولیہ پہنچ گئی تو وطنی تحریک نے طاقت حاصل کرلی اور انگورہ میں تیسری کانفرنس منعقد کئے جانے کی رائے قرار پائی۔ تاکہ غور وبحث کے بعد وحدت کے ضوابط اور مضبوط ومستحکم اصول وضع کئے جائیں چنانچہ اس تجویز کی بناء پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے حکم صادر کیا کہ ترکی قوم کے نمائندوںکا انتخاب کیا جائے۔ تاکہ ایک عام وطنی جمعیۃ تیار کی جائے جو ملک کی نیابت کرے اور ملک کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے ملک پر حکومت کرے۔

۲۳ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء کو جمعہ کے دن ظہر کے بعد ۲ بجے دن کے غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے وطنی جمعیۃ کا افتتاح فرمایا جو تین سو پچاس (۳۵۰) ممبروں پر مشتمل تھی ان ممبروں میں سے دو سو ستر (۲۷۰) اناطولیہ کے باشندوں کے نمائندے تھے اور اسی (۸۰) ممبر سابق عثمانی پارلیمنٹ کے ممبر تھے جو آستانہ سے بھاگ کر اناطولیہ آگئے تھے۔ مجلس کے افتتاح

کے موقع پر غازی ممدوح نے ایک زبردست تقریر فرمائی جسمین ملک کی حالت کو بیان کرکے اُس غرض کو ظاہر کیا تھا جسکو اناطولیہ کی حکومت نے اپنا مطمح نظر بنایا ہو۔

وطنی حکومت جمعیتہ وطنیہ نے جسکا نام "مجلس وطنی کبیر" رکھا گیا تھا ٹرکی کے مقبوضات کے انتظامات کو اپنے ہاتھ مین لے لیا اور مجلس کے ممبرون مین سے انتخاب کرکے وزارت مرتب کی گئی جسکے ہاتھون مین عثمانی مقبوضات کا انتظام سپرد کیا گیا اور اس وزارت کو مجلس وطنی کبیر نے ملک کا انتظام کرنے کے لئے اپنا نائندہ یا قائم مقام قرار دیا۔

دستور جدید

سنہ۱۸۷۶ع مین ابوالاحرار شہید دستور مدحت پاشا نے جو دستور (قانون) وضع کیا تھا اور عثمانی مقبوضات مین سنہ۱۹۰۸ع کے بعد سے یعنی آزادی کے حصول کے بعد سے اُس پر عمل کیا جارہا تھا وہ چونکہ ملک کی موجودہ حالت کے مناسب نہ تھا اس لئے مجلس وطنی کبیر اناطولیہ نے ایک جدید دستور وضع کیا جسکا نام "قانون تشکیلات اساسیہ" رکھا گیا، اس قانون مین وضع قانون اور نفاذ قانون دونون اختیارات کو مجلس وطنی کے ہاتھ مین دیدیا گیا تھا اور مجلس کو غیر قابل حل (برخاستگی) قرار دیا گیا تھا اور مجلس کے صدر کو وضع قوانین و نفاذ قوانین کا صدر بنایا گیا تھا تیز جدید قواعد کے مطابق لا مرکزیتہ ادارہ کو حکومت مین داخل کیا گیا تھا یعنی صوبجات کے اندرونی انتظامات مین مرکزی حکومت کو کسی قسم کا کوئی حق مداخلت نہین دیا گیا اس قانون مین حقوق خلافت یا سلطان کے متعلق کوئی قاعدہ ایسا نہین رکھا گیا تھا جس سے حقوق خلافت کو کوئی نقصان پہونچ سکے بلکہ حقوق سلطان کو علی حالہ قائم رکھا گیا تھا۔ اس قانون مین ۲۲ دفعات ہین جن کو ہم ذیل مین درج کرتے ہین :-

دفعہ ۱- قوم کی حکومت قوم کی ملکیت ہو بغیر کسی شرط اور قید کے اور انتظامی قانون قوم کے ہاتھ مین ہو وہ خود اسکو نافذ کریگی اور اُسکے موافق کام کریگی۔

دفعہ ۲- وضع قانون اور نفاذ قانون دونون اختیارات مجموعی حیثیت سے مجلس وطنی کبیر کے ہاتھ مین ہین جو قوم کی حقیقی اور واحد نمایندہ جماعت ہو۔

دفعہ ۳۔ مجلس وطنی کبیر دولت ترکیہ کا انتظام کریگی اوراس حکومت کا نام حکومت وطنیہ، حکومت مجلس وطنی کبیر ہوگا

دفعہ ۴۔ مجلس وطنی کبیر کے اعضا (ممبر) وہ لوگ ہونگے جنکو صوبون کے باشندے اپنا نمایندہ انتخاب کرینگے!

دفعہ ۵۔ مجلس وطنی کبیر کے نمایندون کا انتخاب دو سال مین ایک مرتبہ ہوگا۔ اس اعتبار سے ہر ایک ممبر کی مدت انتخاب دو سال ہوگی اور جب جدید مجلس کا انتخاب کیا جائیگا اُسوقت موجودہ مجلس بدستور انتخاب جدید کی تکمیل تک برابر اپنے کام مین مشغول رہے گی اگر کسی وجہ سے دو سال گذر جانے پر انتخب جدید نا ممکن ہو تو سابق مجلس کی میعاد کی توسیع ایکسال سے زیادہ کے لئے ناجائز ہوگی جو ممبر مجلس مین منتخب ہو کر داخل ہونگے وہ اس صوبہ کے ممبر نہ ہونگے جس کی طرف سے اُنکا انتخاب ہوا ہے بلکہ وہ ساری ترکی قوم کے نمایندہ ہونگے۔

دفعہ ۶۔ مجلس وطنی کبیر کا ایک عام اجتماع بغیر کسی اطلاع کے ہر سال شروع اکتوبر مین ہوگا۔

دفعہ ۷۔ احکام شرعی کا نفاذ۔ عام قوانین کا وضع کرنا۔ قوانین مین تعدیل و تنسیخ، عقد صلح، معاہدات کی ترتیب و تکمیل، وطنی دفاع کا اعلان وغیرہ تمام بنیادی حقوق مجلس کبیر کے ہاتھ مین ہونگے اور وہ قوانین و تنظیمات کو اُن احکام فقہیہ وحقوقیہ کے موافق وضع کریگی جو عوام کے معاملات، ضروریات زمانہ، آداب اور معاملات کے مناسب ہونگے اور اُس جماعت موکلہ (مجلس وزارت) کے مناصب کا تعین بھی اُسکے اختیار مین ہوگا جو امور کی ادارۃ کریگی نیز مجلس وطنی ایک خاص[عہ] قانون کے موافق مجلس وزارت سے اُسکے کامون کی بازپرس بھی کرسکے گی۔

دفعہ ۸۔ مجلس وطنی کی حکومت اپنی حکومت کے دوائر (صیغون اور محکمون) کا انتظام اُن وزرار کے ذریعہ سے کریگی جنکو ایک خاص قانون کے ماتحت وہ خود انتخاب کریگی اوران وزرار کے کام کرنے کے لئے ایک خاص طریقہ وضع کریگی جس کی پابندی ملک کے انتظامات مین وزرار پر ضروری ہوگی مجلس وطنی کو یہ بھی اختیار حاصل ہوگا کہ وہ وزرار مین ضرورت کے وقت تبدیلی کردے۔

دفعہ ۹۔ مجلس وطنی کبیر کے صدر کی مدت صدارت مجلس وطنی کبیر کے انتخابات کی مدت تک قائم رہیگی مجلس وطنی کا صدر مجلس کی طرف سے دستخط کرنے اور مجلس وزرار کی تجاویز کی تصدیق کرنے پر مامور ہو نیز یہ اختیار بھی اُسکو حاصل ہو کہ وہ مجلس وزرار مین سے کسی ایک کو مجلس وزارت کا صدر مقرر کرکے اور وزیر اعظم کے منصب پر فائز کرے مجلس وطنی کبیر کا صدر مجلس وزارت کا بھی طبیعی صدر ہوگا۔

عہ یہ خاص قانون جولائی ۱۹۲۲ء مین مجلس وطنی نے وضع کرلیا ہے اور اسکا خلاصہ کسی دوسری جگہ بیان کیا ہے۔ ۱۲ موقف

دفعہ ۱۰۔ ترکی مقبوضات جغرافی و اقتصادی مواقع کے اعتبار سے ولایات (صوبون) مین منقسم کئے جائینگے اور ولایات کے ماتحت اقضیہ (قسمتین) رکھے جائین گے اور ہر قضیہ کے ماتحت نواح (اضلاع) ہونگے۔

دفعہ ۱۱۔ ہر ایک ولایت کو معنوی شخصیت اور ذاتی استقلال حاصل ہوگا اور ولایت کے امور کا انصرام ایک مجلس کرے گی جسکا نام "مجلس شوریٰ ولایت" ہوگا یہ مجلس امور اوقاف مدارس، معارف، حفظانِ صحت، اقتصادیات، امور زراعت اشغال (امور رفاہ عام) اور اجتماعی معاونت تمام امور پر حاوی ہوگی البتہ داخلی وخارجی سیاست، امور شرع و قضا، فوجی معاملات اور دوسری حکومتون سے ذاتی و اقتصادی تعلقات نیز قرضہ حاصل کرنا اور وہ دوسرے امور جنکا تعلق مجلس وطنی سے ہے اُس کے اختیار مین داخل نہ ہونگے اور ان تمام امور کا انتظام مجلس وطنی کرے گی۔

دفعہ ۱۲۔ ولایات کی "مجلس شوریٰ" اُن اعضا سے مرکب و مرتب ہوگی جن کو ولایت کے باشندے خود انتخاب کرین گے اور اس انتخاب کی مدت دو سال ہوگی۔

دفعہ ۱۳۔ ولایات کی "مجلس شوریٰ" اپنا صدر خود انتخاب کرین گی اور اس صدر کو اُن تجاویز کے نفاذ کا اختیار حاصل ہوگا جو مجلس منظور کرے گی نیز مجلس شوریٰ ایک مجلس انتظامیہ قائم کریگی جسکے ہر ایک ممبر یا رکن کے ذمہ مجلس کے مختلف صیغون اور محکمون مین سے ایک صیغہ یا محکمہ کا انتظام ہوگا اور یہ مجلس تمام امور کے نفاذ کی کامل طور پر ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ ۱۴۔ ہر ایک ولایت مین ایک والی (حاکم نگران) ہوگا جو مجلس وطنی کبیر کی نمایندگی کریگا اس والی کو مجلس وطنی کبیر خود مقرر کرے گی اور اسکا کام یہ ہوگا کہ وہ امور عامہ اور حکومت کے مشترکہ امور کی نگرانی کرے یہ والی معاملات مین صرف اُس وقت مداخلت کریگا جبکہ حکومت وطنیہ اور حکومت ولایت کے کارکنون مین کوئی اختلاف پیدا ہوجائے۔

دفعہ ۱۵۔ قضیہ (قسمت) سے مراد صرف انتظامی وحدت ہے نہ تو اوسکو کوئی معنوی شخصیت حاصل ہوگی اور نہ استقلال۔ قضیہ کی ادارت قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) کے سپرد ہوگی جسکا تقرر مجلس وطنی کبیر کی طرف سے ہوگا اور جو صوبہ کے والی کے ماتحت رہیگا۔

دفعہ ۱۶۔ ہر ناحیہ کو شخصی معنویہ اور استقلال ذاتی اپنی مخصوص ضروریات مین حاصل ہوگا۔

دفعہ ۱۷۔ ہر ناحیہ یا ضلع مین ایک مجلس شوریٰ ہوگی ایک جماعت انتظامی اور ایک حاکم۔

دفعہ ۱۸۔ نواحی کی مجلس شوریٰ کے ممبرون کا انتخاب خود باشندگان نواحی کرین گے۔

دفعہ ۱۹۔ ناحیہ کی مجلس شوریٰ جماعت انتظامیہ اور حاکم ناحیہ کا انتخاب کرے گی۔

دفعہ ۲۰۔ ناحیہ کی مجلس شوریٰ اور جماعت انتظامی کو امور عدالت اقتصادیات اور مالیات مین صرف اتنے اختیارات حاصل ہونگے جتنے کہ قانون خاص مین معین کردیے جائین گے۔

دفعہ ۲۱۔ ناحیہ ایک قریہ یا متعدد قریون کا مجموعہ ہوگا۔

دفعہ ۲۲۔ ولایات (صوبون) کے درمیان اقتصادی و اجتماعی تعلقات کو ایک انسپکٹر جنرل کے ذریعہ سے قائم رکھا جائیگا جو امور عامہ اور وطنی حکومت اور مقامی حکومت کے عہدہ دارون کے کامون کی نگرانی کریگا اور اُن کی تجاویز کو پیش نظر رکھیگا۔

مذکورۂ بالا دستور بعض وجوہ سے روسی حکومت کے نظام کے مشابہ ہے کیونکہ جس طرح روس میں عمال اور کاشتکارون کی نمایندہ جماعت ہر ایک کام کی ذمہ دار ہے اسی طرح انگورہ کی وطنی مجلس تمام امور کی ذمہ دار ہے۔ روسی حکومت مین وزارت کو کمیشن یا کمیٹی تنفیذ کہتے ہین اس لئے کہ وہ حکومت کی مجلس کی قرار دادون کے نفاذ کا ذریعہ یا آلہ ہے اسی طرح مجلس وطنی ایک حیثیت سے حکومت حجاز کے نظام کے بھی مشابہ ہے کیونکہ حجاز مین وزیر بادشاہ کا قائم مقام یا آلۂ تنفیذ ہوتا ہے۔

انگورہ کے نظام حکومت اور یورپ کے طریق حکومت مین فرق یہ ہے کہ مجلس وطنی کبیر کا صدر اتنے وسیع اختیارات رکھتا ہے کہ دنیا کی کسی نمایندہ جماعت کے صدر کو اتنے اختیارات حاصل نہین ہین یعنی انگورہ کی وطنی جماعت کا صدر سپہ سالار عام کی سی شخصیت رکھتا ہے۔ اور اُسکو ملک پر ہر قسم کے کامل اختیارات وحق تصرف حاصل ہوتا ہے اور وہ ملک کی مدافعت کے لئے ملک کے باشندون کی خدمات اور دولت سے ہر طرح فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اناطولیہ کی وطنی مجلس کبیر نے چند ضروری قوانین نافذ کئے ہین جو موجودہ دور ترقی اور وطنی تحریک کی حیثیت سے اناطولیہ کے لئے ضروری تھے نیز حکومت کے تمام محکمون اور صیغون مین ضروری اصلاح کی ہے خصوصًا امور مال، اور ترقی علوم و فنون مین خاص اصلاحین کی ہین منجملہ اُن قوانین کے جو انگورہ کی قومی مجلس نے نافذ کئے ہین ایک قانون کے ذریعہ مسکرات کے استعمال اور اناطولیہ مین اُن کی تجارت کو قطعی ممنوع قرار دیا ہے اسی طرح ایک قانون نقش اور غیر ملکی تمدن کے خلاف نافذ کیا گیا ہے اور اس سلسلہ مین اشیاء زینت کی درآمد کو ممنوع قرار دیا ہے۔

جولائی سنہ ۱۹۲۲ء کے وسط مین مجلس وطنی کبیر نے ایک جدید قانون "دستور جدید" کی دفعہ ۸ کے سلسلہ مین وزراء کے انتخاب کے متعلق نافذ کیا ہے جسمین انتخاب کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے اس قانون مین ۸ دفعات

ہین جنمین سے دو ابتدائی دفعات ذیل مین درج کی جاتی ہین۔

۱۔ جدید وزارت کے انتخاب کے لئے ایک خاص مجلس مقرر کی جائے گی جسکے ممبر وطنی مجلس کبیر کا صدر، صدر کے دونون کے وکیل امور شرع، امور وقف، امور داخلیہ، امور خارجیہ، امور قضائیہ، امور فوجی، مالی، اقتصادی، عمرانی، علمی حفظ صحت اور اجتماعی نمایندہ مجالس کے صدر اور وزیر اعظم ہونگے یہ مجلس غور و بحث کے بعد مجلس وطنی کبیر کے ممبرون مین سے ہر ایک صیغہ کی وزارت کے لئے تین تین نام انتخاب کرے گی، اور یہ نام مجلس وطنی کبیر کے اجلاس مین پیش کئے جائینگے مجلس وطنی کبیر ان تین تین نامون مین سے ایک ایک کو انتخاب کرکے وزارت پر مقرر کرے گی۔

۲۔ وزیر اعظم کے انتخاب کے لئے وزرار کی جماعت مذکورہ بالا دفعہ کی خاص مجلس کے ساتھ بیٹھے گی اور زیادہ سے زیادہ دو نام وزرار کی جماعت مین سے یا ممبران مجلس وطنی مین سے انتخاب کرکے مجلس وطنی کبیر مین پیش کرے گی اور مجلس وطنی کبیر ان مین سے ایک کو وزیر اعظم منتخب کرلے گی۔

۳

مجلس وطنی کبیر کی جنگین

ادہر تو اناطولیہ مین مجلس وطنی کبیر نے حکومت کی باگ کو اپنے ہاتھ مین لیا اور ادہر آستانہ مین دولت عثمانیہ مصائب مین مبتلا ہوئی جن خطرات اور مصائب سے اس مرتبہ دولت عثمانیہ کو دوچار ہونا پڑا کسی تاریخی دور مین ٹرکی کو اتنے مصائب برداشت نہین کرنا پڑے، ہر جانب سے مشکلات اور فتنون کا اسپر نرغہ تھا اور دشمن بھی سخت گرفت مین او سکو لار ہاتھا جس سے اوسکا قطعی خاتمہ ہوجاتے. داماد فرید پاشا وزیر اعظم آستانہ کی حکومت پر قابض تھا اور پردے کے پیچھے دول حلفار فوجی تیاریون مین مشغول تھین، یونانی علحدہ اناطولیہ پر قبضہ جمانے کی تیاریان کررہے تھے، پھر فرانس نے اپنی فوجون کو کیلیکیہ پر آتار کر اناطولیہ کے ایک حصہ پر قبضہ کرلیا تھا اور ایک ارمنی حکومت قائم کرنے کی تجویزین درپیش تھین، ارمنی الگ مشرق مین جنگ کے شعلے بھڑکا رہے تھے اور اپنے منتشر اقتدار قوم کو جمع کرنے اور ملک کی عظمت رفتہ کو دوبارہ قائم کرنے کی فکرون مین لگے ہوئے تھے۔

اناطولیہ مین اگرچہ حکومت قائم ہوچکی تھی لیکن وہ نہایت مفلس اور محتاج تھا کیونکہ یورپ کی جنگ نے

اُس کی ساری دولت و ثروت کو برباد کر دیا تھا اُس کی زمینیں خراب و بیکار پڑی تھیں اور تجارت و صنعت تباہ ہو چکی تھی اسکے علاوہ شکست خوردہ گورنمنٹ کے خلاف اُس کے دشمن زبردست پروپیگنڈا کر کے سازشوں کا جال پھیلا رہے تھے تاکہ گہوارہ ہی میں ابھی نوزائیدہ حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے، آستانہ کے شیخ الاسلام سے اناطولیہ کی تحریک کے خلاف فتویٰ لیا گیا اور سلطان کی طرف سے داماد فرید پاشا کو ہر قسم کے اختیارات اناطولیہ کی تحریک کو فنا کرنے کے لئے دیئے گئے۔ بے انتہا مشکلات سامنے تھیں اور کوئی زبردست طاقت موجود نہ تھی لیکن ان تمام مصائب و مشکلات نے اناطولیہ کے قوی الارادہ اشخاص کی ہمتوں کو پست نہیں کیا اور اُن کے ارادوں میں کبھی تزلزل واقع نہیں ہوا انھوں نے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اندرونِ ملک میں کوشش شروع کی اناطولیہ کے طول و عرض میں وہ پھیل گئے اور قوم کو تاریک مستقبل سے آگاہ کیا۔ یہ تحریک بہت جلد بارآور ہوئی اور چند روز میں غیور ترکوں کی ایک معقول تعداد وطن کی خدمت و مدافعت کے لئے جمع ہو گئی اور اس تعداد سے وہ شاندار سپاہ مرتب کی گئی جسکے لئے قدرت نے فتح و نصرت مقدر کر رکھی تھی۔

مختصر یہ کہ مجلس وطنی کبیر کی حکومت نے تین زبردست لڑائیاں لڑیں اور سب میں شاندار فتح حاصل کی سب سے پہلے ارمنوں سے جنگ کرنی پڑی جو اپنے ملک کو وسیع کرنے کی فکر میں تھے پھر جنوبی اناطولیہ میں فرانسیسیوں سے عرصہ تک معرکۂ کارزار جاری رہا اور اسکے بعد مغربی اناطولیہ میں ایک مدت تک یونانیوں سے زبردست جنگیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ قدرت نے اُس کی امیدوں کے موافق اُسکو کامل فتح بخشی۔

ذیل میں ہم تینوں جنگوں کے حالات لکھتے ہیں لیکن ان جنگوں میں چونکہ یونانیوں سے جنگ کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا ہے اور اسی جنگ میں کامیابی حاصل کرنے پر مجلس وطنی کبیر کو کامل اقتدار حاصل ہوا ہے اس لئے ہم اس جنگ کے حالات تفصیل سے حوالۂ قلم کرینگے۔

کیلیکیہ کی جنگ

جب نومبر ۱۹۱۸ء میں عارضی التوائے جنگ کا معاہدہ ترکی اور دول حلفا کے درمیان مکمل ہو گیا تو مصری سپاہ جو شمالی حلب میں تھی [illegible] کیلیکیہ کے [illegible] مقام کی طرف روانہ ہوئی اور [illegible] پر قبضہ کر لیا پھر بتدریج مختلف متعدد مقامات پر قبضہ کر کے [illegible] کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور [illegible] کی سیادت میں وہاں فرانسیسی حکومت قائم کر دی لیکن ترکی فوجیں جو وہاں قائم تھیں کوئی تعرض نہیں کیا گیا اس منطقہ کا نام جس پر فرانس نے قبضہ کیا تھا منطقہ شمالی رکھا گیا اور یہ منطقہ اس باہمی معاہدہ یا قرارداد کے مطابق تھا جو

سنہ ۱۹۱۶ء مین فرانسیسیون اور انگریزون کے درمیان ہو چکا تھا۔

یہ قبضہ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ ہوا اور کوئی اندرونی شورش وقوع مین نہین آئی لیکن جب برطانوی فوجون کو تقریبًا ایکسال بعد یعنی نومبر سنہ ۱۹۱۹ء مین کیلیکیہ سے ہٹایا گیا اور وہان فرانسیسی فوجین داخل ہوئین جنین بیشتر حصہ ارمنی والنٹیرون کا تھا جو جنگ یورپ مین فرانسیسی سپاہ مین داخل ہو کر جنگ مین شریک رہ چکے تھے تو اندرون ملک مین بے چینی پیدا ہو گئی، ارمنون کی خواہش یہ تھی کہ وہ فرانسیسی اعانت سے کیلیکیہ مین ایک ارمنی جمہوریہ قائم کرین اور یہ قبضہ اُس کی تمہید تھی باشندگان ملک کو جب اس ارادہ کا علم ہوا تو اُن کے جذبات بھڑک اُٹھے اور سارے ملک مین ایک عام بغاوت رونما ہو گئی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ سنہ ۱۹۲۱ء کے موسم خریف مین فرانسیسیون کو کیلیکیہ خالی کر کے اصل مالکون کو دینا پڑا اور جمہوریہ ارمنیہ کی اُمیدین ساقط ہو گئین۔

ارمنی والنٹیر کیلیکیہ مین داخل ہوئے اُن کے قلوب عداوت اور مکر و فریب سے بھرے ہوئے تھے اور ترکون سے اُن کا بغض اس بنا پر کہ ترکون نے جنگ یورپ کے زمانہ مین ارمنون کے ساتھ بُرا سلوک کیا تھا، اُن کے چہرہ سے نمایان تھا چنانچہ کیلیکیہ مین داخل ہو کر انھون نے ترکون سے انتقام لینا شروع کیا اور ترکون کو سخت سے سخت اذیتین اور تکلیفین دین جنکا نقش باشندگان کیلیکیہ کے قلوب سے کبھی محو نہ ہو گا جس زمانہ مین ارمنون کے ہاتھون باشندگان کیلیکیہ ظلم و ستم برداشت کر رہے تھے اُسوقت اناطولیہ کی تحریک کا بچپن تھا ادہر کیلیکیہ مین ظلم و ستم ہو رہا تھا اور اُدہر یونانی سارے اناطولیہ پر قبضہ کرنے کی فکرون مین تھے مختصر یہ کہ واقعات کی رفتار اتنی تیز تھی کہ کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ کل کیا ہو گا اور آئندہ کیا ہونیوالا ہے باینہمہ کہ ترکون کو کوئی راہ مفر نہ تھی انھون نے ہمت نہ ہاری اور ارمنون کی بیجا دست درازیون کا مقابلہ کرنے کے لئے کیلیکیہ کے ترک باشندے آمادہ ہو گئے اور انھون نے اناطولیہ کے ترک بھائیون سے اعانت کی درخواست کی آخر غور و تامل کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ بے قاعدہ ترکی جماعتین قائم کی جائین اور فرانسیسیون اور ارمنون کو اُسوقت تک جنگ مین مشغول رکھا جائے جب تک کہ اناطولیہ کی باقاعدہ سپاہ تیار ہو اور وہ وطن کی آزادی کی خدمت کا کام شروع کرے۔

چند روز مین یہ بے قاعدہ ترکی جماعتین تیار ہو کر میدان مین فرانسیسیون اور ارمنون کے سامنے آ گئین اور دو چار معرکون کے بعد ہی حالت مین زبردست انقلاب پیدا ہو گیا، فرانسیسیون نے محسوس کیا کہ دشمن سخت ہے اور مقابلہ [illegible] تو آخر انھون نے ملک کو خالی کر دینا مناسب سمجھا اور بتدریج مقامات کو خالی کرنا شروع کیا چنانچہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۲۰ء کو مرعش سے ۲۲ روز کے سخت محاصرہ کے بعد فرانسیسی فوجین ہٹ گئین اور اورفہ

کی جانب چلی گئین، پھر ۱۹ اپریل ۱۹۲۱ء کو ادرنہ بھی خالی کر دیا اور عینتاب کو بھی چھوڑ دیا اسکے بعد مئی ۱۹۲۱ء
مین یونانیون کا تخلیہ عمل مین آیا ترک بے قاعدہ جماعتین خالی کردہ مقامات پر قبضہ جماتی ہوئی برابر آگے بڑھتی رہین
یہان تک کہ وہ اطنہ کے قریب پہونچ گئین اور مرسین کے ساحل پر پہونچکر انھون نے اسکا محاصرہ کر لیا اور فرانسیسیون
نے اس محاصرہ کو توڑنے کے لئے اپنے جنگی جہازون سے جو دریا مین کھڑے تھے شدید آتشباری کی؛

کیلیکیہ مین جنگ شروع ہوجانے کے بعد وہان جو خطرناک حالت پیدا ہوگئی تھی اور فرانسیسیون کو
جن مصائب سے سامنا کرنا پڑا تھا اسکا اندازہ ذیل کے فرانسیسی سرکاری اعلان سے ہو سکتا ہے جو اپریل ۱۹۲۰ء
مین مقام مرعش سے شائع ہوا تھا اور جسکو سرکاری اخبار کیلیکیہ نے اپنے کالمون مین درج کیا ہے

فرانسیسی قیادت اعلان کرتی ہے کہ جب ملک مین شورش و اضطراب پیدا ہو تو ذیل کی احتیاطون پر عمل کیا جائے۔

۱۔ وہ باشندگان ملک جو اپنی حفاظت و سلامتی چاہتے ہین اُن کو چاہئے کہ وہ اپنے گھرون سے باہر نہ نکلین
کیونکہ راستے آجکل غیر محفوظ ہین اور ہر وقت آتشباری کا خطرہ ہے۔

۲۔ جس مکان سے گولی چلنے کی آواز آئیگی اسکو آگ لگا دی جائے گی اور ڈھا دیا جائیگا۔

۳۔ ترک کارکنان حکومت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ آیندہ سرکاری ملازم کی حیثیت سے کوئی کام نہ کرین،
آج سے حکومت کے تمام امور فوجی حکومت کے ماتحت ہین۔

۴۔ عنقریب ایک فوجی مجلس قائم کی جائے گی جسکو موت کی سزا دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

۵۔ جس شخص کے پاس ہتھیار پایا جائیگا اسکو فوراً بغیر محاکمہ کے موت کی سزا دیجائیگی۔

۶۔ اگر کسی فرانسیسی سپاہی کو قتل کیا جائیگا تو اسکے انتقام مین دو شخصون کو جنکا انتخاب قرعہ کے ذریعہ کیا
جائیگا، موت کی سزا دیجائے گی؛

مختصر یہ کہ شروع جون ۱۹۲۰ء مین مصطفےٰ کمال پاشا کے نمایندون اور جنرل گورو کے درمیان تین ہفتہ
کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ مکمل ہوا تاکہ اس مدت مین فریقین آپ ایسے معاہدہ کو مرتب کرین جس سے نزاع رفع
ہوجائے لیکن یہ گفتگوئے مصالحت ناکام رہی اور پھر جنگ شروع ہوگئی۔

کیلیکیہ مین فرانسیسی سپاہ کی قوت ۴ ڈویژن (دستوں) پر مشتمل تھی جنکی قیادت اطنہ مین جنرل
ڈوفیو اور مرعش مین جنرل دی لاموٹ کے ہاتھون مین تھی اور یہ دونون افسر جنرل گورو کے ماتحت تھے جو بیروت
مین فرانسیسی سپاہ مشرق کا کمانڈر انچیف تھا ترکی جماعتین میرالائی صلاح الدین بیگ کے ماتحت تھین، بیان کیا

جاتا ہے کہ ان جماعتون کی تعداد پانسو تک پہنچ گئی تھی جنمین تقریباً بیس ہزار جنگجو ترک شامل تھے اور ان کی قیادت تعلیم یافتہ ترک افسرون کے ہاتھ مین تھی اور اُن کے پاس بہت سی پہاڑی توپین اور مشین گنین تھین۔

عقد صُلح

فروری ۱۹۲۱ء مین لندن کانفرنس مین شرکت کے لئے جاتے ہوئے جب بکر سامی بک (سابق وزیر خارجہ انگورہ گورنمنٹ) پیرس سے گذرے تو آپنے فرانسیسی ارباب سیاست سے ملکر تبادلۂ خیالات کیا اور اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین نے جنگ کے خاتمہ اور ترکی فرانسیسی مصالحت کو ضروری تسلیم کیا اس ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد فرانسیسی ترکی صلح کی مبادیات پر کچھ گفتگو ہوئی اور پھر بکر سامی بک لندن تشریف لے گئے اسی گفتگو اور قرار داد کا نتیجہ وہ مدافعت تھی جو موسیو بریان نے لندن کانفرنس مین ترکی حقوق کے متعلق کی تھی اور دلائل سے شرکاء کانفرنس پر یہ ثابت کیا تھا کہ ترکی قضیہ صحیح ہے اور ترکون کے مطالبات حق پر مبنی ہین۔

۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بکر سامی بک کی ابتدائی گفتگو کے بعد موسیو فرینکلن بویون فرانسیسی وزارت خارجہ کے نمایندہ ترکی فرانسیسی مصالحت کی تحریک کو آگے بڑھانے اور معاہدہ کو مرتب کرنے کے لئے انگورہ گئے اور طویل بحث ومباحثہ اور گفتگو کے بعد فریقین نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ایک معاہدہ مرتب کیا اور انگورہ گورنمنٹ و فرانسیسی گورنمنٹ نے اوسکو تسلیم کرکے اُس کی تصدیق کردی اور کیلیکیہ کی جنگ ختم ہوگئی۔ یہ معاہدہ جو فرانسیسی اور ترکی حکومتون کے درمیان ہوا ہے ۱۳ دفعات پر مشتمل ہے جسکا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۔ انگورہ گورنمنٹ اور فرانس کے درمیان حالت جنگ کا خاتمہ۔

دفعہ ۲۔ قیدیون کا تبادلہ۔

دفعہ ۳۔ معاہدہ ہذا پر دستخط ہونے کی تاریخ سے ۲ ماہ کے اندر ترکی فوجین شمال کی جانب اور فرانسیسی سپاہ جنوب کی طرف اُس خط معین پر ہٹ جائینگی جسکا ذکر دفعہ ۸ مین کیا گیا ہے۔

دفعہ ۴۔ ایک مشترکہ کمیشن (مجلس) مقرر کی جائیگی جو تخلیہ کی صورت کو قرار دیگی۔

دفعہ ۵۔ فریقین معاہدۂ تخلیہ کے بعد جب اپنے اپنے مقامات پر قابض ہوجائین تو عام معافی کا اعلان کردین

دفعہ ۶۔ مجلس ملی کبیر کی حکومت اعلان کرتی ہے کہ وہ قلیل التعداد اقوام کے حقوق کا احترام کریگی جس کا اعتراف عہد ملی مین بھی کیا گیا ہے لیکن حقوق کی تائید اُس قاعدہ کے مطابق ہوگی جو دُول حلفاء اور اُنکے دشمنون

یا بعض حلقاؤں سے باہمی معاہدات میں قرار دیا جائیگا۔

دفعہ ۷۔ مقام اسکندرونہ کے لئے ایک خاص انتظامی حکومت قائم کی جائیگی۔

دفعہ ۸۔ دفعہ ۳ میں جس خط (سرحدی لائن) کا ذکر کیا گیا ہے وہ ذیل کے موافق ہوگا۔

سرحد کی ابتدا اُس مقام سے ہوگی جسکو فریقین خلیج اسکندرونہ پر تجویز و اختیار کرینگے لیکن یہ مقام پایس کے جنوب میں واقع ہوگا یہاں سے یہ سرحدی لائن اکبر کی جانب جائیگی (ریلوے کا اسٹیشن اور سمت مذکورہ شام کے تابع رہیں گے) اور پھر وہاں سے یہ خط جنوب مشرق کی جانب ترچھا ہوجائے گا اور مقام مصوفہ شام کے قبضہ جات میں چھوڑ دیا جائیگا اور مقامات قرتبہ اور کلس ٹرکی کے لئے اسکے بعد یہ خط مقام چوبان بیک میں ریلوے لائن سے ملجائیگا یعنی بغداد ریلوے لائن سے پھر یہ خط بغداد ریلوے لائن کے برابر برابر نصیبین تک چلا جائیگا اور نصیبین سے قدیم راستہ کے محاذ میں یہ خط جزیرہ ابن عمر تک جائیگا اور جزیرہ ابن عمر سے دریائے دجلہ تک دجلہ پر جاکر یہ خط ختم ہوجائیگا۔ نصیبین اور جزیرہ ابن عمر ترکی مقبوضات میں رہیں گے اور ان کی درمیانی سڑک بھی ترکوں کے پاس رہیگی لیکن دونوں ملکوں کو اس سڑک سے فائدہ اٹھانیکا برابر کا حق حاصل ہوگا۔ مقامات جو چوبان بیک اور نصیبین کے درمیانی اسٹیشن ٹرکی کے تابع ہونگے اس لئے کہ وہ ریلوے لائن کے جزو میں جو اس سے جدا نہیں ہوسکتے۔

دفعہ ۹۔ سلطان عثمان بانی دولت عثمانیہ کے جد امجد سلیمان شاہ کی ضریح (مزار) ٹرکی کے تابع ہوگی اور ٹرکی مقبوضات میں شامل رہیگی۔

دفعہ ۱۰۔ مجلس ملی کبیر کی حکومت اس تجویز سے اتفاق کرتی ہے کہ بغداد ریلوے کے اس حصہ کا جو مقامات بوزانتی اور نصیبین کے درمیان واقع ہے نیز ارگنہ کی شاخ کا ٹھیکہ اس فرانسیسی کمپنی کو دیا جائیگا جسکو فرانسیسی حکومت پسند کرے گی۔ اس کمپنی کو ہر قسم کے حقوق اور وہ امتیازات و خصائص حاصل ہونگے جو ریلوے لائن سے تعلق رکھتے ہیں نیز ٹرکی اور شام کو اس ریلوے سے فوجی نقل و حرکت میں فائدہ اٹھانیکا بھی حق حاصل ہوگا نیز سامان و ذخیرہ جنگ کو لانے اور لیجانے کا۔

دفعہ ۱۱۔ ایک مشترکہ کمیٹی شام و ٹرکی کے محاصل چنگی کے متعلق قواعد و ضوابط تجویز کریگی۔

دفعہ ۱۲۔ قویق اور فرات دونوں دریاؤں کے پانی کو تقسیم کرنیکے متعلق ہے۔

دفعہ ۱۳۔ خانہ بدوش قبائل کی قدیم حقوق دونوں ملکوں میں شامل رہیں گے۔

فرانسیسی اخبارات نے اس معاہدہ کو نہایت پسند کیا اور اسپر اظہار مسرت کرتے ہوئے تو جنرل ان الفاظ میں

فرینکلن بویون کی بہت تعریف کی کیونکہ یہ معاہدہ انھیں دونون کی کوششون کا نتیجہ تھا برخلاف اسکے برطانوی سیاسی حلقون اور انگریزی اخبارات نے اس معاہدہ کو حیرت و تعجب سے دیکھا اور ظاہر کیا کہ اس معاہدہ کا ایک خفیہ ضمیمہ بھی ہے جو شائع نہین کیا گیا ہے لیکن فرانس نے برطانوی سیاسی حلقون اور اخبارات کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کسی خفیہ ضمیمہ سے قطعی انکار کردیا اور اسکی تردید کردی اس معاہدہ کے بعد فرانسیسی اور برطانوی حکومتون مین اختلاف رائے پیدا ہوا اور اسکا اندیشہ قوی ہوگیا تھا کہ یہ اختلاف ترقی کریگا لیکن بعد مین غلط فہمیان دور کردی گئین اور اختلافات رفع ہوگئے۔

۲۰ر نومبر ۱۹۲۱ء کو اس معاہدہ کا نفاذ شروع ہوا اور جنرل ڈوفیو افسر فرانسیسی سپاہ نے اطنہ کے اعیان اور قبائل کے سردارون کو جمع کرکے اس معاہدہ کا مفہوم سمجھایا جو فرانس نے انگورہ گورنمنٹ سے کیا تھا اور پھر حاضرین کو مخاطب کرکے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ جس طرح یہ ملک گذشتہ سال سے ہمسایہ ممالک کے لئے سکون و اطمینان کی نظیر تھا آئندہ بھی وہ اسی طرح اپنے وقار کو قائم رکھیگا۔

۲۹ر نومبر ۱۹۲۱ء کو ترکی سپاہ اطنہ مین داخل ہوئی اور صوبۂ کیلیکیہ پر یکم دسمبر ۱۹۲۱ء کو ترکون نے بالکل قبضہ کرلیا۔

مصطفےٰ کمال پاشا کا اعلان

صوبۂ کیلیکیہ پر کامل قبضہ قائم ہوجانے کے بعد غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے ذیل کا اعلان باشندگان ملک کے نام شائع کیا۔ "اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد جو حال مین فرانس اور انگورہ گورنمنٹ کے درمیان ہوا ہے اطنہ جو قرنون سے ہماری سلطنت کے اجزاء مین شامل ہے پھر ہمکو واپس مل گیا ہے جنگ یورپ کے بعد سے اسپر اگرچہ غیر ملکی طاقتون کا قبضہ رہا ہے لیکن یہ صرف فوجی قبضہ تھا خدا کا شکر ہے کہ اُسنے پھر ہمکو اطنہ واپس دلادیا اور اسکے مقدس مقامات پھر اپنے سابق وطن مین شامل ہوگئے ہین اپنے آپ کو اسوقت مین خوش نصیب سمجھتا ہون کہ آپ کو مجلس ملی کبیر کی جانب سے یہ مبارکباد دون کہ آپ پھر اپنے وطن مقدس کی گود مین آگئے ہین الحمدللہ مجھے امید ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ مین تمام دنیا کو اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے پائین گے کہ ہمارے مطالبات حق و عدل پر مبنی ہین اور ہماری کوششین امن و امان کے قیام کی خواہش کا مظاہرہ ہین۔

ہمنے کبھی امن وامان کے بانی منشاء اصل سے روگردانی نہین کی اور ہمنے ہرگز کسی ناممکن چیز کا مطالبہ نہین کیا ہم صرف آزادی ملک مین اپنا حق چاہتے ہین اور یہ ایک فطری حق ہے اور ہر قوم اسکی خواہشمند ہے اس موقع پر میرا

فرض ہے کہ مین فرانسیسی قوم کا بھی شکریہ ادا کرون نیز فرانسیسی حکومت کا کہ آسنے ہماری نظریہ کو قبول کیا ہو۔

باشندگان اضلاع آطنہ، اورفہ اور عین تاب سے جنگ یورپ کے مصائب و آلام برداشت کرنے اور پھر سکون و اطمینان سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ توقع کرنا غالبًا بے موقع نہ ہوگا کہ وہ آیندہ ملک کو ترقی دینے اور تعمیر کرنے کی طرف توجہ کرینگے اور اس کام مین پوری قوت سے حصہ لینگے۔ لیکن مجھے اس موقع پر افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہو کہ بعض واقعات سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ مفسدون کی ایک جماعت مجلس وطنی کبیر کو نہایت خوفناک نظرون سے دیکھ رہی ہو اور خصوصًا اسوجہ سے کہ اسنے شاندار کامیابیان حاصل کی ہین یہ مفسد لوگ اضطراب و بےچینی پیدا کرنے اور باشندگان ملک مین نفاق و شقاق پھیلانے کی کوشش کر رہے ہین اور باشندگان ملک مین یہ تبلیغ کر رہے ہین کہ ہمارا سلوک ہموطنون کے ساتھ اس ملک مین اخوت و یگانگت کی ہمدردی کے بالکل خلاف ہو اور یہ کہ ہمنے جرائم کا ارتکاب کیا ہو جیسا کہ آپ کو جنرل گوراڈ نے بتلایا ہوگا اور جسکا ذکر انھون نے اپنے اعلان مین بھی کیا ہو۔ مین آج ساری متمدن دنیا اور عالم بشریت کو مخاطب کرکے کہتا ہون کہ ترکی ممالک مین جو مختلف عناصر رہتے ہین وہ مدتون سے اخوت و یگانگت کی زندگی بسر کر رہے ہین اور ایک دوسرے سے اتنی ہی ہمدردی رکھتے ہین جتنی کہ ایک وطن کے فرزندون مین باہم ہونی چاہیے اور وہ نہایت مضبوط اتحاد اور ایسے تعلقات رکھتے ہین جو ایک کو دوسرے سے جدا نہین ہونے دیتے۔

ہم اُن واقعات سے جو گذشتہ سالون مین سرزد ہوا یا غلط فہمی سے وقوع مین آئے ہین انکار نہین کرتے لیکن اُس زمانہ مین جو کچھ بھی ہوا ہے وہ انہین مفسدون کی فتنہ پردازی کا نتیجہ ہو یا اُن مفسدہ پرداز لوگون کی شرارت کا نتیجہ جو سکون و طمانیت کو اپنے اغراض کے منافی خیال کرتے ہین۔ بہرنوع اب اُمید ہو کہ عام معافی کے اعلان نے گذشتہ حوادث کی کدورت کو قلوب سے محو کر دیا ہوگا اور تمام مختلف عناصر نے شورش و اضطراب کے خطرناک نتائج سے آگاہ ہو کر سکون و طمانیت کی برکتون کو معلوم کر لیا ہوگا اور آپکے باہمی تعلقات اب اتنے مستحکم و پیوستہ ہوگئے ہونگے جیسے کہ ایک خاندان یا ایک قوم کے تعلقات ہوتے ہین اور آیندہ وہ مخالفت و دشمنی کے طریقون سے محترز رہینگے۔

ترکی حکومت نے عام معافی کا اعلان کرکے اُن تمام اسباب کو زائل کر دیا ہو جو سرزد تھا ہمت خطرناک نتائج پیدا کرتے تھے اور ابنائے وطن کی غلط فہمیون کو رفع کرکے اب وہ ایک ایسا منصفانہ برتاؤ کرنا چاہتی ہو جیسا کہ باپ اپنے نورِ نظر فرزندون کے ساتھ کرتا ہے اور اُن کی جانب سے اُن کے حقوق کی مدافعت اپنا فرض خیال کرتا ہو مین

اس اعلان کے ذریعہ سے یہ بھی تبلا دینا چاہتا ہون کہ اسوقت باشندگان وطن یا قوم کے بھی کچھ فرائض ہین اور اُن فرائض کی ادائیگی قوم کا پہلا کام ہر مین ملک کے تمام باشندون کو عناصر مذاہب کی اختلاف کو قطع نظر کرکے تبلانا چاہتا ہون کہ اسوقت اُن کا کیا فرض ہر۔

ٹرکی مین مجلس وطنی کبیر کی حکومت ایک جمہوری حکومت ہر یعنی قوم اور حکومت دونون متحد اور ایک جان ہوکر اُن تمام مسائل کا اہتمام کرتے ہین جو وطن کے لئے اہمیت رکھتے ہین اس خصوص مین طویل بحث کی ضرورت نہین ہر کہ وطن کو سکون و اطمینان کی کسقدر ضرورت ہر تاکہ وہ مطمئن حالت مین کام کر سکے کیونکہ ہر سمجھدار انسان اس سے واقف ہے اس لئے ہمارا فرض ہر کہ ہم اُن تمام اتہامات الزامات اور دروغ بیانیون کی تردید کرتے رہین جو ہمارے دشمن ہمپر لگاتے ہین اور ہماری نسبت غلط فہمیان پھیلاتے ہین یہ بھی ہمارا فرض ہر کہ ہم اپنے دوستون اور دشمنون کو مضبوط دلائل و شہادات پیش کرکے یہ تبلا دین کہ ہم ایک آزاد قوم ہین اور متحد ہین اور ہم مین کسی قسم کی مخالفت نہین ہر۔

باشندگان وطن ؟ تمھارا فرض ہر کہ تم اپنی حکومت کو مدد دو اور اپنے مخصوص مصالح پر وطن کی مصلحتون کو ترجیح دو۔ مین اس امر کا نہایت مضبوط اعتقاد رکھتا ہون کہ قوم کو جب یہ معلوم ہوجائیگا کہ کیونکر خطرات اور مصائب مین خودداری اور عزت نفس کی حفاظت کیجا سکتی ہر تو وہ یہ بھی معلوم کرلیگی کہ اس کی حفاظت ضروری ہے اور اس کی حفاظت کے لئے قوم کا فرض ہر کہ افراد قوم کے تعلقات نہایت شگفتہ ہون اور اقوام و عناصر یا مذاہب کی تفریق اُن کے تعلقات یگانگت و محبت مین حارج نہ ہو۔

آخر مین مین یہ تبلانا چاہتا ہون کہ قوم کا فرض یہ بھی ہر کہ وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے جو عقل و درایت کے خلاف ہو اسکے بعد اس موقع پر مین یہ بھی کہدینا ضروری سمجھتا ہون کہ مجلس وطنی کبیر کی حکومت جو مصالح وطن کو تمام امور پر مقدم رکھتی ہر وہ اُن لوگون کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہوگی جو قانون و اصول کی خلاف ورزی کرینگے۔

ترکون اور ارمنون کی جنگ

ترکون اور ارمنون کے درمیان ہمیشہ سے مخالفت چلی آئی ہر اور دونون قومون مین سے ہر ایک دوسرے کی درپے رہا ہر اس موقع پر باہمی مخالفت کے اسباب وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہین ہر صرف یہ تبلا دینا ضروری ہر کہ گذشتہ صدی کے آخر مین اور موجودہ صدی کے ابتدا مین یہ مخالفت بہت بڑھ گئی تھی

اور اسکا سبب غیر ملکی سازشیں اور فتنہ پردازیاں تھیں، ان سازشوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آرمینیا میں عام اضطراب اور بےچینی پیدا ہوگئی اور آئے دن بغاوتیں ہونے لگیں جیسا کہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے۔

جب یورپ کی جنگ شروع ہوئی اور دولت عثمانیہ نے اسمیں شرکت کی تو ارمنوں نے پھر سر اُٹھایا اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اناطولیہ کے مشرقی صوبوں نے ترکی سے اپنے تعلقات کو منقطع کر کے روس کی اعانت کی اور ٹرکی کے خلاف روسیوں کی طرف سے ترکی سپاہ سے لڑے۔ ارمنوں کی اس سازش اور شرارت کا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکوں کو قفقاز میں سخت شکست ہوئی اور سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں روسی سپاہ نے ترکی سپاہ کو پیچھے دھکیل دیا۔ اس شکست و ہزیمت کا بڑا سبب انجمن اتحاد و ترقی کے وزراء کا وہ فعل تھا جو انھوں نے ارمنوں کے خلاف اختیار کیا تھا یعنی ارمنوں کو اناطولیہ کی مشرقی ولایات سے خارج کر کے مغربی عرب میں بھیجدیا تھا اور مغربی عرب کو ان کا وطن قرار دیدیا تھا۔

اتحاد و ترقی کے وزراء کے اس فعل کا ارمنوں پر بہت برا اثر پڑا اور قفقاز کے ارمنی باشندوں کے جذبات بھڑک اُٹھے اور وہ ترکوں کو سخت نقصان پہنچانے بلکہ انکے تباہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ قفقاز میں جب ترکوں کو شکست ہوئی اور وہ پیچھے ہٹ آئے تو ارمن انتقام لینے کے خیال سے قفقاز کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ وان اور ارض روم کے صوبوں اور قارص کی کمشنری پر معاہدہ بریسٹ لیٹوسک کے ماتحت ترکوں کو مل گئی تھی قبضہ کر لیں۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء میں ارمنوں نے مقامات مذکورہ پر قبضہ کر کے جمہوریہ ارمینیا قائم کی جسکا دار الحکومت اریوان قرار دیا اور پھر ترکوں سے اعلان جنگ کر دیا۔ کمالیوں نے ارمنوں کی اس سازش کا پوری قوت سے مقابلہ کیا اور قرہ کاظم بکیر پاشا کی ماتحتی میں ترکی سپاہ نے ارمنوں پر زبردست حملے شروع کئے اور اسلامی حکومت آذربائیجان اور روس کی بالشویک حکومت سے اتصال قائم کرنے کے لئے درمیانی راستہ کو حاصل کرلیا۔

متعدد معرکوں کے بعد جنمیں کمالی سپاہ کو شاندار فتوحات حاصل ہوئیں ترکی سپاہ نے ارمنوں کو زبردست شکست دی اور آرمینیا کی جمہوری حکومت کے دار السلطنت اریوان میں ترکی داخل ہوگئے قارص اور اسکندر پول پر بھی ترکوں نے قبضہ کر لیا اور ارمنی سپاہ کو ترکوں کے سامنے ہتھیار ڈالدینے پڑے اور اس نامراد جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔

اسکے بعد فریقین میں معاہدہ صلح مکمل ہوا اور ارمنی اپنی سابق حدود پر واپس چلے گئے اور قدیم حریفانہ خواہشیں اُن کے قلوب سے جاتی رہیں۔

جنگ اناطولیہ

مشہور یونانی سیاست داں وینیزیلوس نے جو ترکون کا بدترین دشمن ہے یونانی حکومت کی توسیع کے نصب العین کو پورا کرنے کے لئے دول حلفا میں اپنی کوشش شروع کی اور آخر وہ اپنی اس سعی میں کامیاب ہوا اور اس مجلس مصالحت کو جو پیرس میں منعقد ہوئی تھی اور جس کے ارکین مسٹر ولسن (سابق صدر جمہوریہ امریکہ) مسٹر لائڈ جارج (سابق وزیر اعظم انگلستان) موسیو کلیمنشو اور موسیو ارلانڈو تھے وینیزیلوس نے اپنا ہمنوا بنالیا اور مجلس مذکور نے ۶ مئی ۱۹۱۹ء کو یونانی حکومت کو یہ حق عطا کر دیا کہ وہ سمرنا پر ایشیائے کوچک میں اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے فوجی قبضہ کرلے۔

سمرنا پر یونانی قبضہ

پیرس کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق ۱۳ مئی ۱۹۱۹ء کو یونانی فوجین سمرنا کے ساحل پر اتار دی گئین اور یونان نے سرکاری طور پر سمرنا پر قبضہ کرلیا اور ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء کو ایتھنز (دار السلطنت یونان) سے اسکے متعلق یہ اعلان شائع کیا گیا۔

چار آدمیون (مسٹر ولسن، مسٹر لائڈ جارج، موسیو کلیمنشو، موسیو ارلانڈو) کی کانفرنس نے ۶ مئی ۱۹۱۹ء کو یونانی حکومت سے یہ خواہش کی کہ وہ سمرنا پر فوجی قبضہ کرلے چنانچہ اس خواہش کی بنا پر فوراً یونانی حکومت نے سپاہ کے پہلے دستہ کو تیاری کا حکم دیا اور دس گھنٹہ کے عرصہ میں یہ سپاہ تیار ہوگئی اور سمرنا کی طرف روانہ کردی گئی۔ پھر جہاز لیمنوس کو حکم دیا گیا کہ وہ افروف اور لیون جہازون سے سمرنا کے بندرگاہ پر جاکر مل جائے، اسی طرح کیلکیس جہاز کو سباسٹوپول سے سمرنا کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔ ۱۳ مئی ۱۹۱۹ء کو یونانی سپاہ سمرنا پر اتار دی گئی جبکہ دول حلفا کی سپاہ سمرنا کے قلعون پر قابض ہوچکی تھین سمرنا پر یونانی فوجی قبضہ درحقیقت ایشیائے کوچک مین یا مغربی ایشیا مین یونانی مقاصد کا جزو اعظم ہے اور یہ قبضہ ایک زبردست وطنی واقعہ ہے جو اس حیثیت سے نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ دول حلفا کی موافقت سے ایسا ہوا ہے۔ دول حلفا نے سمرنا کے قلعون پر یونانیون کو قبضہ دلانے مین کافی مدد کی اور سمرنا کے اطراف مین بعض مقامات پر خود اطالوی اور انگریزی فوجون نے قبضہ کیا جب سمرنا اور اس کے اطراف پر یونانیون کا قبضہ مکمل ہوگیا تو کرنل زفیریوس نے جو یونانی حکومت کی طرف سے سمرنا کا فوجی حاکم مقرر کیا گیا تھا باشندگان سمرنا اور ملحقہ مقامات کی آگاہی کیلئے ایک اعلان شائع کیا جسمین ظاہر کیا گیا تھا کہ سمرنا وغیرہ پر دول حلفاء کی منشا سے کامل قبضہ کرلیا گیا ہے اور یہ قبضہ محض باشندگان

شامل تھے اس کمیشن نے تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ مرتب کی اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو دول حلفا کی خدمت مین پیش کیا۔ اس رپورٹ مین یہ نتیجہ نکالا گیا تھا کہ سمرنا پر یونانی قبضہ نے صلیبی جنگ کی صورت پیدا کردی ہے تحقیقاتی مجلس نے جو رپورٹ مرتب کی تھی وہ اگرچہ شائع نہین کی گئی لیکن اُس کے جو اقتباسات اخبارات مین نکلے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات نہایت ہولناک ہین چنانچہ رپورٹ مین ایک جگہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض یونانیون نے بلاشبہ ایسے ارتکابات کئے جن جنکے ذکر سے انسان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔

کرنل ہربرٹ ممبر پارلیمنٹ انگلستان نے پارلیمنٹ کے اجلاس مین یونانی مظالم کے سلسلہ مین برطانوی وزیر خارجہ سے دریافت کیا کہ

کیا قتل و غارت گری کے وہ واقعات جو سمرنا اور ایدین مین واقع ہوئے ہین اور جن کو یونانی سپاہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور جو نہایت ہولناک واقعات ہین صحیح ہین اور صحیح ہین تو ان مظالم کو روکنے کی کیا تدابیر اختیار کی گئی ہین۔

وزیر خارجیہ انگلستان (لارڈ کرزن) نے جواب مین بتایا کہ

"جن واقعات کی طرف جناب ممبر نے توجہ دلائی ہے وہ بلاشبہ افسوسناک ہین لیکن تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ واقعات کچھ بڑھا دئے گئے ہین اور ہولناک نہین ہین تاہم بلاوجہ خونریزی ضرور ہوئی ہے"

اناطولیہ کی قومی مجلس نے ان مظالم کے متعلق فرانسیسی زبان مین ایک کتاب شائع کی ہے جسمین اُن مقامات کے دردناک مظالم کو جہان یونانی داخل ہوئے نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نیز اُس تباہی و بربادی کو بھی بیان کیا گیا ہے جو یونانیون نے واپسی کے وقت پھیلائی تھی اور ہزارون گاؤن اور مکانات کو تباہ کردیا تھا یہ کتاب ایک سو صفحون کی ہے جسمین سرکاری وثائق بھی درج کئے گئے ہین اور بعض جرائم کے فوٹو بھی دئے گئے ہین۔

سیہ قائد ترکی کی حمایتین

پہلے باب مین ہم بیان کرآئے ہین کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اناطولیہ جانے کے ارادہ سے اُس روز آستانہ کو چھوڑا ہے جس روز کہ یونانیون نے اپنی فوج کو سمرنا پر اُتارا تھا۔ اناطولیہ پہنچتے ہی پہلے غازی ممدوح کو یہ فکر ہوئی کہ یونانی پیشقدمی کو روکتے یا کم از کم اُن کو آگے بڑھنے سے باز رکھنے کی تدابیر اختیار کی جائین اور اسوقت تک یونانیون کو روکے رکھا جائے جبتک کہ باقاعدہ ترکی سپاہ یونانیون کو اناطولیہ سے نکالدینے کے لئے تیار ہو۔

اس سلسلہ مین ترکون نے سب سے پہلے بے قاعدہ جنگجو ترکی جماعتون کو مرتب کرنے کی تجویز اختیار کی جسکا نام "باشی بزوق" ہے اور یونانیون سے بے قاعدہ جنگ کے سلسلہ کو شروع کرنیکا ارادہ کیا چنانچہ فوراً بے قاعدہ جماعتون کو مرتب کیا اور شروع جون سنہ ۱۹۱۹ء مین ان جماعتون نے شہر ایوالق کے باہر یونانیون پر اپنا حملہ شروع کردیا اور وہان کی چھاونیون کو جلا ڈالا۔ پھر جب یونانی شہر ایدین کی طرف بڑھے تو ان جماعتون نے آگے بڑھ کر انکو روکا اور ایک سخت حملہ کرکے ان کو پیچھے ہٹ جانے اور شہر کو خالی کردینے پر مجبور کردیا یہ معرکہ نہایت سخت تھا اور ترکی باقاعدہ سپاہ کی توپون نے بھی اسمین شرکت کی تھی۔

ابتدا مین بے قاعدہ ترکی جماعتون کو مرتب کرنے کا کام جنرل نورالدین پاشا کے سپرد کیا گیا تھا جنھون نے ان جماعتون کو نہایت قابلیت سے مرتب و مسلح کیا اور ان معرکون مین جو سمرنا کے اطراف مین واقع ہوئی تھی ان کی رہنمائی کی۔ پھر جنرل ممدوح کو اس خدمت سے علحدہ کرکے باقاعدہ سپاہ کو مرتب کرنے کی خدمت سپرد کی گئی اور آپ نے اطراف سمرنا مین ترکی افسرون کی معقول تعداد کے ساتھ اس کام کو شروع کیا۔

جب بے قاعدہ ترکی جماعتون کی تعداد کافی ہوگئی اور یونانی سپاہ کو انکے ہاتھون سخت نقصانات اٹھانا پڑے تو یونانی حکومت نے بیان کیا ہے کہ ۷ جون سنہ ۱۹۱۹ء کو قریب یونانی سپاہ سمرنا بھی اور مقام ایوالق پر بے قاعدہ ترکی جماعتون اور یونانی سپاہ کے درمیان ایک سخت جنگ ہوئی اس معرکہ مین یونانی جہاز بھی کام کر رہے تھے اور دریا کی جانب سے ایوالق پر گولہ باری کی جا رہی تھی۔ اس معرکہ کے بعد یونانی حکومت نے یہ حکم نافذ کیا کہ ایک لاکھ دس ہزار یونانی سپاہ کو جمع کرکے اناطولیہ پر حملہ کیا جائے اور اناطولیہ پر قبضہ کرلیا جائے پھر یہ اطلاعات موصول ہوئین کہ یونانیون اور بے قاعدہ ترکی جماعتون مین اطراف برصہ اور سمرنا مین متعدد خونریز معرکے ہوئے ہین۔

مختصر یہ کہ ترکی بے قاعدہ جماعتین نہایت اطمینان اور شجاعت کے ساتھ سمرنا کے اطراف مین برابر قتل و غارتگری مین مشغول رہین اور انھون نے عثمانی قوم کی ترقی و بیداری کی تاریخ مین ایسے عجیب و غریب کام کئے جو ہمیشہ یاد رکھے جائینگے یونانی سپاہ کو ان بے قاعدہ جماعتون نے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا اور انکو اسقدر نقصان پہنچایا کہ یونان اور صرف یونان ہی کا دل جانتا ہے اور اسی معرکہ مین غازی مصطفے کمال پاشا اور ان کے جانباز رفقا نے اناطولیہ مین ترکی قومی حکومت قائم کرلی اور باقاعدہ ترکی سپاہ کو مرتب کرلیا۔ بے قاعدہ ترکی جماعتون سے یونانی منتظم باقاعدہ سپاہ کو بڑی جنگ سنہ ۱۹۲۰ء کے آخر تک گھیرا رہا اور بے قاعدہ ترکی

جماعتوں نے جب موقع پایا یونانیوں پر حملہ کرکے اُن کے سامان جنگ کو چھین لیا بہت سے سپاہیوں کو مارا، اور سخت نقصان پہونچا کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ اسی طریقہ پر سنہ ۱۹۱۹ء کے آخر تک یہ جماعتیں اپنے کام میں لگی رہیں۔

معاہدہ سیورے

۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو سرکاری طور پر معاہدہ سیورے کا خلاصہ شائع کیا گیا جسکو دُول حلفاء نے دولت عثمانیہ کے لئے تجویز کیا تھا اور اس کی قرار دادوں کو تسلیم کرنے اور اسکا اعتراف کرنے پر دولت عثمانیہ کو مجبور کیا تھا، داماد فرید پاشا کی وزارت نے اس معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے فریق (جنرل) ہادی پاشا صدر مجلس ارکان حرب، رشاد خالص بک مشیر وزارت خارجیہ اور رضا توفیق بک کو مامور کیا اور ان اشخاص نے دولت عثمانیہ کی طرف سے ۱۰ اگست سنہ ۱۹۲۰ء کو معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔

ذیل میں ہم اس معاہدہ کا خلاصہ درج کرتے ہیں جسکو کمالیوں کی آبدار تلواروں نے پارہ پارہ کر دیا ہے اور جسکی نسبت صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اسکا نفاذ ہو جاتا تو دولت عثمانیہ کا خاتمہ یقینی تھا، اسی نے جو اثر پیدا کیا وہ یہ ہے کہ ترک وطن پرستوں نے ایک ناقابل شکست قوت حاصل کرنیکا موقع پیدا کر لیا اور پھر اپنی قوت سے یورپ کو مجبور کیا کہ وہ معاہدہ سیورے کے الفاظ کو تبدیل کرے اور اُن احکام کو منسوخ ہوا سمجھے ترکی پیشقدمیاں وطن پرست ترکوں کی جدوجہد اس امر کی ایک روشن دلیل ہے کہ جب قومیں کسی بات کا مصمم ارادہ کرلیں تو کوئی چیز اُنکے ارادہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور یہ کہ باطل صولت حق کے سامنے کبھی نہیں ٹھہر سکتا اور یقیناً باطل ذلت اُٹھاتا ہے۔ معاہدہ سیورے چونکہ ایک خاص تاریخی دستاویز ہے اسلئے اسموقع پر اسکا اندراج خالی از منفعت نہیں ممکن ہے کسی وقت یہ کام آسکے۔

معاہدہ کا خلاصہ

معاہدہ سیورے ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو فرانسیسی وزارت خارجہ کے دفتر میں عثمانی نمایندوں کو حوالہ کیا گیا اس موقع پر موسیو ملران صلح کانفرنس کے صدر موجود تھے اور بہت سے سیاست دانان دُول حلفاء بھی، موسیو ملران نے معاہدہ کی حوالگی کے بعد عثمانی نمایندوں کو اعتراضات پیش کرنے کے لئے ایک ماہ کی مہلت دی اور توفیق پاشا (سابق وزیر اعظم دولت عثمانیہ) نے معاہدہ کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لیکر نہایت تاثر سے رقت انگیز آواز میں معاہدہ کو پانے کا اعلان کیا۔

معاہدہ سیورے تیرہ بابوں پر مشتمل ہے۔

پہلے باب میں مجلس اقوام کا ذکر ہے۔

دوسرے باب میں ترکی کی وہ حدود جغرافی بیان کی گئی ہیں جو معاہدہ کی رو سے قرار پائی ہیں یعنی

مین یہ حدود قسطنطنیہ کے خطوط تک رکھی گئی ہین اور ایشیا رمین سابق حدود بدستور برقرار رکھی گئی ہین صرف جنوب مین اتنی ترمیم کی گئی ہے کہ جنوبی حدالمنہ کے جنوبی کنارہ سے شروع ہوکر مشرق کی جانب جنوبی مرش اور دیار بکر سے گذرتی ہوئی موجودہ مشرقی حد تک اور امید مقام کے جنوب مغرب مین چلی گئی ہے اور وہان سے شمال مین آرارات تک اور شمال مغرب مین جنوبی باطوم تک اور باطوم سے چند میل کے فاصلہ پر جاکر ختم ہوجاتی ہے۔

تیسرے باب مین تیرہ فصلین ہین جن مین ترکی پر یہ سکہ بٹھایا گیا ہے کہ وہ ان تغیرات [illegible] کو قبول کرے جو معاہدہ نے قرار دیے ہین اور اس باب مین آبنایون کے لئے ایک خاص دولی قرارداد رکھی ہے۔ آبنایون کے متعلق جو قرارداد اس معاہدہ مین کی گئی ہے اس کی بنا پر نہ تو آبنایون کو بند کیا جا سکیگا اور نہ [illegible] جنگ مین اُن کو اُسوقت تک داخل کیا جائیگا جب تک کہ مجلس اقوام اسکے متعلق کوئی خاص تجویز قرار نہ دے۔

اس باب مین کردستان کے ذاتی استقلال (اندرونی خودمختاری) کا بھی اعتراف کیا گیا ہے اور کردستان کو کامل خودمختاری عطا کئے جانیکا احتمال بھی ظاہر کیا گیا ہے سمرنا کے متعلق یہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہان ایک خاص حکومت قائم کی جائے گی جو اگرچہ ترکی سیادت مین ہوگی لیکن یونان وہان کا انتظام کریگا اور [illegible] کے تمام اختیارات یونان کو حاصل ہونگے۔ مشرقی تھریس کی حدود کو اس باب مین [illegible] تک [illegible] ہے اور اُسپر یونانی اقتدار کو تسلیم کیا ہے۔ اس باب مین حجاز اور آرمینیا کی جدید حکومتون کو تسلیم کیا گیا ہے اور [illegible] جزیرہ اور فلسطین پر دُوَل حلفا کی حکمرانی کو تسلیم کیا گیا ہے فلسطین کی [illegible] تسلیم کیا گیا ہے جو ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو قرار دی گئی تھی یعنی فلسطین [illegible] یہودیون کا قومی وطن بنایا [illegible] اس باب مین ترکی نے اُس جدید حالت کو بھی تسلیم کیا ہے جو جنگ نے مصر و سوڈان اور [illegible] مین پیدا کر دی [illegible] اقصیٰ اور ٹیونس پر فرانسیسی حمایت کا اعتراف کیا گیا ہے۔

چوتھے باب مین ترکی مقبوضات کے اندر قلیل التعداد اقوام کی [illegible] حیثیت رکھی ہے یا جنسی اور لغوی کا ذکر ہے۔ اسی باب مین غیر ترکی رعایا کے [illegible] ہے جسکا انتظام مختلف دُوَل کے نمائندون کی کمیٹیان کرینگی [illegible]۔

پانچوین باب مین ترکی کی [illegible] قوت [illegible] ترکی مین [illegible] جسکے افسرون کی تعداد ڈھائی ہزار سے زیادہ نہ ہوگی [illegible] باب مین ترکی کے اندر جبری فوجی خدمت کو منسوخ کر دیا گیا ہے [illegible]

علاقہ کا تقرر کیا گیا ہے جسکے تمام قلعون اور استحکامات کو منہدم کردیا جائیگا اور اس علاقہ مین فرانس اٹلی اور برطانیہ کو اپنی بری بحری اور ہوائی قوت کو رکھنے کا حق حاصل ہوگا اور ترکی بحری قوت کو شکست کردیا جائیگا اور صرف چند اسٹیمر شکاریون اور اُن امور کی نگرانی کے لئے رکھے جائینگے جو حالت امن مین ضروری ہین ہوائی قوت کو بھی بالکل علحدہ کردیا جائیگا۔

چھٹے باب مین اُن معاملات کا ذکر ہے جو اسیران جنگ کو انکے وطن پہونچانے سے تعلق رکھتے ہین نیز مقتولون کی قبور کی حفاظت خصوصاً دول حلفاء کے سپاہیون کی قبرین واقع گیلی پولی کے متعلق خاص خاص احکام ہین۔

ساتوین باب مین دول حلفاء کی جانب سے خاص فوجی عدالتون کے تقرر کا بیان ہے جن مین اُن لوگون کے مقدمات پیش کئے جائینگے جنھون نے دوران جنگ یورپ مین ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہے جو اصول وقوانین جنگ کے خلاف ہین نیز اُن سے اُس غارتگری وقتل کی بازپرس کی جائے گی جو دوران جنگ مین انھون نے کی تھی دول حلفاء نے عدالت کے مقام یا ملزمون کے خلاف مقدمہ چلانے کے معاملات کو مجلس اقوام کے حوالہ کرنے کے بارہ مین اپنے حق کو محفوظ رکھا ہے۔

آٹھوین باب مین اُس تاوان کا ذکر ہے جو دول حلفاء ترکی سے وصول کرین گی، اور اس باب مین ذیل کی تشریحات ہین:

۱۔ معاہدہ سیورے کا نفاذ شروع ہونے کے بعد دول حلفاء کی اُس سپاہ کے مصارف جو آبنایون وغیرہ پر قابض رہیگی۔

۲۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۸ء سے دول حلفاء کی قابض افواج کے مصارف۔

۳۔ دول حلفاء کی رعایا کو دوران جنگ مین جو نقصان پہونچا ہے اسکا معاوضہ۔

نوین باب مین اقتصادی معاملات کی تشریح کی گئی ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ چند غیر سیاسی معاہدہ کو دوبارہ قائم کیا جائے اس باب مین اُن اصول ومبادی کو بھی بیان کیا گیا ہے جنکا اتباع مستقبل مین کیا جائیگا۔ اور ان مین ترکی کے اندر کمپنیون کو ٹھیکے دینے یا اور اُن املاک سے جنکا مطالبہ کیا گیا ہے دست بردار ہونا بھی شامل ہے نیز اس امر سے منع کیا گیا ہے کہ آئندہ جرمنون آسٹریون ہنگیریون اور بلغاریون کو (اگر ضرورت پیش آئے) اقتصادی ترقی اور دوسرے مشاغل کا ترکی کے اندر موقع نہ دیا جائے اور نہ اُن کے ساتھ اس قسم کے معاملات

مین کوئی حصہ لیا جائے پھر ٹرکی کے اندر مذکورہ بالا قومون کی املاک واموال کے متعلق دولت عثمانیہ کے مطالبات تصفیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس باب مین چند خاص دفعات ایسی ہین جن کی بنا پر دُوَل حلفار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اُس ریلوے لائن کے ٹھیکے لے سکین جو جرمنی انتظام مین اور اُنکے ماتحت ہین ؎

دسوین[10] باب مین دُوَل حلفار کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اُن کو عثمانی مقبوضات مین ہوا بازی کی کامل آزادی حاصل ہوگی اور دُوَل حلفار کے دشمنون کو اس آزادی وحق سے محروم رکھا جائیگا اور یہ کہ ٹرکی ہوائی امتیازات کسی قوم کو بغیر دُوَل حلفار کے مشورہ کے نہ دیگی البتہ جبکہ دول متحارب یا دشمن حکومتین مجلس اقوام مین داخل ہوجائین یا ۱۹۱۹ء کے دولی معاہدے کے موافق اُن کو اس کی اجازت دیدیجائے۔

گیارہوین[11] باب مین بندرگاہون بحری راستون اور ریلوے لائنون پر دولی اقتدار کا ذکر کیا گیا ہے ٹرکی نے اس باب مین بحری تار برقی سے دُوَل حلفار کے حق مین دست برداری دیدی ہے اور اسکے متعلق بین اختلافات کے رفع کرنے کی صورت نکالنے کو مجلس اقوام کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

بارہوین[12] باب مین اُس باہمی اتفاق کا بیان ہے جو کاریگرون اور مزدورون سے تعلق رکھتا ہے۔

تیرہوین[13] یا آخری باب مین چند مختلف دفعات مین جنمین دُوَل حلفار کے مقرر نظام ٹرکی مین آیندہ نظام حفظ صحت اور معاہدہ سیورے کی تصدیق و تنفیذ کی کیفیت کی قراردادون کی تائید کی گئی ہے اور اس امر کا احتمال بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ روس معاہدہ سیورے مین شریک ہوجائیگا اور اُس کی تصدیق کریگا۔

معاہدہ مذکورہ بالا مین آستانہ پر ٹرکی کی سیادت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ شرط بھی تھی کہ اگر ٹرکی منشا سیورے کی دفعات کے نفاذ مین یا اُن دوسرے معاہدات کی تنفیذ مین جو معاہدہ سیورے کے ساتھ ملحق ہین قاصر رہی تو دُوَل حلفار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ آستانہ پر ٹرکی کی سیادت کی دفعہ مین تبدیلی کردین اور اسکے متعلق دُوَل حلفار جو تجویز پیش کرینگی ٹرکی کو اُسکا قبول کرنا ضروری ہوگا۔

معاہدہ سیورے مین قرار دیا گیا ہے کہ آبنائین جنمین دردانیال بحیرہ مارمورا اور باسفورس شامل ہین آیندہ تمام تجارتی جہازون کشتیون اور ہوائی جہازون کے لئے کھلی رہینگی اور امن وسکون نیز ایام جنگ دونون حالتون مین اُنکو بند کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور آبنائین پر قبضہ رکھنے کے لئے ایک مجلس مرتب کیجائیگی جو ولایات متحدہ (اگر امریکن گورنمنٹ شرکت کو پسند کرے گی یا جب کبھی شریک ہونا چاہے گی) برطانیہ، فرانس، اٹلی جاپان، روس، بلغاریہ (جبکہ روس و بلغاریہ مجلس اقوام مین شامل ہوجائین) یونان اور رومانیہ کے نمایندون

مرکب ہوگی آخری تین حکومتوں کا اس مجلس میں صرف ایک ایک نمایندہ ہوگا اور باقی حکومتوں کے دو دو نمایندے۔

معاہدہ سیورے کا اثر

اس معاہدہ کی اشاعت اور دولت عثمانیہ کے اس پر دستخط ثبت ہو جانے کے بعد سارے عثمانی مقبوضات میں اسکا شور مچگیا کیونکہ اس معاہدہ سے دول حلفاء کے ارادے واضح ہوگئے تھے اور حقیقت کے چہرہ سے پردہ اُٹھ گیا تھا اور تمام دنیا کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ٹرکی کے متعلق دُول یورپ کے کیا ارادے ہیں ترکوں نے صورت حال پر غور کیا اور اب بجز اسکے کوئی چارہ و ماویٰ اُن کو نظر نہ آیا کہ اپنی ذات پر اعتماد کریں اور یا پھر اپنی تلواروں پر۔ اُنھوں نے غور و خوض کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اگر وہ مضبوط بنیاد کی طرح متحد نہ ہوئے تو وہ تباہ ہو جائیں گے اور زمانہ اُن کو پیس کر رکھدیگا۔

معاہدہ کی اشاعت کے بعد ہی داماد فرید پاشا کی وزارت ٹوٹ گئی اور توفیق پاشا نے جدید وزارت کو مرتب کرکے اس امر کا ذمہ لیا کہ قوم کے انقسام و افتراق کو دور کرکے وہ وطنی وحدت کو دوبارہ قائم کریں گے، ہم پہلے باب میں اس امر کو تفصیل سے بیان کرچکے ہیں کہ توفیق پاشا کی وزارت میں کیا پیش آیا نیز یہ کہ معاہدہ سیورے کے بعد ترکی قوم غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہوگئی اور ساری ترکی قوم نے غازی ممدوح کو اپنا رہنما اعظم یا قائد جماعت قرار دے لیا اس لئے اس موقع پر مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

جولائی سنہ ۱۹۲۰ء کی ابتدائی تاریخوں میں وطن پرستوں کی جماعتیں ازمیت کے اطراف میں نمودار ہوئیں جنکو پیچھے ہٹا دینے کے لئے برطانوی بحری جہازوں نے اُن پر شدید گولہ باری کی اس واقعہ نے برطانیہ کو پریشان کردیا اور اُسنے بحیرۂ مارمورہ پر اپنے بحری بیڑہ کی طاقت میں اضافہ ضروری سمجھا اور اطراف کے سواحل پر سپاہ کو اُتارنا مناسب خیال کیا تاکہ خطرات کا مقابلہ کیا جاسکے اور وطن پرستوں کے اُن حملوں کی مدافعت کی جاسکے جو وہ آستانہ پر کرنا چاہتے ہیں۔

جون سنہ ۱۹۲۰ء میں بولون (فرانس) میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی جسمیں یونانی سیاست دان وینزیلوس نے نمایندگان دول حلفاء کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ یونان کو ترک وطن پرستوں کی جدّوجہد کو فنا کرنے اور وطنی حرکت و بغاوت کو دور کرنے کی اجازت دیجائے۔ اٹلی نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا اور فرانس نے بھی آمادگی ظاہر نہیں کی لیکن جب مسٹر لائڈ جارج نے اٹلی اور فرانس کی خوشامد کی اور اُن کو وینزیلوس کی درخواست منظور کرلینے پر مجبور کیا تو اُنھوں نے اجازت دیدی اور یونان کو اناطولیہ میں آزادی کے ساتھ کام کرنے اور افیون قرہ حصار تک کی اراضی پر قبضہ کرلینے کا موقع بہم پہونچایا گیا ہرچند کہ مسٹر لائڈ جارج نے یونان کو اناطولیہ میں جنگی

جہاں کوئی چیز اُن کو میسر آتی تھی اور ضروریات کی تمام چیزیں اُن کو باہر سے لانا پڑتی تھیں، اِن مشکلات نے یونانی حکومت کو بہت زیر بار کیا اور جسقدر روپیہ خرچ کرنا پڑا جسکا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

اناطولیہ کی جنگ شروع ہونے کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ یہ پیش آیا کہ شاہ یونان کا انتقال ہو گیا اور اس موت نے مشرق میں یورپین سیاست کی صورت کو بالکل بدل دیا پھر یونان میں پارلیمنٹ کا انتخاب ہوا جسمیں وینزیلوس کی پارٹی کو شکست ہوئی اور شاہ قسطنطین کی پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی، آخر وینزیلوس نے ۱۶ ار نومبر ۱۹۲۰ء کو استعفیٰ دیدیا اور یونانی حکومت پر شاہ قسطنطین کی پارٹی قابض ہو گئی۔

پہلی لندن کانفرنس

اس غیر متوقع انقلاب کے بعد ۲۰ ر نومبر ۱۹۲۰ء کو موسیو لائیگ وزیر اعظم فرانس اور سینور سیفورزا وزیر خارجہ اٹلی لندن گئے اور مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان کی شرکت سے ایک کانفرنس حالت موجودہ پر غور کرنے کے لئے منعقد کی اور وینزیلوس کے استعفیٰ کے بعد مشرق میں جو صورت پیدا ہو گئی تھی اور نیز معاہدہ سیورے کی ترمیم پر بحث کی گئی معاہدہ سیورے کی ترمیم پر جو بحث اس کانفرنس میں ہوئی وہ اطالوی اور فرانسیسی نمایندوں کے نقطۂ نظر کے مطابق ہوئی تھی غور و تامل کے بعد اس کانفرنس نے یہ قرار دیا کہ بالفعل معاہدہ سیورے کی ترمیم کے خیال کو ترک کر دیا جائے اور جب تک یونانی سیاست واضح نہ ہو جائے اُسوقت تک کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ اس کانفرنس میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ شاہ قسطنطین کی واپسی پر احتجاج کیا جائے اور یونان کو دھمکی دیجائے کہ اگر اُسنے معزول شاہ قسطنطین کو دوبارہ تخت پر بٹھایا تو اُسکو مالی اعانت نہ دیجائے گی اور مالی معاملات بند کرنے جائیں گے۔ کانفرنس مذکور نے یہ بھی تجویز کیا کہ مسئلہ مشرقیہ پر مزید غور و بحث کے لئے جلد دوسری کانفرنس منعقد کی جائے۔ یونان نے دُوَل حلفاء کی تہدید و دھمکی کی پروا نہ کی اور ۵ ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو یہ تجویز پاس کر دی کہ شاہ قسطنطین کو دوبارہ تخت پر بٹھایا جائے چنانچہ اس تجویز کے موافق ۱۹ ار دسمبر ۱۹۲۰ء کو شاہ قسطنطین کو تخت پر بٹھایا گیا اور اُس کی واپسی پر شاندار جلسے منعقد کئے گئے۔

یونانیوں کا پہلا زبردست حملہ

پہلی لندن کانفرنس آیندہ حوادث و واقعات کا انتظار کرنے کا فیصلہ کر کے ختم ہو گئی اور یہ اجتماع بالکل بے نتیجہ رہا شاہ قسطنطین نے تخت نشین ہو کر سب سے پہلے جس امر پر نظر ڈالی وہ اناطولیہ کی جنگ تھی اُسنے دوبارہ جنگ کو شروع کرنے اور بعض دُوَل کو راضی کرنے کے لئے کمالیوں کی تحریک کا خاتمہ کرنے کی ٹھان لی اور شاہ یونان کے اس فیصلہ کے مطابق جنوری ۱۹۲۱ء کے شروع میں عشاق، اور بروصہ کے علاوہ بعض دیگر شہروں پر قبضہ جمانے کے خیال سے یونانی سپاہ نے پیشقدمی شروع کی،

این اونی کا پہلا معرکہ

یونانی سپاہ برابر آگے بڑھتی رہی اور ترکی سپاہ نے اُس کی مزاحمت میں کوئی کوشش نہیں کی لیکن ۱۱ جنوری ۱۹۲۱ء کو جب یونانی سپاہ این آونی کے قریب پہونچی تو ترک وطن پرستوں نے اُس کی پیشقدمی کو روکا اور ایک زبردست حملہ یونانی سپاہ پر کیا اور پوری جوش سے یونانی سپاہ کو شکست دینے کے لئے وطن پرست آگے بڑھے یہ زبردست معرکہ تین دن اور تین رات برابر جاری رہا جس میں فریقین نے شمشیر بازی کے پورے جوہر دکھائے اور آخر یونانی سپاہ شکست کھاکر بروصہ کی جانب ہٹ گئی اور ترکوں نے شاندار فتح حاصل کی اور سارے اناطولیہ میں اس فتح پر خوشیاں منائی گئیں۔

پیرس کانفرنس

لندن کانفرنس کے بعد دُول حلفاء میں دوسری کانفرنس کے انعقاد کے متعلق برابر گفتگو جاری رہی اور اس کی کوشش کی جاتی رہی کہ آئندہ کانفرنس میں مشرقی مسائل کا ایک ایسا حل کیا جائے جو مناسب ہو آخر اس کانفرنس کا انعقاد ۲۲ جنوری ۱۹۲۱ء کو پیرس میں قرار پایا ریاض کیا جاتا ہے کہ کانفرنس کی تاریخ معین ہوجانے کے بعد یونان نے اس خیال سے کہ اناطولیہ کی جنگ میں کامیابی حاصل کرکے پیرس کانفرنس پر اثر ڈالا جاسکے فوراً دوبارہ اناطولیہ کی جنگ کو شروع کردیا تھا لیکن اس جنگ میں اسکو کامیابی حاصل نہ ہوئی اور نتیجۂ جنگ اُس کی اُمیدوں کے خلاف ظاہر ہوا۔

تاریخ مقررہ پر وزیر اعظم فرانس موسیو بریان کی صدارت میں پیرس کانفرنس منعقد ہوئی جسمیں اٹلی کے وزیر خارجہ سنیور سفورزا نے ترکی کی جانب سے مدافعت کی اور مطالبہ کیا کہ معاہدہ سیورے میں ترمیم کرکے اڈریا نوپل اور سمرنا ترکی کو واپس دئے جائیں اسی سلسلہ میں سنیور سفورزا نے ظاہر کیا کہ یونان چونکہ کمالیوں کو مغلوب نہیں کرسکتا اس لئے فریقین متحارب میں مصالحت کرادیجائے اور یونانیوں کے اقتصادی حقوق کی حفاظت کی جائے۔ موسیو بریان وزیر اعظم فرانس نے سنیور سفورزا کے خیال کی تائید کی لیکن مسٹر لائڈ جارج نے سخت مخالفت کی اور آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء کو لندن میں ایک اور کانفرنس منعقد کیجائے جسمیں انگورہ، اور آستانہ کے نمایندوں کو شرکت کی دعوت دیجائے تاکہ اُن کی موجودگی میں معاہدہ کی ترمیم پر بحث ہوسکے۔

پیرس کانفرنس کا یہ فیصلہ گویا کمالی حکومت کے اعتراف کا پہلا موقع تھا ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء کو اس فیصلہ کی بنا پر موسیو بریان وزیر اعظم فرانس کی طرف سے دولت عثمانیہ کو لندن کی دوسری کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی اور انگورہ کے نمایندے بھی اسمیں طلب کئے گئے۔

دوسری لندن کانفرنس

یہ کانفرنس ۲۱ فروری ۱۹۲۱ء کو بعد دوپہر لندن کی مشہور عمارت قصر سینٹ جیمس میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مسٹر لائڈ جارج نے کی اور اسمیں انگورہ گورنمنٹ کا وفد بکر سامی بک کی صدارت میں اور آستانہ کا وفد وزیر اعظم توفیق پاشا کی صدارت میں اور یونانی حکومت کا وفد کالیجر وپولوس وزیر اعظم کی صدارت میں شریک ہوا۔ سینور سفورزا نے نہایت سختی کے ساتھ جلسہ میں یہ تجویز پیش کی کہ معاہدہ سیورے میں ترمیم کی جائے تاکہ مشرق میں امن وامان کی ضمانت ہوسکے۔ اس تجویز کے سلسلہ میں سینور سفورزا نے بیان کیا کہ معاہدہ سیورے کے اوراق میں غیر مختتم جنگ کے بیج نہاں ہیں گویا معاہدہ نے ایک ہولناک اور عالمگیر جنگ کی تخم ریزی کردی ہو اور اگر اسمیں فوراً ترمیم نہ کی گئی تو جنگ کے بیج پھوٹ نکلیں گے اور مشرق میں جنگ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

موسیو بریاں وزیر اعظم فرانس نے سینور سفورزا کی رائے کی تائید کی۔ اٹلی اور فرانس کے اتفاق رائے کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں حکومتیں مشرق میں یونانی طاقت کو بڑھانے کی برطانوی سیاست کے خلاف تھیں۔

مختصر یہ کہ کانفرنس نے ترکوں کے مطالبات کو سنا جنکو بکر سامی بک نے پیش کیا تھا پھر یونانی مطالبات کو سنا گیا اور دونوں کے مطالبات پر غور وبحث کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ دونوں فریق دول حلفاء کو اپنا حکم قرار دیں تاکہ وہ ایک کمیٹی مقرر کرکے اس امر کی تحقیقات کرے کہ تھریس اور سمرنا میں غالب آبادی ترکوں کی ہو یا یونانیوں کی اور یہ کہ اس تحقیقات کا نتیجہ ترکوں کے موافق ہو یا یونانیوں کے اور پھر اسکے بعد دول حلفاء فریقین کے نزاع کو دور کرنے کی صورت سوچ لیں۔

انگورہ گورنمنٹ کے وفد نے اس فیصلہ کو اس شرط کے ساتھ منظور کرلیا کہ سمرنا اور تھریس کو یونانی سپاہ سے خالی کرا دیا جائے اور اسکے بعد تحقیقات کی جائے تاکہ آزادی کے ساتھ تحقیقات کی جاسکے لیکن یونان نے اس فیصلہ کو قبول نہ کیا اور اعلان کیا کہ وہ معاہدہ سیورے میں کسی قسم کی ترمیم کو قبول نہیں کرسکتا۔

یونانی انکار کے بعد کانفرنس نے پھر معاملات پر غور کیا اور سابق تجویز کو ترک کرکے دوسری تجاویز قرار دیں اور ۱۲ مارچ ۱۹۲۱ء کو یہ تجاویز دونوں فریق کو حوالہ کر دیگئیں۔ ان تجاویز میں دول حلفاء نے مجلس اقوام میں ٹرکی کی شرکت کی سفارش کی تھی اور ٹرکی پولیس کی تعداد کو ۵۰ ہزار کے بجائے جو معاہدہ سیورے میں قرار دیگئی تھی ۷۵ ہزار تک بڑھا دیا تھا نیز قرار دیا گیا تھا کہ دول حلفاء آستانہ اور جزیرہ نما ازمیت سے اپنی سپاہ کو ہٹا لینگی اور صرف گیلی پولی اور دردانیال پر اپنی طاقت کو رکھینگی اور یہ کہ مالی کمیٹی میں ٹرکی کا بھی

ایک ممبر دوسری حکومتون کی طرح رہیگا اور آستانہ مین ٹرکی کو فوجین رکھنے اور بحری طاقت کو بڑہانے کی اجازت دیجائے گی، مالی نگرانی کی کمیٹی کے اختیارات مین کمی کردیجائے گی اور غیر ملکی ٹرک کے متعلق قیود شرائط کو دُور کردیا جائیگا، کردستان کو ٹرکی مقبوضات مین مسیحیون کی حفاظت کا اطمینان حاصل کرکے دیدیا جائیگا، آرمینیا کے متعلق معاہدہ مین مناسب ترمیم کی جائے گی۔ سمرنا پر ٹرکی کی سیادت کو قائم رکھا جائیگا اور وہان صرف یونانی پولس کو حفاظت کے لئے رکھا جائیگا اور سمرنا کے لئے ایک مسیحی حاکم کو مجلس اقوام انتخاب کریگی۔

ان تجاویز کو یونانی حکومت اور انگورہ گورنمنٹ کے نمایندون کو انکے غور و خوض کے لئے حوالہ کردیا گیا اور اطلاع دی گئی کہ تجاویز پر غور و تأمل کے بعد نتیجہ سے آگاہ کیا جائے تاکہ آخری فیصلہ کیا جاسکے اور اسکے بعد کانفرنس ختم ہوگئی۔

یونانیون کا دوسرا حملہ

لندن کانفرنس کی تجاویز کو لیکر یونانی نمایندے اپنے ملک پہونچے چونکہ یہ تجاویز یونانی خواہشات اور امیدون کے خلاف تھیں اس لئے یونانی حکومت نے ان پر غور و تأمل کے بعد تلوار کے فیصلہ کو ضروری سمجھا۔ یونانیون کا خیال تھا کہ جنگ کے ذریعہ وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرلین گے اور دُول حلفاء نے اُن کو جو کچھ دیا ہے وہ اسکو باقی و قائم رکھ سکین گے انکو اس کی قوی امید تھی کہ وہ اپنی فوجی طاقت سے ترکون کو مغلوب کرلین گے اور معاہدہ سیورے کے قبول کرنے پر انکو مجبور کرسکین گے۔

این اونی کا دوسرا معرکہ

اس خیال خام کی بنا پر ۲۳ مارچ ۱۹۲۱ء کو یونانی فوجین ترکون پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھین اس حملہ مین یونانی فوجی طاقت ۹ پیدل دستون اور ۲ سوار دستون پر مشتمل تھی اور کافی سامان جنگ و ذخیرہ یونانیون کے پاس تھا یونانیون کا خیال افیون قرہ حصار جیسے شہر اور بغداد ریلوے پر قبضہ کرنے اور ترکی سپاہ کو قلب اناطولیہ مین دھکیل دینے کا تھا چنانچہ یونانی سپاہ کا بازو جسمین ۲ دستے تھے بروصہ، اینہ گول، بازارجق اور قرہ کوئی کی طرف اسکی شہر پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے بڑھا جب یہ یونانی سپاہ مقام این اونی پہونچی تو ترکی سپاہ بغیر قابل ذکر مقابلہ کے پیچھے ہٹنا شروع ہوئے تاکہ یونانیون کو دھوکہ دیکر آہستہ آہستہ اس کمین گاہ پر لے جائے جو انکے لئے تیار کی گئی تھی۔ یونانی سپاہ ترکون کے قریب مین آکر برابر آگے بڑھتی رہی اور اس مقام کے قریب پہنچ گئی جو ترکون نے مدافعت کے لئے تیار کیا تھا، آخر ترکون نے یونانیون کو روک کر ان پر زبردست جوابی حملہ کیا اور فریقین مین سخت معرکہ ہوا بالآخر ۱ اپریل ۱۹۲۱ء کو یہ معرکہ یونانیون کی شکست و ہزیمت پر ختم ہوا اور ترکون نے شکست خوردہ یونانیون کا تعاقب کرکے اُن کو

سخت نقصان پہونچایا۔

یونانی یہان سے سراسیمہ ہوکر بھاگے اور کی شہر دائینہ کول پر جاکر دم لیا، میدان جنگ مین انھون نے ہزارون مجروح و مقتول اور معقول مقدار مین سامان جنگ چھوڑا اور ترکون نے زبردست غنیمت حاصل کی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ مین یونانیون کے تیرہ ہزار سے زیادہ سپاہی قتل ہوئے اور ہزارون مجروح۔

یونانیون کے بائین بازو کا تو یہ حشر ہوا، دائین بازو نے افیون قرہ حصار کی جانب کوچ کرکے پہلے تو افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا لیکن بعد مین جب وطن پرست ترکون نے اُن پر سخت دباؤ ڈالا تو وہ افیون قرہ حصار کو خالی کرکے چلے آئے اور واپسی مین افیون قرہ حصار کے مغرب مین دوملو بینار کے مقام پر فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی، جسکا سلسلہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء تک جاری [illegible] اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو یونانیون نے شکست کھا کر یہ مقام بھی خالی کردیا۔

یونانیون کا یہ دوسرا حملہ بھی ناکام رہا اور یونانی فوجین نامراد اپنے ابتدائی خطوط جنگ پر واپس چلی آئین اس معرکہ کے لئے اگرچہ یونانی حکومت نے کافی تیاریان کی تھین اور اپنی تیاریون کے غرور پر حملہ کا آغاز ہونے کے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ عنقریب [illegible] یونانی سپاہ انگورہ مین داخل ہوجائے گی، لیکن ترکی سپاہ کی شدید مقاومت نے یونانیون کی ساری امیدون کو خاک مین ملا دیا اور وہ شکست کھا کر واپس چلے گئے۔

ترکی سپاہ کی اس شاندار فتح نے سارے اناطولیہ مین جوش پیدا کردیا مکانات آراستہ کئے گئے اور اظہار مسرت و مبارکباد کے جلسے منعقد کئے گئے، ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو اس فتح کی تقریب مین مجلس وطنی کبیر کا بھی ایک جلسہ ہوا جسمین فریق (میجر جنرل) مصطفٰے فوزی پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ نے ایک پُر لطف طویل تقریر فرمائی جسمین جنگ مذکور کے اہم واقعات کو بیان کیا اور میدان مجلس کو میدان جنگ کی حالت سے آگاہ کیا۔

چونکہ یہ تقریر اپنے موضوع پر نہایت اہم ہے اس لئے ہم اسکو اس موقع پر درج کرتے ہین۔

فوزی پاشا کی تقریر

مصطفٰے فوزی پاشا نے حاضرین کو مخاطب کرکے کہا،

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ لندن کی دوسری کانفرنس مین یونانیون کو اپنے مقاصد مین ناکامی ہوئی تھی اس لئے انھون نے اپنی ناکامی کو کامیابی مین بدلنے کی [illegible] تمام طاقت سے کیا اور تقریباً گیارہ روز کے عرصہ مین ایک لاکھ فوج کو اناطولیہ مین لاکر چار سو کیلومیٹر کے طویل میدان مین پھیلا دیا۔ یہ طویل خط نہر سقاریہ سے شروع ہوکر وادی مندا تک پھیلا گیا تھا۔ تب یونان کی اس کثیر فوج پر صرف ۶ پیدل دستون اور ایک سوار دستہ سے میدان بیرہ [illegible] (شمالی میدان جنگ) مین اور تین پیدل دستون اور ایک سوار دستہ سے میدان عشاق و قرہ حصا

(جنوبی میدان جنگ) مین حملہ کیا۔

ہمنے اس معرکہ کے لئے جو خط جنگ تجویز کیا تھا اُسکا مقتضیٰ یہ تھا کہ ہم صرف اُس جہت مین دشمن سے مقابلہ کرین جسمین ہمنے کافی تیاریاں کی ہین اور باقی سمتون مین صرف دشمن کو مشغول رکھین۔

دشمن اس مغالطہ مین آگیا جیسا کہ آپ حضرات نے سرکاری اعلانات مین پڑھا ہوگا اور وہ بڑی بڑی اُمیدین قائم کرکے آگے بڑہتا رہا لیکن چونکہ دشمن کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم کہان فیصلہ کن جنگ کرین گے اس لئے اُسنے اپنی نقل و حرکت پر غور کرنا شروع کیا اور پھر جو قدم اُسنے آگے رکھا اُس سے تردد و تامل نمایان ہونے لگا واقعہ یہ ہے کہ خط جنگ بہت طویل تھا اور درمیان مین مشکلات و موانع حائل تھے اس لئے دشمن شک و شبہ مین پڑگیا اور اُس کی حیرت بڑھنے لگی۔

حضرات؟ ہمارے دشمن کا مقصد یہ تھا کہ وہ صرف دو دن کے اندر ہم پر غالب آجائے اور اناطولیہ مین ہمارے سارے وسائل دفاع سے ہمکو محروم کرکے ہمپر اقتدار حاصل کرلے اور پھر ہمکو یا تو معاہدۂ سیورے کے قبول کرنے پر مجبور کرے یا اُس مین ایسی ترمیم کرے جو ہمارے لئے سخت ترین معاہدہ سے کم نہو۔ ہم دشمن کے سرکاری اعلانات اور فوجی نقل و حرکت سے اس حقیقت کو پاگئے تھے نیز اُس ہدایت سے جو یونانی سپہ سالار عام نے روانگی کا حکم دیتے ہوئے فوج کو کی تھی یعنی یہ کہ یونانی فوجکا فرض ہے کہ وہ چار یا پانچ دن کے اندر انقرہ کے شہر مین داخل ہوجائے اور اس مہینہ کے آخر تک انگورہ پہونچکر سارے اناطولیہ پر قبضہ کرلے اس معرکہ مین یونانیون کے جنگی خطوط ذیل کے موافق تھے۔

یونانیون نے اپنی کثیر التعداد سپاہ سے ہمکو لپیٹ لینے (احاطہ مین لے لینے) اور ہم پر سخت دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا اور اس سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ ہماری فوجی طاقت کو منتشر کرکے کسی ایسے مقام پر جہان وہ اپنی کثرت تعداد سے فائدہ اُٹھاسکین ہمکو جنگ پر مجبور کردین اس ارادہ کی بنا پر یونانیون نے یہ خیال قائم کرلیا کہ اگر اس تدبیر مین کامیابی حاصل ہوگئی تو وہ کامل فتح حاصل کرکے ترکی دفاعی قوت کو فنا کردین گے اور ترکون کی قوت مدافعت کا خاتمہ کرکے بآسانی سارے اناطولیہ پر قابض ہوجائین گے۔

ہمکو چونکہ دشمن کی نقل و حرکت اور فوجی تیاریون نیز بعض خاص معلومات کے ذریعہ اس ارادہ کا علم ہوچکا تھا اس لئے ہمارے سپہ سالار عام نے ضروری فوجی تدابیر اختیار کیں اور دونون خارجی بازوؤن کو مضبوط کرکے سوارون کی طاقت کو دشمنون کی کوشش احاطہ واقعہ کو بیکار کر دینے کے لئے متعین کر دیا۔

دشمن نے ادہر تو صرف ایک دستہ سپاہ دو تلو بیکار پر حملہ شروع کیا اور دوسری جانب یہ کوشش شروع کی کہ ۲
پیدل دستون اور ایک سوار دستہ سے اقیون قرہ حصار پر حملہ کیا جائے، ہمارے سوارون نے اسموقعہ پر اپنے اُن
خطوط کی جو پہلے سے تیار کرئے گئے تھے کافی حفاظت کی یعنی دشمنون کو اُن کی اس کوشش مین کامیاب نہ ہونے
دیا کہ وہ ہماری سپاہ کو احاطہ مین لے سکین، ہمارے سوارون نے صرف اس کوشش کو باطل ہی نہین کیا بلکہ یہ خدمت
بھی انجام دی کہ دشمن کو مشغول رکھا اور اسکا موقع بہم نہ پہونچنے دیا کہ وہ ہماری سپاہ کو جنگ پر مجبور کرسکے، یا
آگے بڑھ سکے۔

مختصر یہ کہ ہمنے جو خطہ تجویز کیا تھا وہ کامیاب رہا اور اس سمت مین دشمن کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکا
جیساکہ دشمن کے سرکاری بیانات سے معلوم ہوا ہے وہ خطہ یا مرکز جسمین ہمنے اس طریقہ کو اختیار کیا تھا این آوانی
کا مرکز تھا ہمنے یونانی فوجی قوت کو ایک ایسے خونریز معرکہ کے بعد جس کی نظیر گذشتہ تاریخون مین بہت کم ملتی ہو اور
جو سات دن اور سات رات تک برابر جاری رہا تھا پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا اور مقامات سکود اور توزلیوک کے خطوط پر
قبضہ کرکے دشمن کو پیچھے دھکیل دیا جو بازار جق اور بیلہ جک کی طرف پسپا ہوگیا اس شاندار کامیابی کا فخر صرف ہمارے
بہادر سپاہ کو حاصل ہو اور اُن فوجی حرکات و مہارت نقل و حرکت کو بھی اسمین بہت کچھ دخل ہو جو ہمارے چھوٹے اور
بڑے فوجی افسرون کی قابلیت کا ایک نمونہ ہین۔

دشمن نے قصد کیا تھا کہ اس معرکہ کو فیصلہ کُن معرکہ قرار دیکر آخری کامیابی حاصل کرلے اور غالباً اسی
خیال سے یونانی سپہ سالار عام جنرل پاپولس نے آگے بڑھکر قریہ "قرہ لری" کو یونانی سپاہ کا عام فوجی مرکز قرار دیا تھا
اور پھر جنگ کے دَوران مین برابر یہ کوشش کی جاتی رہی تھی کہ پیدل اور سوار یونانی سپاہی ہمکو احاطہ مین لے لین
اور اپنی رزرو فوج کو میدان مین لاکر ہمپر دباؤ ڈالین چنانچہ انھون نے اپنی تازہ دم سپاہ سے ہمارے مرکز پر حملہ کیا
اور یہ صرف اس لئے کہ ہم تھک کر چور ہوجائین اور وہ ہمکو گھیر لین۔

مختصر یہ کہ یونانی سپاہ نے اس معرکہ مین اپنے اُن تمام وسائل سے کام لیا جو اُسکے ہاتھ مین تھے لیکن
باین ہمہ وہ کامیاب نہ ہوسکی اور ہماری صفون کے سامنے اُس کی قوت بالکل ٹوٹ گئی اور جب یونانی سپاہ شکست
کھاکر بھاگی تو ہمارے ہوائی جہازون نے اُسپر آگ برساکر اسکو سخت نقصان پہونچایا۔

حضرات! مین نے آپ کی خدمت مین جو کچھ عرض کیا ہو وہ اس جنگ کا صرف پہلا مرحلہ ہے جسمین
دشمن کو کامل طور پر شکست ہوئی ہو اور اب ہم دوسری منزل مین داخل ہوئے ہین - مین امید کرتا ہون کہ موجودہ

حالات آپ مجھ سے دریافت نہ فرمائیں گے کیونکہ وہ جنگی اسرار ہیں اور اُن کو بیان نہیں کیا جا سکتا آخر میں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ عنقریب ہم خدا کے فضل وکرم سے کامل فتح حاصل کریں گے اور تمتہ بیان کے طور پر میں یہ الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ شجاعت و بسالت جو قوم نے اس موقعہ پر ظاہر کی ہے وہ تعریف و توصیف سے بہت زیادہ بلند ہے۔

مجلس وطنی کبیر کے ممبروں نے فوزی پاشا کے بیان کو مسرت سے سنا اور جب وہ اپنی تقریر کو ختم کر چکے تو دیر تک فرط مسرت سے حاضرین نے نعرے لگائے پھر مشورہ سے قرار دیا کہ فوزی پاشا کو جنگی خدمات کے صلہ میں ترقی دیجائے اور فریق اول کے منصب پر اُنکا تقرر کیا جائے۔

یونانیوں کا تیسرا حملہ

۸ جون سنہ ۱۹۲۱ء کو یونانیوں نے زبردست تیاریاں کر کے اس ذلت و عار کو مٹانے کے لئے جو اُن کو گذشتہ دو معرکوں میں حاصل ہوئی تھی تیسرا حملہ شروع کیا اور ٹڈی دل کی طرح توپوں کی حمایت میں آگے بڑھے ترکوں نے ابتداءً یونانیوں کی زبردست تیاریوں کو دیکھ کر مقابلہ مناسب نہ سمجھا اور مقامات خالی کرتے چلے گئے، یونانیوں نے ترکوں کے اس تخلیہ سے بخیال خویش فائدہ اُٹھایا اور انہوں نے قرہ حصار، اسکی شہر اور کوتاہیہ کے مثلث پر قبضہ کر لیا اور ترکی سپاہ نہایت قابلیت کے ساتھ اپنے ماہر و قابل فوجی افسروں کی رہنمائی میں کسی قسم کا نقصان اُٹھائے بغیر نہر سقاریہ کی طرف ہٹ گئی۔ ترکی سپاہ کو پیچھے ہٹانے اور دشمن کے ہاتھوں سے نکال لے جانے میں جو غیر معمولی قابلیت ترکی فوجی افسروں نے دکھلائی وہ بلاشبہ حیرت انگیز تھی اور ساری دنیا کو اُن کی اس قابلیت کا اعتراف کرنا پڑا ہر طرح ترکی سپاہ نہر سقاریہ کے دوسرے کنارہ پر پہنچ گئی اور یونانی اس پسپائی سے فائدہ اُٹھا کر برابر آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ انگورہ صرف اسی کیلومیٹر رہ گیا جب یونانی سپاہ نہر سقاریہ کو عبور کر کے آگے بڑھی تو ترکوں نے اُسکو روکا اور زبردست جنگ شروع ہو گئی جو مسلسل اکیس ۲۱ یوم تک جاری رہی اور آخر یونانی شکست اُٹھا کر نہایت ابتری کی حالت میں پیچھے ہٹے اور سخت نقصان اُٹھایا، ترکوں نے یونانیوں کی اس پسپائی سے معقول فائدہ اُٹھایا اور اُن پر ایک زبردست حملہ کر کے اُن کی بہترین سپاہ کو برباد کر دیا اور کثیر مال غنیمت اُن سے حاصل کیا۔

نہر سقاریہ کے معرکہ کی تفصیل

نہر سقاریہ کا معرکہ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو شروع ہوا یونانی ابتداءً نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور نہر سقاریہ کو عبور کر کے ترکوں کے پہلے خط جنگ پر قبضہ کر لیا اور اُسوقت جبکہ یونانی ترکوں کے ابتدائی خطوط پر قابض ہو کر آگے بڑھنا چاہتے تھے ترکوں نے اُن کی پیشقدمی

کو روکا اور اُن پر سخت جوابی حملہ شروع کیا، نہر سقاریہ کو عبور کر لینے کے بعد چونکہ یونانیون کا میمنہ اسقدر طویل ہوگیا تھا جسکا صحیح اندازہ نہین کیا جا سکتا اس لئے ترکون نے یونانیون کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھایا اور یونانی پیا پر ایک سخت حملہ کیا اور دو یونانی دستون کو شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا، یہی شکست یونانی سپاہ کی تباہی کی بنیاد تھی شکست کے بعد اِن دونون دستون کی سراسیمگی کا یہ عالم تھا کہ ترکون کے سامنے ٹھہرنے کی اُن کو ایک لمحہ کی بھی جرأت نہ ہوئی اور سارا سامانِ جنگ چھوڑ کر جسمین بہت سی بڑی بڑی توپین بھی تھین جدہر سینگ سمائے یونانی سپاہی بھاگ نکلے یہ شکست ٹھیک اُسوقت ہوئی جبکہ یونانی سپاہ نہر سقاریہ کو بآسانی عبور کر کے مستحکم مقامات پر پہنچ گئی تھی اسکے بعد جو آخری زبردست معرکے وقوع مین آئے وہ اُسوقت جبکہ یونانی ترکون کا دوسرا خطِ جنگ قبضہ مین لانے کے لئے پوری قوت سے آگے بڑھے اور دوسرے خط پر پہنچ گئے اوّل تو ترکون نے کوئی مزاحمت نہ کی لیکن جب یونانی دوسرے خطِ جنگ کے قریب ہو گئے تو انھون نے اُن کو روکا اور پھر احتیاطی (ریزرو) سپاہ سے ترکون نے یونانیون کی اُمید وان کے خلاف زبردست جوابی حملہ شروع کیا، غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اوّل تو صرف مدافعت کی اور جب دیکھا کہ یونانی مقاومت سے عاجز آگئے ہین اور اُن کی قوت کمزور پڑ گئی ہے تو انھون نے یونانی سپاہ کے میسرہ اور قلب پر سخت حملہ کیا اور اس حملہ سے یونانی سپاہ مین ابتری پیدا ہوگئی یونانی ارکانِ حرب کی مجلس نے جب یونانی سپاہ کی کمزور حالت اور ترکون کے سخت جوابی حملہ کو دیکھا تو اُسکے ہوش اُڑ گئے اور فوراً اُسنے مشورہ کی مجلس منعقد کی جسمین خطرہ کو محسوس کر کے یہ قرار پایا کہ فوراً نہر سقاریہ کے ادہر ہٹ آنا چاہئے اس فیصلہ کے مطابق یونانی سپاہ پیچھے ہٹنا شروع ہوئی اور واپسی مین ترکون نے اُسپر سخت حملہ کر کے اُسکو شدید نقصان پہونچایا، اندازہ کیا گیا ہے کہ اس معرکہ مین ۲۰ ہزار سے زیادہ یونانی مارے گئے۔

ان معرکون مین ترکی سپاہ کے ۱۶- پیدل دستے اور ۴- دستے سوارون کے شریک تھے، لیکن اس تعداد مین سے میدانِ جنگ مین صرف ۲۷ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار آئے تھے اور باقی محفوظ فوج کے طور پر علیحدہ تھے، ترکی سپاہ کا توپخانہ یونانیون کے مقابلہ مین بہت کمزور تھا یعنی ترکون کے پاس ہر قسم کی صرف ۱۰۰، توپین تھین اور گن مشینون کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہ تھی، یعنی ایک دستہ مین صرف ۲۴، گن مشینین اور کچھ چھوٹی توپین تھین، ہوائی جہازون کی تعداد بھی محدود تھی بلکہ یون کہنا چاہئے کہ صرف دو ہوائی جہاز ترکون کے پاس تھے جن کی ادارت اُن ترکون کے ہاتھ مین تھی جو ایک فرانسیسی ہواباز سے تعلیم پا کر میدانِ جنگ مین لائے تھے، ان ترک ہوابازون نے نہر سقاریہ کے معرکون مین شاندار خدمات انجام دین اور ان کی خدمات

اسوجہ سے زیادہ تیار رہیں کہ یونانیوں کے پاس مدافعت کے لئے کافی ہوائی جہاز نہ تھے۔

نہر سقاریہ کی طرف یونانی پیشقدمی کا آغاز ہوتے ہی یونانیوں نے عسکی شہر میں متعدد جنگی مجالس منعقد کیں جنمیں شاہ یونان، وزیر جنگ، شاہی مجلس ارکان [illegible] اور اُس کی مجلس ارکان حرب کے ممبر شریک ہوئے ان مجالس میں دونوں مجلسوں کے ارکان حرب کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوگیا بعض فوجی افسروں نے رائے دی کہ عسکی شہر پر ٹھہر کر ترکوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ انکے مستحکم مورچوں اور مضبوط خط جنگ پر حملہ آور ہوں بعض نے مشورہ دیا کہ نہر سقاریہ کے ادھر ٹھہر کر [illegible] لیکن شاہ یونان اور اُس کی مجلس ارکان حرب نے انگورہ پر حملہ آور ہونے کی رائے کو ترجیح دی اور اس رائے کی صحت میں سیاسی و جنگی اسباب کو پیش کیا۔ شاہ یونان کی یہ رائے معقول تھی اور موقع کے مناسب لیکن ارکان حرب کی کمیٹی نے سامان کے پہونچانے اور ترکی سپاہ کی شجاعت نیز مضبوط ترکی سپاہ کے استحکامات کا کوئی [illegible] کیا اور [illegible] اپنی آخری فتوحات اور اپنی توپوں کی قوت پر اعتماد کیا۔ بہرنوع یونانی سپاہ عسکی شہر کے مضبوط مورچوں اور تیید غازی سے ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو روانہ ہوئی اور سپاہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہر ایک حصہ میں ایک فیلق تھا جسمیں تین دستے تھے۔ میسرہ میں تیسرا فیلق ابتداءً نہر پورساک کے محاذ میں روانہ ہوا اور پہلا فیلق وسط میں اور میمنہ کی طرف دوسرا فیلق بڑھا۔ دوسرے فیلق کے ساتھ جنوبی بالائی نہر سقاریہ کے سوار بھی شامل تھے اس سپاہ کے ساتھ سامان پہونچانے کی تقریباً دو سو موٹر لاریاں ایک ہزار بیل گاڑیاں اور ایک ہزار اونٹ تھے انکے علاوہ ہر ایک رجمنٹ کے ساتھ گھوڑوں اور خچروں کی ایک تعداد باربرداری کی تھی۔

تجویز یہ تھی کہ تیسرا فیلق نہر سقاریہ اور نہر پورساک کے سنگم کے جنوب میں پل پر جا کر قبضہ کرلے تا کہ پہلے اور دوسرے فیلق کو آگے بڑھنے میں اس سے مدد ملے اور تیسرے فیلق کی آڑ میں پہلا اور دوسرا فیلق آگے بڑھ کر ترکوں کے میسرہ کو گھیر لے اور اُن کی واپسی کے خط کو خطرہ میں ڈالدے۔

ابتداءً یونانی پیشقدمی کی رفتار نہایت تیز تھی [illegible] یونانی سپاہ کی [illegible] ترکی پیدل دستوں اور کچھ سواروں سے جو نہر بائی کی جانب سے دوا نیوں [illegible] کے جنوب مشرق میں واقع ہے [illegible] مٹھ بھیڑ ہوئی لیکن ترکوں نے یونانیوں کو حملہ آور ہونے کا موقع نہ دیا [illegible] سواروں نے پیدل سپاہ کو پیچھے رکھکر یونانیوں پر حملہ کیا یہ حملہ ۱۶ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو ترکی سواروں نے ترتیب کے یونانی دستہ پر کیا تھا اور اور دن کوئی کے قریب یونانیوں کو روک کر اپنے کا موقع ہم پہنچایا تھا [illegible] پیدل دستے آسانی کے ساتھ نکل جائیں چنانچہ

مقصد حاصل کرلیا گیا اور ترک سپاہ یونانی دسترس سے باہر ہوگئی۔ یونانی سپاہ برابر آگے بڑھتی رہی اور اُن خفیف مقابلوں کے سوا جو کہیں کہیں ترک سواروں نے کیے کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا، یہاں تک کہ ۲۱-۲۲ اگست کی درمیانی رات میں یونانیوں کے ۸ [illegible] دستے اور سواروں کی ایک جمعیت نہر سقاریہ کے جنوب میں نہر چاک کے سنگم کے قریب پہونچ گئی۔

ترکوں نے یونانی غرض کو معلوم کرلیا اور فوراً اپنے میسرہ کو قوت پہونچا کر اُس کی طاقت کو مضبوط کردیا ترکی خط جنگ اُن ٹیلوں پر پھیلا ہوا تھا جو نہر سقاریہ کے مشرق میں واقع تھے اور جو [illegible] طاغ سے بیلک کوبری کے ریلوے پل اور ایلا داغی سے گذرتے ہوئے نہر چوک کے دہانہ تک یہ خط ایک سمت میں چلا گیا تھا پھر مشرق کی جانب ترچھا ہوکر کتاوک شاہ جائی تک چلا گیا تھا، اس خط کا طول کسی طرح ۵۰ میل سے کم نہ تھا جس پر ۴۰ ہزار بندوقچی مدافعت کے لئے تیار تھے۔ اگرچہ یہ قوت پورے خط کی مدافعت کے لئے کافی نہ تھی لیکن کئی باتیں ایسی تھیں جن سے قوت مدافعت کو طاقت حاصل تھی منجملہ دوسری باتوں کے ایک یہ بھی تھی کہ ریلوے لائن یہاں سے صرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر تھی، پانی کافی مقدار میں ہر جگہ موجود تھا برخلاف یونانیوں کے کہ وہ اب تک جیسا ان [illegible] کے بنجر سے باہر نہ نکلے تھے اسکے علاوہ ترکوں کا خط مدافعت ہر مقام پر مدافعت کے لئے ہر طرح موزوں و مناسب تھا، پھر ترکی قوت اگرچہ خط مدافعت کی طوالت کے لحاظ سے کافی نہ تھی لیکن یونانیوں کی طاقت سے کسی طرح کم نہ تھی، یونانیوں نے جس وقت حملہ شروع کیا ہے اُسوقت اُن کی فوجی طاقت جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے ۵۰ ہزار سے زیادہ نہ تھی، اسکے علاوہ دوسری بات ترکوں کے موافق یہ تھی کہ وادی نہر سقاریہ اگرچہ تنگ تھی اور موسم سرما میں نہر کے اندر پانی بھی زیادہ نہ تھا لیکن بعض مقامات پر زیادہ نشیب ہونے کی وجہ سے بہاؤ کی طاقت بڑھ گئی تھی ان تمام باتوں نے ترکوں کی قوت مدافعت کو کافی مضبوط بنا دیا تھا اور انکو اپنے طویل خط مدافعت پر زیادہ توجہ رکھنے کی ضرورت نہ تھی۔

۲۳ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کو یونانی سپاہ ترکوں کے مورچوں کے سامنے نہر چوک کے جنوب میں پہنچ گئی اسوقت یونانی سپاہ میدان جنگ میں اس ترتیب سے کھڑی تھی کہ اُسکا پہلا فیلق میسرہ میں تھا اور اُس کے دائیں جانب دوسرا فیلق اور پیدلوں کا میمنہ [illegible] کے جنوب میں تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر تھا سواروں کے دستے ایک [illegible] دستہ [illegible] جو پیدلوں کے دونوں جانب کھڑے تھے گویا وہ پیدلوں کے شمال و جنوب میں دو جناح ہیں، تیسرے فیلق کے دو دستے قلب کی پشت پر محفوظ (ریزرو) رکھے گئے تھے،

یونانیون کی ساری تدبیرین اُس تجویز کے مطابق جو ترکون کے میسرہ کو حلقہ مین لے لینے کے لئے کی گئی تھین مکمل تھین لیکن قبل اسکے کہ ترکون کے میسرہ کو حلقہ مین لینے کی کارروائی شروع ہو جنرل پاپولاس نے ۲۳-۲۴ اگست کی درمیانی رات کو یکایک اپنی تجویز اور خط جنگ کو تبدیل کردیا۔

جنرل پاپولاس نے جو خط جنگ تجویز کیا تھا وہ یہ تھا کہ ترکون کے میسرہ کو گھیر لیا جائے لیکن حملہ شروع کرنے کے وقت اُسنے اس تجویز کو بدل دیا اور ترکون کے میسرہ کو احاطہ مین لینے کے بجائے اُسنے ترکون کے اس خط کو جو نہر قرطنجی کے شمال مین واقع تھا توڑنا مناسب خیال کیا اور یہ تبدیلی ذیل کے اسباب پر مبنی تھی۔

۱- یونانی ہوائی جہازون کی اطلاع سے یہ معلوم ہوا کہ ترکون نے اپنے میسرہ پر زبردست فوجی طاقت جمع کرلی ہے

۲- یونان کے وہ خطوط مواصلت جو قرار دیے گئے تھے اسقدر طویل نہ تھے جتنے کہ ترکی سپاہ کے جناح کو احاطہ مین لینے کے لئے ضروری تھے۔

۳- ترک سوارون کی وہ حیرت انگیز کارروائیان جو وہ یونانی خطوط مواصلات کو بیکار بنانے کے لئے کررہے تھے اور بار بار اُن پر حملہ کرکے خطوط کو برباد کردیتے تھے۔

تبدیلی خط کے بعد جنرل پاپولاس نے اپنی سپاہ کو تبدیلی کی حیثیت سے جہان جہان مناسب سمجھا تقسیم کردیا یہ تبدیلی و تقسیم فن حرب کے مطابق تھی جسکا سمجھنا آسان نہین ہے اس لئے ہم اسپر خامہ فرسائی کو ضروری نہین سمجھتے مختصر یہ کہ معرکۂ نہر سقاریہ مین یونان کو زبردست شکست ہوئی اور یہ شکست صرف یونانی سپہ سالار عام کے تجویز کردہ خطوط کی غلطی کا نتیجہ تھی، جنرل پاپولاس نے ایک ایسی مہم کو اپنے ہاتھ مین لیا تھا جسکی مشکلات اور پیچیدگیون کو سلجھانا یونانی سپاہ کی طاقت سے باہر تھا، علاوہ ازین یونانی فیالق اور دستون مین بعض ایسے ناتجربہ کار افسر تھے جن کی فوجی خدمات کا لحاظ کئے بغیر اُن کو بڑے بڑے منصب دیدیے گئے تھے یعنی وہ اگرچہ سیاست کے لحاظ سے بڑے آدمی تھے لیکن اُن کی فوجی خدمات قابل قدر نہ تھین، ان افسرون سے اہم اور خطرناک مواقع پر غلطیان ہوئین اور وہ خطرہ کو پورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہے، پھر ارکان حرب کی دو کمیٹیان تھین ایک شاہ یونان کے ماتحت اور دوسرے سپہ سالار عام کے ماتحت اور یہ دونون بعض مواقع پر ایک دوسرے کے خلاف کام کرتی تھین۔

یونانی سپاہ مین ڈاکٹری و طبی انتظام بھی درست نہ تھا اور مواصلات کے انتظامات مین بھی بہت سی کمزوریان اور خرابیان تھین اور انھی خرابیون کی وجہ سے جنگ کے مصائب یونانی سپاہ کے لئے بہت بڑھ گئے تھے اسکے

ساتھ ہی یونانی سپاہ کے پاس ہوائی جہازون کی بھی کافی تعداد نہ تھی کہ وہ ترک سوارون کی غارتگری کو روک سکتے اور ترکی سپاہ کی نقل وحرکت کا علم حاصل کرتے رہتے اسکے علاوہ آخری بات یہ کہ یونانی سوار سپاہ پہلے ہی معرکہ مین چور ہوگئی تھی اور آئندہ کے لئے مقاومت کی قوت اُسمین باقی نہ رہی تھی برخلاف اسکے ترکی قیادت نے ہر موقع پر اپنی کامل مہارت کا ثبوت دیا۔ اور مدافعت کے حق کو اصول جنگ کے مطابق نہایت خوبی سے پورا کیا، ترک سوارون نے ابتدائی معرکون مین جو شاندار خدمات انجام دین وہ بجائے خود نہایت اہمیت رکھتی تھین اور ترکون نے ان خدمات سے معقول فوائد حاصل کئے تھے پھر پیدل ترکی سپاہ نے جس شجاعت وجان بازی کا ثبوت دیا اور مصائب ومشکلات کی پروا نہ کرکے دشمن کو تباہ کرنے کی کوشش مین سرگرم رہی وہ کسی تشریح کی محتاج نہین ہو کیونکہ ترکی سپاہ کی جانبازی ساری دنیا مین مشہور ہو چکی ہے۔

غازی کمال پاشا کی تقریر

نہر سقاریہ کے زبردست معرکہ مین شاندار فتح حاصل کرکے غازی مصطفےٰ کمال پاشا انگورہ واپس تشریف لائے باشندگان انگورہ نے آپکا شاندار استقبال کیا اور ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو مجلس وطنی کبیر نے غازی ممدوح کو مبارکباد دینے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا جسمین عظمائے قوم اور حلیف سلطنتون کے سفراء شریک ہوئے یہ جلسہ اس اعتبار سے نہایت اہم تھا کہ اسمین غازی مصطفےٰ کمال پاشا نہر سقاریہ کے اُن معرکون کی کیفیت بیان کرنیوالے تھے جنمین ترکی سپاہ کو شاندار فتح حاصل ہوئی تھی اور اس موضوع پر بحث کرنے والے تھے کہ یونانی سپاہ کو کیون شکست ہوئی اور شکست کے اسباب کیا تھے، افتتاح جلسہ کے بعد غازی ممدوح تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور یونانی حملہ آوری کی کیفیت اور یونانی شکست کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۳ ستمبر ۱۹۲۱ء کو دشمن کی سپاہ ہمت ہار کر بیٹھ گئی شکست وکمزوری کے آثار نمایان ہونے لگے اور ضعف واعیا (تکان) ظاہر ہونے لگا، پھر ہمنے محسوس کیا کہ دشمن نے بعض تدابیر اختیار کی ہین اور اپنے جیش کے قلب اور دائین پہلو کو طاقت پہونچا کر اس سمت مین پھر حملہ آوری کا ارادہ کیا ہے ہمنے اس حملہ کو بھی رد کردیا اور سخت شکست دی جو ہزیمت کے قریب یا مرادف تھی لیکن اسکے بعد بھی اُس کی اُمیدین منقطع نہین ہوئین اور اُسنے اپنی کامل شکست وہزیمت کا اعتراف نہ کیا اور ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء کو پھر اپنی احتیاطی (ریزرو) سپاہ کو جمع کرکے مایوس شخص کی طرح پھر حملہ آور ہوا یہ حملہ آور یونانی سپاہ قلب لشکر تک پہونچنے بھی نہ پائی تھی کہ ہمنے اُسکی

پیشقدمی کو روک کر اُسکو پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا چنانچہ وہ سخت نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹ گئی اور اسکے بعد یونانی سپاہ نے میدان جنگ کے کسی خط پر حملہ آوری نہین کی بلکہ مدافعت کو اختیار کر لیا۔

انگورہ پہونچکر مین نے اُن اطلاعات کو پڑھا جن کو جنرل پاپولاس نے شائع کیا ہے اِن اطلاعات مین جنرل پاپولاس نے بیان کیا ہے کہ ۵؍ستمبر ۱۹۲۱ء کو جنگ ختم ہوگئی اور ہماری سپاہ کو شکست و ہزیمت ہوئی اب ہماری سپاہ نہر سقاریہ کے مشرق مین قائم ہے لیکن مین کہتا ہون کہ حقیقت یہ ہے کہ جنگ ابھی ختم نہین ہوئی ہے بلکہ ہمارے خط جنگ کی صرف پہلی فصل تمام ہوئی ہے۔ دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہئے کہ ہمنے جنگ کی جو تجویز و تدبیر اختیار کی ہے نہر سقاریہ کے معرکون نے صرف اُس کی پہلی فصل کو ختم کیا ہے اور ابھی دوسری فصل کا آغاز نہین ہوا ہے۔ مجلس ملی کبیر کی سپاہ کی تجویز یہ ہے کہ وہ دشمن سے ایسے مقام پر جنگ کرے جسکو وہ جنگ کے لئے خود اختیار و انتخاب کرے اور اُس مقام پر دشمن کو لاکر اُسپر ایک کاری ضرب لگائے اور اُس کی قوت کو توڑ کر پھر اُسپر حملہ آور ہو۔ چنانچہ اِس تجویز کا پہلا حصہ پورا ہوگیا ہے اور اب ہم دوسرے حصے کی طرف توجہ کرنے والے ہین تاکہ اپنے مقصد کو حاصل کر لین۔

۱؍ستمبر ۱۹۲۱ء کو قرائن سے واضح ہوا کہ دشمن مین حس و حرکت باقی نہین ہے اور حملہ آوری کی طاقت بالکل سلب ہوگئی ہے یہ معلوم کر کے ہمنے اُس کی شکست و انکسار کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے اُسپر اچانک حملہ کیا اور ۸؍ستمبر ۱۹۲۱ء تک جنگ کے سلسلہ کو جاری رکھا، اِس حملہ مین ہمکو شاندار فتوحات حاصل ہوئین اور ہمکو یہ معلوم ہوگیا کہ دشمن کی تباہی کا وقت قریب آگیا ہے یہ دریافت ہوکر مزید تیاریون کے لئے ہماری ہمت بہت بڑھ گئی اور ۹؍ستمبر ۱۹۲۱ء کا دن ہمنے تیاریون مین بسر کیا اور پھر سارے خط پر ایک عام حملہ ہمنے کیا، خصوصاً بطلک کوبرو مقام کے مشرق مین دشمن کے بائین پہلو پر اگرچہ ہمارے اِس حملہ کی تیاریون کی مدت بہت تھوڑی تھی لیکن اسکے نتائج نہایت شاندار نکلے ایسے اہم نتائج جو دشمن زیست و موت سے تعلق رکھتے تھے آخر دشمن میدان جنگ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور اپنی توپون اور بندوقون کی معقول تعداد کو ہمارے لئے چھوڑ گیا۔

دشمن نے ارادہ کیا تھا کہ ہمارے حملہ کے بعد فوراً ہی پیچھے ہٹ جائے لیکن اس طرح کہ کچھ فوجی طاقت ہمارے مقابلہ پر رکھے اور آئندہ جدوجہد کی تیاری جاری رہے لیکن ہمنے اسکو اسکا موقعہ نہین دیا اور ایک کاری ضرب لگا کر اسکو فوراً پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا، آخر دشمن مغربی سمت مین پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ اور ۱۱؍ستمبر ۱۹۲۱ء کو اُسنے اپنے میمنہ کو پیچھے ہٹا لیا پھر ہمنے اُسپر اچانک حملہ کیا جو تباہ کن حملہ تھا اور وہ دشمن

اسپر مجبور ہوگیا کہ اپنی آخری ستارہ جسارت و بسالت کو بھی اس حملہ کی مدافعت میں لگادے چنانچہ اُسنے اپنی میمنہ
کی سپاہ کو جمع کرکے ہمارے حملہ کی مدافعت کی لیکن وہ زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا اور ہم نے اوسکو پیچھے ہٹا دیا۔ بلکہ
یوں کہنا چاہیے کہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہمنے زبردست حملہ کرکے دشمن کو بیکار کر دیا۔ ۱۲ ستمبر کو بھی ہمارا حملہ سختی
کے ساتھ جاری رہا اور دشمن اپنے اہم مواقع کو چھوڑنے پر مجبور ہوگیا اور اُس کی قوت اخلاقی و مادی لحاظ
سے بالکل ٹوٹ گئی اور ہمنے محسوس کیا کہ اب دشمن صرف یہ کرسکتا ہے کہ نہر سقاریہ کو عبور کرکے نکل جائے اور
ہماری کاری ضرب سے نجات حاصل کرے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہمنے دشمن سے اس میدان جنگ کو بالکل پاک کرلیا ادہر تو مذکورہ بالا طریقہ
پر جنگ کا سلسلہ جاری تھا اور ادہر ہماری سپاہ نے افیون قرہ حصار کے اطراف میں عشاق و قرہ حصار کے
خط پر سخت حملہ شروع کر دیا تھا اور پلون اور ریلوے لائن کو تباہ کرکے دشمن کے خط مواصلات کو منقطع کر دیا
تھا اور اس طریقہ پر اس حملہ نے ہمکو میدانی جنگ میں معقول مدد دی تھی۔

دشمن پسپا ہوکر جب بے ترتیبی کے ساتھ کوچ کر رہا تھا تو ہماری سپاہ کے ایک چھوٹے سے دستہ
نے اُس کی واپسی کے خط پر جو اُس کے میمنہ کے عقب میں تھا حملہ کیا اور دشمن کو شکست دیکر اُسکا سارا سامان
چھین لیا اس سامان میں جنرل پاپولاس کے خاص سامان کی بھی کچھ چیزیں تھیں اب میں اُن واقعات کو اختصار
کے ساتھ بیان کرتا ہوں جو ۱۳ ستمبر ۱۹۲۱ء کے بعد ۱۹ ستمبر تک پیش آئے۔

جب ہمنے دشمن کو مشرقی سقاریہ کی طرف دھکیل دیا تو اُس کی حالت اتنی خراب و سقیم ہوگئی کہ وہ
پیچھے ہٹنے کے قابل بھی نہ رہا اور اسی وجہ سے وہ اس امر پر مجبور ہوا کہ پہلے اپنی منتشر طاقت کو فراہم کرے
اور پھر پیچھے ہٹے اور غالباً اسی باعث اُسنے نہر کے کناروں پر قبضہ قائم رکھا اور اُسکے پیچھے اپنی منتشر شدہ
فوج کو جمع کیا لیکن ہمنے اوسکی تدبیر کو سرسبز نہیں ہونے دیا اور فوراً نہر کے کنارہ پر قبضہ کرنے اور دشمن کے خط
واپسی کو قطع کرنے کے اُسکے میمنہ اور میسرہ کو نقصان پہونچانے کی صورتیں اختیار کیں اور خدا کے فضل سے ہم اپنی
کوشش میں کامیاب ہوئے۔ ہم چاہتے تھے کہ دشمن کچھ زیادہ عرصہ تک ٹھہرے تاکہ ہم اُسکو کافی نقصان پہنچا
سکیں لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن نے خطرہ کو محسوس کرلیا تھا اور اب مدافعت کو بھی ترک کرکے وہ
پیچھے ہٹ جانے کو ضروری خیال کرتا تھا چنانچہ وہ اپنی پوری قوت سے تیزی کے ساتھ مغرب کی سمت بھاگ گیا
آج (۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء) میدان جنگ کی جو کیفیت ہے وہ میں چند الفاظ میں بیان کرتا ہوں، دشمن اپنی

طاقت کو منجالق اور دستے حصار مین ریلوے جنکشن پر جمع کر رہا ہے اور ہماری سپاہ نے تمام اطراف مین نہر کو عبور کر لیا ہے اور خط منجالق وسیدیت حصار کے قریب پہنچ گئی ہے، ہماری سپاہ کی ایک اور جماعت جو دشمن کے تعاقب مین بھی حمیدیہ، محمودیہ اور اورن کے مغرب مین ایک اچھے مقام پر پہنچکر ٹھہر گئی ہے یعنی یہ جماعت سید غازی کے شمال مشرق مین اور آبی کوئی کے جنوب مین مقیم ہے اسی طرح ایک اور متعاقب جماعت نے قارنال تپہ پر قبضہ کر لیا ہے اور آبی کی سمت مین بڑھ رہی ہے مختصر یہ ہے کہ دشمن کی حالت ابھی خطرہ سے خالی نہین ہے۔

اگر آپ حضرات تمام مذکورہ بالا واقعات کا خلاصہ دریافت کرنا چاہتے ہین تو مین اُسکو ان الفاظ مین بیان کرونگا کہ دشمن نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ہمارے میسرہ کو احاطہ مین لیکر وہ ہماری سپاہ کو لپیٹ لے تاکہ اس طریقہ پر وہ ایک قطعی نتیجہ حاصل کر لے اور جلد اپنے مقاصد مین کامیاب ہو جائے لیکن ہم نے اُس کی اس کوشش کو برباد کر دیا اور اُس کی اُمیدون کو تباہ کر کے اُسکو زبردست شکست دی۔ پھر اُسنے یہ کوشش کی کہ ہمارے خط جنگ کو توڑ دے اسمین بھی اُسے ناکامی ہوئی آخر مین اُسنے حملہ آوری کی روش کو ترک کر کے مدافعت کے طریقہ کو اختیار کیا، لیکن ہمنے اُسکو اسکا موقع بھی نہین دیا اور فوراً اُسپر حملہ شروع کر دیا مختصر یہ کہ اس طریقہ پر ہماری سپاہ نے نہر سقاریہ کے معرکہ مین جو مسلسل رات دن اکیس [۲۱] یوم تک جاری رہا شاندار فتح و نصرت حاصل کی

حضرات؟ نہر سقاریہ کی میدانی جنگ جسمین مجلس وطنی کبیر کے لشکر نے شاندار فتح حاصل کی ہے ایک نہایت زبردست جنگ ہے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ تاریخ جنگ مین اتنی زبردست کوئی جنگ نہین ہے، کمڈان کا وہ معرکہ جو میدانی جنگون مین سب سے بڑا معرکہ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے اکیس [۲۱] روز تک جاری رہا تھا۔ مین اس عظیم الشان فتح پر آپ کی مجلس جلیل کو مبارکباد دیتا ہون، بلاشبہ یہ جنگ تاریخ جنگ مین ایک خاص مثال خیال کی جائے گی۔

اسموقعہ پر مین اُن حضرات کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہون جو اس فتح کا سبب ہین ہمارے ارکان حرب کے صدر جناب فوزی پاشا نے اس جنگ مین جو اہم خدمات انجام دی ہین بلاشبہ وہ خاص تعریف و توصیف کے لائق ہین یہ جلیل القدر ہستی میدان جنگ کے ہر نقطہ پر رات دن پھرتی رہی ہے اور اپنے ماتحت افسرون کو اپنے قیمتی مشورات و صائب تدبیرون سے بہرہ ور کرتی رہی ہے اور اپنی گرانقدر نصائح سے ہر وقت سپاہ کی اخلاقی حالت کو درست رکھا ہے بلاشبہ آپ کی خدمات بہت زیادہ قابل قدر اور مستحق شکریہ ہین۔

مغربی میدان جنگ کے افسر اعلیٰ عصمت پاشا کی خدمات بھی خاص اہمیت رکھتی ہین عصمت پاشا

نے اپنی فطری ذکاوت و ذہانت، عزم ثابت اور ایمان راسخ سے بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں اور رات دن تمام جنگی حرکات کی نگرانی کی ہے یہاں تک کہ خط جنگ کے چھوٹے سے چھوٹے نقطہ کو بھی اپنی نگرانی سے خالی نہیں چھوڑا۔ عصمت پاشا نے ماتحت سپاہ کی قیادت و رہنمائی نہایت قابلیت سے کی اور شاندار فتح کو حاصل کیا اسی طرح فیالق اور فرقوں کے تمام افسروں اور اُنکے ماتحت افسروں نے بھی اپنی خدمات کو خوبی سے انجام دیا۔ بلاشبہ تمام فوجی افسروں نے اس جنگ میں اپنی شجاعت قابلیت اور مہارت کا معقول ثبوت دیا ہے

میں اپنے فوجی افسروں کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے کوئی ایسا جامع جملہ نہیں پاتا جو اُنکے اوصاف کو ظاہر کرسکے اس لئے میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ جنگ (جنگ سقاریہ) فوجی افسروں کی جنگ تھی، میں اپنے بھائی فوجی افسروں کا چھوٹے سے چھوٹے فوجی افسر تک کا صدق دل سے اور خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُن کا تعریف و تمجید کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

ہماری شیر دل سپاہ وہ ہر طرح کی تعریف و توصیف سے بالاتر ہے بلاشبہ اس قوم (ترکی قوم) کے فرزندوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا میرے اختیار سے یہ امر باہر ہے کہ میں کوئی ایسی مثال بیان کرسکوں جو ہمارے ملک کے فرزندوں کی شہامت و بسالت کو ظاہر کرسکے البتہ میں اپنی سپاہ کے اوصاف میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اُسنے اناطولیہ کی جنگ کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور وہ ایک جدید مقصد کو حاصل کرنے کے لئے لڑی تھی۔

حضرات؟ وہ قوم جسکے ایسے فرزند ہوں اور وہ سپاہ جو ایسے فرزندوں سے مرکب ہو بلاشبہ اپنی زندگی اور اپنے استقلال کی کافی حفاظت کرسکتی ہے اور ایسی قوم سے اُسکے استقلال کو غصب کرلینے کا ارادہ وہم و خیال اور ہوا میں محل بنانے کی مرادف ہے۔

حضرات؟ ناظر دفاع وطنی (وزیر جنگ) رافت پاشا نے سپاہ کے لئے ہر ضروری و غیر ضروری چیز کو وقت پر مہیا کرنے کی خاص کوشش کی ہے اور سپاہ کی اعانت و امداد میں وہ ہر وقت مشغول رہے ہیں اور اُن کی یہ خاص کوشش بھی ہماری فتوحات کا ایک بڑا سبب ہے میں اُن کی ان اہم خدمات پر اُنکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اسکے بعد غازی ممدوح نے اناطولیہ کے مقاصد کی طرف توجہ فرمائی اور اس سلسلہ میں مقاصد اناطولیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے قومی حدود کے اندر آزاد زندگی بسر کریں اور یہ کہ

دُوَلِ یورپ کی اُن کوششوں کا خاتمہ کر دیں جو وہ ہمارے حقوق و مصالح کے خلاف کرتی رہتی ہیں۔ یہی ہمارے مطالب ہیں اور ہم صرف اتنی ہی بات چاہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمنے اپنے حلفاء کے ساتھ جنگ یورپ میں شکست پائی اور مغلوب ہوئے لیکن ہمنے ایک مغلوب قوم کی حیثیت سے شام اور عراق سے دست برداری دیدی اور وہاں کے باشندوں کو اپنی آئندہ زندگی کے متعلق کامل اختیار دیدیا۔

ہمنے کسی مغلوب قوم کی نسبت یہ نہیں سنا کہ اُسنے اپنا آزاد ملک ہاتھ سے کھویا ہو جتنا کہ ہمنے اپنے وسیع اور زرخیز ملکوں کو کھویا ہو۔ مغربی قوموں نے ان ممالک کو ہمارے ہاتھوں سے چھین لینے کے جو اسباب بیان کئے ہیں وہ حقیقت سے بیگانہ و معرّا ہیں اور اسی طرح ہمارے طریق حکومت پر جو الزام پیش کئے گئے ہیں اُن کا زیادہ حصہ بالکل غلط اور غیر واقعی ہے۔

ہمارے دشمنوں کا خیال ہے کہ جن ممالک کو وہ اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے ہیں اُن کی آبادی کا زیادہ حصہ یونانی ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے جیسا کہ غیر جانبدار ممالک کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے شمار و اعداد سے معلوم ہوتا ہے نیز دُوَلی کمیٹی کی رپورٹ سے۔ ہمنے لندن کانفرنس کی اس تجویز کو قبول کر لیا تھا کہ اناطولیہ کے سواحل کی آبادی اور اُن کی قومیت کی تحقیقات کرا لی جائے لیکن یونان نے اس تجویز سے انکار کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس تحقیقات کا نتیجہ اُس کے مصالح کے خلاف ہوگا۔

حضرات! مجلس وطنی کبیر کی [illegible] بزرگ [illegible] اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے اور یونانی سپاہ اُسکی سپاہ کے سامنے سے سخت ہزیمت و شکست اُٹھا کر بھاگ گئی ہے ہم اسوقت تک ہتھیار [illegible] کو اپنے جسم سے نہ اُتاریں گے جب تک کہ ہماری ساری اُمیدیں پوری نہ ہو جائیں گی اور جب تک کہ دنیا ہمارے سارے حقوق کا اعتراف نہ کرلے گی۔ اگرچہ ہم ہر وقت جنگ کے لئے تیار ہیں لیکن جیسا کہ ہمارے دشمنوں کا خیال ہے ہم جنگ کو پسند نہیں کرتے بلکہ ہم سب سے زیادہ امن [illegible] کے خواہشمند ہیں اور ہمیں امید ہے کہ عنقریب امن و امان کی بنیاد مضبوط ہو جائے گی۔ ہم [illegible] امن و امان کے تمام طریقوں پر عمل کیا ہے لیکن دنیا ہماری نیک نیتی [illegible] ابھی تک ہمارے ساتھ وحشی و غیر متمدن اقوام کا سا معاملہ کر رہی ہے۔

حضرات! ساری دنیا کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو سمجھ جائے کہ باشندگان ترکی، حکومت ترکیہ اور مجلس وطنی کبیر اہانت کو برداشت نہیں کر سکتی اور وہ اسوقت تک ہتھیاروں کو نہ رکھیں گی جب تک

کہ اُسکے استقلال وحرّیت کا تمام متمدن قوموں کی شان کے مطابق کامل اعتراف نہ کر لیا جائیگا، یہی ہمارا وہ تصفیہ ہے
جس کے لیئے ہم کوشش کر رہے ہیں دنیا کو اس سے آگاہ ہو جانا چاہئے اور جان لینا چاہیئے کہ صلح کے ہم خواہشمند ہیں
اور امکان بھر ہم جنگ کی مدت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

روس ہمارا مخلص دوست ہے اُس نے ہمارے حقوق کا اعتراف کیا ہے اور ہمارے حقوق کا اُس نے احترام
کیا ہے ہم ہمیشہ روس کے مخلص دوست رہیں گے کیونکہ ہم اُس پر اسوقت بھی کامل بھروسہ رکھتے ہیں اور آئندہ بھی
اُس پر اعتماد رکھیں گے، اگر دول حلفا ہماری قوم کے استقلال کا اعتراف کر لیں تو ہم اُن کی طرف بھی اپنا ہاتھ
بڑھانے اور اُن سے دوستانہ مصافحہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

میں بحیثیت آپ کی مجلس کا جو قوم کی خواہشات کی نمائندہ اور اُس کی امیدوں کی آماجگاہ ہے صدر
ہونے کے اس منبر سے میں مفتخر ہوں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم صلح کے خواہشمند ہیں اور دل سے صلح کو چاہتے
ہیں اور ہم صلح کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں اور اسوقت میں یونان کو بھی یہ بتلا دینا چاہتا ہوں، کہ
اُس کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ مقدس قومی حقوق کی دست برداری پر مجھکو مجبور کر سکے اور یہ بھی واضح
کر دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر لائڈ جارج نے اپنی اُس تقریر میں جو ۴ اگست کو انھوں نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں
کی تھی فاتح قوم کے حقوق کا اعتراف کیا ہے کہ فاتح ہیں اور انھوں نے یونانیوں پر کامل فتح حاصل کی ہے
اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ لائڈ جارج اپنے قول سے نہ پھرینگے اور فاتح قوم کی نسبت جو الفاظ انھوں
نے کہے ہیں اُن کو یاد رکھیں گے۔

یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے کہ ہم اپنی زندگی کے حقوق سے ہتیاروں کی طاقت سے مدافعت
کریں گے اور دنیا ہماری اس مدافعت کو بھی غلط سمجھے گی اور اگر سمجھے [illegible] وہ اب ہمارا اعتراف نہیں کرتی ہے لیکن
مستقبل قریب میں وہ اسپر مجبور ہوگی۔ اس موقع پر میں فرض سمجھتا ہوں کہ [illegible] اپنی سپاہ کے خط جنگ
کے متعلق چند الفاظ کہوں۔ ہماری بہادر سپاہ [illegible] دشمن سے جنگ کر رہی ہے اور اسکو دھکیلنے اور پیچھے ہٹانے
میں مشغول ہے اور اسوقت تک برابر [illegible] خدمات میں مشغول رہیگی جبتک کہ دشمن کا ایک سپاہی بھی ہماری
مقدس زمین پر موجود رہیگا۔

دوسری پیرس کانفرنس

معرکہ سقاریہ کے بعد اناطولیہ میں جنگی جدوجہد سرد پڑ گئی اور فریقین موسم سرما کو راحت و سکون کے ساتھ بسر کرنے لگے اور میدان جنگ کے بجائے یورپ کے میدان سیاست میں جدوجہد شروع ہوئی۔ انگورہ کا وفد یورپ گیا اور یورپ کے دارالحکومتوں میں دورہ شروع کیا اور یورپ کے سرکاری حلقوں میں اپنے ملک کے قضیہ کو پیش کر کے یہ بتلایا کہ ترک اپنے مطالبات میں سے ایک چیز کو بھی نہ چھوڑیں گے اور اس وقت تک "میثاق ملی" سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹیں گے۔ جبتک کہ اناطولیہ میں ایک شخص بھی ایسا موجود ہے جو ہتھیار اٹھا سکتا ہے۔

اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء کے ترکی فرانسیسی معاہدہ کے بعد چونکہ ترکی قضیہ کی صورت میں بہت کچھ انقلاب پیدا ہو گیا تھا۔ یعنی ادہر تو فرانس اور ترکوں کے درمیان حالت جنگ کا خاتمہ ہو گیا تھا اور ادہر صوبہ سلیشیا ترکوں کو واپس مل گیا تھا اس کے علاوہ ترکوں اور اٹلی کے درمیان بھی ایک معاہدہ ہو چکا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ اٹلی ترکوں کو سمرنا اور تھریس واپس دلانے میں مدد دے گی اس لئے اب بجز انگلستان کے کوئی ایسی طاقت باقی نہ رہی تھی جو یونان کی حامی و مددگار ہو یعنی اب صرف یونان کا حامی اور مددگار انگلستان تھا جو ترکوں کے خلاف یونان کی پیٹھ ٹھونک رہا تھا۔ طویل بحث و گفتگو کے بعد آخر دول حلفا نے یہ قرار دیا کہ پیرس میں مسئلہ مشرق پر بحث کرنے اور معاہدہ سیورے میں ترمیم کئے جانے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کی جائے کانفرنس کی تاریخ ۲۲ مارچ سنہ ۲۲ء مقرر کی گئی اور ظہر کے بعد تاریخ معینہ پر موسیو پوانکارے وزیر اعظم فرانس کی صدارت میں کانفرنس کا افتتاح ہوا جسمیں لارڈ کرزن وزیر خارجہ انگلستان اور سینور شانزا وزیر خارجہ اٹلی شریک ہوئے لارڈ کرزن کے ساتھ جنرل ہیرنگٹن اور سر آدم بلوک وغیرہ انگلستان کے بڑے بڑے سیاست دان و عہدہ دار بھی تھے۔ انگورہ کا وفد عزت پاشا وزیر خارجہ کی صدارت میں شریک ہوا۔ عثمان سلطان پاشا ترکی سفیر روما بھی کانفرنس میں شریک تھے یونان نے اس کانفرنس میں اپنا کوئی وفد روانہ نہیں کیا۔

لارڈ کرزن نے کانفرنس شروع ہونے پر فریقین متحاربین کے درمیان التوائے جنگ کی تجویز پیش کی اور فوجی ماہرین کی ایک جماعت کو التوائے جنگ کی شرائط مرتب کرنیکا کام سپرد کیا۔

فرانس، اٹلی اور انگلستان کے تینوں وزرائے خارجہ نے قومی جماعت کا کام ختم ہو جانے پر آستانہ، انگورہ اور یونان کی حکومتوں کی خدمت میں التوائے جنگ کی شرائط کو تار پر روانہ کیا اور ظاہر

کیا کہ ذیل کی شرائط پر التوائے جنگ ممکن ہو۔

۱۔ ٹرکی اور یونان کے درمیان جنگ کا التوار۔

۲۔ التوائے جنگ کے بعد فریقین کی سپاہ اپنے خطوط جنگ پر قائم رہیں گی البتہ آگے کے خطوط سے فریقین کو دس کیلومیٹر پیچھے اپنی اپنی فوجوں کو ہٹانا پڑیگا۔

۳۔ دول حلفار کی جانب سے کپتان مقرر کی جائیں گی تاکہ وہ شرائط معاہدہ کے نفاذ کی نگرانی کریں۔

۴۔ معاہدہ کی مدت صرف تین ماہ ہوگی اور ضرورت پیش آنے پر بغیر کسی اعلان کے التوائے جنگ کے معاہدہ کی مدت کو اس وقت تک بڑھایا جا سکیگا جبتک کہ صلح کی بات چیت ختم نہ ہوجائے۔

اسکے بعد آستانہ کے نمایندوں کو طلب کیا گیا تاکہ وہ دولت عثمانیہ سے جواب حاصل کرنیکی کوشش کریں۔

۱۳ر مارچ ۱۹۲۲ء کو کانفرنس صلح کی طرف سے ذیل کا اعلان شائع کیا گیا۔

موسیو پوانکارے، لارڈ کرزن اور سینور شانزر دول حلفار کے وزرار خارجیہ نے یورپ والیشیار کی قلیل التعداد آبادی کی رعایت کے مسئلہ میں جو تجاویز اختیار کی ہیں وہ اُس یادداشت میں شامل کردی جائیں گی جو آخر میں ترکوں اور یونانیوں کی خدمت میں پیش کی جائے گی، علاوہ ازیں مجلس اقوام (لیگ آف نیشن) کو جسکو یہ حق حاصل ہو کہ وہ ترکوں کو اپنی جماعت میں شامل کرے جبکہ وہ معاہدۂ صلح کو قبول کرکے اسپر دستخط کرویں یہ تکلیف دیجائے گی کہ وہ اُن تدابیر کو عمل میں لانے میں مدد دے جو اختیار کی جائیں گی وزرار خارجیہ ثلاثہ نے اس امر پر بھی اتفاق طے کرلیا ہے کہ جو تجاویز دول حلفار کی فوجی جماعت نے تخلیہ اناطولیہ کے متعلق پیش کی ہیں اُنکو عمل میں لانے کی تدابیر اختیار کی جائیں اور مجلس وزرار ثلاثہ نے مسئلہ آرمینیہ پر بھی بحث وگفتگو کی ہو۔ اس اعلان کے بعد وزرار خارجیہ ثلاثہ نے حسب ذیل دوسرا اعلان شائع کیا۔

۱۔ دول حلفار کے وزرار خارجہ کی گفتگو برابر جاری ہو اور انھوں نے فوجی ماہرین کی ایک جمعیتہ مارشل فوش کی ماتحتی میں مقرر کی ہو تاکہ وہ امن وسکون کے ساتھ اناطولیہ کے تخلیہ کی شرائط کو اُن قواعد واصول کے مطابق مرتب کرے جنکو آستانہ کی فوجی قیادت نے وضع کیا ہو۔ لیکن ترتیب شرائط میں اُن عام مساوات شرائط کو پیش نظر رکھے جو خود بحث کا موضوع ہو۔

۲۔ وزرار خارجیہ نے قلیل التعداد اقوام کی حمایت کے مسئلہ پر بھی بحث کی۔

۳۔ لارڈ کرزن اور موسیو پوانکارے جو معاہدۂ سیورے کی تنقیح کے خواہشمند ہیں کے درمیان مسئلہ تنقیح

پر اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے۔

۴۔ وزراء خارجہ کی مجلس نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ ترکی کو درہ دانیال کا ایشیائی ساحل واپس دیدیا جائے مگر
اس شرط کے ساتھ کہ وہ درہ دانیال کے ایشیائی ساحل کی عریض پٹی کو فوجی اغراض سے مستثنیٰ کردے یعنی اس
پٹی کو فوجی رنگ سے خالی رکھے اور قلعوں وغیرہ کو مسمار و منہدم کردے نیز گیلی پولی کے فوجی استحکامات بھی منہدم
کردیئے جائیں لیکن دوَل حلفاء کی ایک فوجی جماعت آبناؤں کی حفاظت کے لئے درہ دانیال پر رکھی جائیگی۔

۵۔ یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ آبناؤں کی محافظ مجلس کا صدر ترکی ہوگا۔

۶۔ درہ دانیال کے ایشیائی سواحل میں جو حصہ فوجی استحکامات سے خالی کیا جائیگا اسمیں چناق کا
موجودہ ضلع شامل ہے۔

۷۔ بحیرہ مارمورہ کے جنوبی کنارہ کو فوجی استحکامات وغیرہ سے خالی نہ کرایا جائیگا البتہ جزیرہ آرتاکی کو استحکامات
سے خالی کرنا ہوگا۔

۸۔ باسفورس کے ایشیائی کنارے جو فوجی استحکامات سے خالی کرائے جائینگے وہ صرف اس غیر جانبدار علاقہ
کے اندر ہونگے جو غیر جانبدار علاقہ اسوقت مقرر ہے۔

۹۔ بحیرۂ مارمورہ کے تمام جزائر اور اسی طرح جزائر لمنوس، امبروس، تندوس، سمتراکی اور مدللی کو بھی
فوجی استحکامات سے خالی کرایا جائیگا۔

۱۰۔ مشرقی تھریس کے معاملہ میں دوَل حلفاء کے وزراء خارجہ کی مجلس نے فوجی اعتبارات کو ملحوظ
رکھکر کوئی قرارداد مناسب نہیں سمجھی ہے اور اس مسئلہ کو وزراء خارجہ نے یونان پر دباؤ ڈالکر حل کرنے کو
بہتر نہیں خیال کیا ہے بلکہ یہ صورت تجویز کی ہے کہ ترکی و یونان دونوں آپس میں خود ہی اس مسئلہ کو طے کرلیں اور
سمرنا و اڈریانوپل کے غیر ترکی و غیر یونانی عناصر کے حالہ میں مناسب و مبنی بر انصاف معاملہ کرلیں۔

۱۱۔ معاہدۂ صلح پر دستخط ہوجانے کے بعد دوَل حلفاء اپنی سپاہ کو آستانہ سے واپس بلالینگی اور ترکی
کو اجازت دیجائیگی کہ وہ محافظ سپاہ کو اس تعداد سے زیادہ جو معاہدۂ سیورے میں مقرر کی گئی ہے آستانہ
میں لاکر اپنا انتظام کرلے۔

۱۲۔ دوَل حلفاء اس امر کیلئے تیار ہیں کہ ترکی حکومت کے مطالبہ پر اپنے فوجی افسروں کی خدمات ترکی
جنڈرمہ کی ترتیب و تنظیم کے لئے حوالہ کردیں۔

۲۸ مارچ ۱۹۲۲ء کو پیرس کی دوسری کانفرنس اختتام کو پہونچی اور معاہدہ سیورے میں ترمیم و تبدیل کے کام کو ختم کر دیا گیا اور فریقین متحارب کے نمایندون کو تین ہفتہ کے اندر کسی ایسے مقام پر جسکا تعین بعد کو ہوگا طلب کیا گیا تاکہ وہ دُوَل حلفاء کے نمایندون سے ملکر معاملہ کو طے کرین۔

باب عالی (حکومت آستانہ) نے التوائے جنگ کی یادداشت کے جواب مین دُوَل حلفاء کو اطلاع دی کہ یہ مسئلہ مخصوص طور پر حکومت آنقرہ سے تعلق نہین رکھتا ہو اور یہ کہ آستانہ کی حکومت نے دُوَل حلفاء کی خواہش کے مطابق انگورہ گورنمنٹ کو اس خصوص مین یادداشت روانہ کر دی ہو۔ یونانی حکومت نے التوائے جنگ کی یادداشت کے جواب مین اطلاع دی کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کا جواب معلوم ہونے پر اپنا جواب بھیجے گی۔

۱۵ اپریل ۱۹۲۲ء کو انگورہ گورنمنٹ نے [illegible] گارونی اٹلی کے سفیر آستانہ کو التوائے جنگ کی یادداشت کا جواب حوالہ کر دیا جسمین ظاہر کیا گیا تھا کہ یونانیون سے التوائے جنگ کی شرائط کا احترام کرنے کی کافی ضمانت حاصل کی جائے اور یہ کہ یونانیون کو جنگ پھر کے آغاز سے روکا جائے۔ آخری شرط کے سلسلہ مین بیان کیا گیا کہ مارچ ۱۹۲۱ء مین جب دُوَل حلفاء نے صلح کی تجاویز پیش کی تھین اسوقت شاہ قسطنطین شاہ یونان نے ان تجاویز کا جواب یہ دیا تھا کہ اپنی سپاہ کو لے کر سمرنا کے ساحل پر اُترا اور ایک فاتح کی شان سے اُس نے اناطولیہ پر حملہ شروع کر دیا۔ اس لئے جبتک اس امر کی ضمانت نہ کی جائے گی کہ یونان دوبارہ ایسا نہ کریگا التوائے جنگ ناممکن ہو۔

انگورہ کی جوابی یادداشت مین اس مسئلہ پر بھی زور دیا گیا تھا کہ التوائے جنگ کی تاریخ سے اناطولیہ کا کامل تخلیہ شروع ہو جانا چاہئے اور چار ماہ کے اندر اناطولیہ کو بالکل خالی کر دینا چاہئے۔ اگر گفتگوے مصالحت اس مدت مین ختم نہ ہو تو اس مدت کو تین ماہ تک اور بڑھایا جا سکتا ہو اور یہ کہ یونانی خطوط جنگی شہر کو [illegible] اور [illegible] ابتدائی پندرہ یوم کے اندر بالکل خالی کر دین اور یہ تخلیہ دُوَل حلفاء کے افسرون کی نگرانی مین ہو اور یہ کہ [illegible] مقامات کو خالی کیا جائے اُن پر فوراً ترکی سپاہ کا قبضہ ہو جائے یعنی پندرہ روز کی مدت مین یونانی عسکری شہر [illegible] اور [illegible] کو بالکل خالی کر دین اور ترکی سپاہ اُن پر قبضہ کرلے۔

اس جوابی یادداشت کے آخر مین لکھا گیا کہ اگر مذکورہ بالا شرائط اور مطالبات کو قبول کر لیا گیا تو

(وینس اٹلی) میں پھر ایک کانفرنس کی طرح ڈالی ہے تاکہ مشرق قریب کی مشکلات کو اس میں حل کیا جا سکے، اس کانفرنس کی تاریخ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء مقرر کی گئی تھی لیکن وطن پرست ترکوں کی تلواروں نے مشرق قریب کی مشکلات کو خود بخود حل کر لیا اور یورپ کے سیاست دانوں کو بیکار کی زحمت سے بچا لیا اور وہ تمام اختلافات رفع ہو گئے جن پر عرصے سے بحث و گفتگو جاری تھی۔

سمرنا کی خود مختاری کا اعلان اور قسطنطنیہ پر قبضہ کی کوشش

دوسری پیرس کانفرنس کی شکست نے یونان کو مایوس کر دیا اور جو امیدیں وہ قائم کئے بیٹھا تھا ان کا خاتمہ ہو گیا۔ یونانی قوم جنگ سے عاجز آ چکی تھی اور اس مصیبت عظمیٰ سے نجات پانے کے بہانے ڈھونڈھ رہی تھی۔ جنگ کے روز افزوں مصارف نے حکومت کا خزانہ خالی کر دیا تھا اور بہترین یونانی سپاہ حرص و طمع کی دیوی پر قربانی چڑھائی جا چکی تھی۔ ملک بھوکوں مر رہا تھا۔ تجارت اور صنعت و حرفت مردہ ہو چکی تھی اور سارا ملک بدبختی و نحوست کا شکار تھا۔

پیرس کانفرنس کی شکست کے بعد یونانی حکومت نے اس مصیبت سے نجات پانے کے دوسرے ذرائع پر غور و خوض شروع کیا۔ سیاست دانان ملک اور فوجی افسروں کو جمع کیا گیا۔ روزانہ جلسے ہونے لگے اور تدبیریں سوچی جانے لگیں اور ہر ممکن صورت کو زیر بحث لایا گیا۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل غور و بحث اور طویل مناقشات کے بعد اس امر پر اتفاق رائے کر لیا گیا کہ دو جدید صورتوں کو عمل میں لایا جائے تاکہ اس مصیبت سے چھٹکارا نصیب ہو۔ جو تدبیریں سیاست دانان یونان اور فوجی افسروں نے سوچی تھیں وہ ان کے خیال میں ملک کے مطالبہ کے موافق جنگ کو جلد سے جلد ختم کر دینے والی تھیں اور یونانی مدبروں کو اپنی ان تدبیروں پر کامل اعتماد تھا۔

ان تدبیروں میں سے ایک تو یہ تھی کہ مغربی اناطولیہ میں ایک خود مختار حکومت قائم کر دی جائے جسکا نام "اناطولیہ یونانیہ" ہو اور جس کا دار السلطنت سمرنا قرار دیا جائے اور اس حکومت میں وہ تمام اراضی شامل ہوں جو یونانیوں کے قبضہ میں ہوں اور اس جدید حکومت کو یونانی حکومت کے ماتحت اندرونی آزادی دی جائے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ دول یورپ خوش ہو جائیں اور اس تجویز کو پسند کر کے اسکو قبول کر لیں۔

دوسری تجویز یہ تھی کہ آستانہ پر فوجی قبضہ کر لیا جائے تاکہ ترک مجبور ہو کر صلح کر لیں۔ یونانیوں کو چونکہ اس کا یقین تھا کہ ترک سمرنا کی اندرونی خود مختاری کو قبول نہ کریں گے اور اس تجویز کے خلاف

فوجی قوت سے کام لین گے اس لئے اُنھون نے ترکون کو مجبور کرنے کے لئے یہ تجویز اختیار کی تھی کہ آستانہ پر فوجی قبضہ کرلیا جائے ۔

یونانیون نے ان تجویزون کو عمل مین لانے کے لئے وسط جولائی ۱۹۲۲ء سے فوجی جدوجہد شروع کی اور تھریس مین اجتماع افواج کی پوری کوشش کی جانے لگی اندازہ کیا گیا ہے کہ یونانیون نے ۵۰ ہزار سپاہ آستانہ پر قبضہ کرنے کے خیال سے تھریس مین جمع کی تھی جسکا زیادہ حصہ سمرنا و اناطولیہ سے لایا گیا تھا۔

۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء کو یونان کے وزیر خارجہ نے یونان مین فرانسیسی، اطالوی اور برطانوی سفرا کی خدمت مین ایک یادداشت پیش کی جسمین ظاہر کیا گیا تھا کہ یونان مشرق قریب کی صلح کانفرنس کے انعقاد سے قبل اپنی جدوجہد مین آزادی کا خواستگار ہے یعنی اول تو اُن ممالک مین جن پر وہ قابض ہے نظامِ حکومت کو تبدیل کرنا چاہتا ہے تاکہ مشکلات جلد سے جلد حل ہو جائین اور قومی خطرات و مشکلات کا خاتمہ ہو جائے اور پھر ترکون کو مجبور کرنا چاہتا ہے کہ وہ صلح کو قبول کرلین اور مشرق قریب کے معاملات کو طے کرنے پر راضی ہو جائین ۔

اس یونانی یادداشت مین یہ بھی لکھا تھا کہ دول حلفا آستانہ کو غیر جانبدار قرار دیکر ترکی کی حمایت کر رہے ہین حالانکہ دول حلفا کو یہ چاہیے تھا کہ وہ ترکی پر دباؤ ڈالتے اور یونان کو اس امر کی آزادی عطا کرتے کہ وہ جس طریقہ سے ترکون کو صلح پر مجبور کر سکے وہ طریقہ اختیار کرے اور یہ کہ موجودہ حالت مسیحیون کے استیصال کے لئے ترکی طاقت کو تقویت پہونچا رہی ہے اور وہ طاقت حاصل کرتے جاتے ہین ۔ اگر حالت یہی رہی تو ترکون سے صلح ناممکن ہو جائے گی ۔ ان وجوہ سے یونان یہ خواہش رکھتا ہے کہ ترکون کو صلح پر مجبور کرنے کے لئے آستانہ پر فوجی قبضہ کرلے اور اس خصوص مین جو مناسب تدابیر ہون اُن کو عمل مین لائے ۔ اس لئے یونانی حکومت دول حلفا سے اُمید رکھتی ہے کہ وہ اپنی آستانہ کی سپاہ کو اس امر کا حکم دیدین کہ وہ آستانہ پر یونانی قبضہ کی مزاحمت نہ کرے اور یونانی سپاہ کو آستانہ پر قبضہ کر لینے دے ۔

اس یادداشت کی اشاعت پر دول حلفا نے باتفاق طے کر لیا کہ یونانی قبضہ آستانہ کی کوشش کی مخالفت کی جائے اور بزور قوت یونان کو روکا جائے ۔ چنانچہ اس قرارداد کی بنا پر فرانسیسی جنرل شارپی کو دول حلفا کی بحیثیت مجموعی سپاہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا اور آستانہ کے برطانوی

سپہ سالار عام نے ۲۸ جولائی ۱۹۲۲ء کو ایک اعلان شائع کیا جسمین لکھا گیا تھا کہ

چونکہ آستانہ کی اراضی دول حلفاء کے فوجی قبضہ مین ہو اس لئے قرار دیا گیا ہو کہ جو اضطراب بھی آستانہ کی زمین پر پیدا ہوگی اوسکو پوری طاقت سے فرو کیا جائیگا اور جو قوت اُس کی غیر جانبداری کو نقصان پہونچانیکا ارادہ کرے گی اُس کی مدافعت کی جائے گی۔

۳۰ جولائی ۱۹۲۲ء کو یونانی نمایندہ موسیو مستر عیناڈس نے سمرنا یعنی اناطولیہ کی آزادی کا یونانی حکومت کی ماتحتی مین اعلان کیا، آستانہ کی حکومت نے دوَل حلفاء کے نمایندون سے اس امر پر احتجاج کیا اور انگورہ گورنمنٹ نے بھی صدائے احتجاج بلند کی۔ فرانس نے اس آزادی کے اعتراف سے انکار کر دیا اور اٹلی نے نہ صرف اعتراف آزادی سے قطعی انکار کیا بلکہ دوَل حلفاء سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ وہ اناطولیہ سے یونانیون کو باہر نکال دینے کے لئے متحدہ قوت سے کام لین۔

اس طریقے سے یونانیون کی دونون تدبیرون کا خاتمہ ہوگیا اور دوَل حلفاء کی مخالفت نے انکی اُمیدون کو خاک مین ملا دیا۔

زبردست ترکی حملہ اور اناطولیہ سے یونانیونکا اخراج

ادہر تو یونانی سمرنا کے اعلان خود مختاری کی خوشیان منا رہے تھے، مجالس طرب و نشاط اس تقریب سے گرم تھین اور جدید انتظامات کے اصول و قوانین ترتیب دئے جا رہے تھے اور اُدہر انگورہ مین فوجی تیاریان ہو رہی تھین اور حدود تسلیحہ پر اجتماع افواج جاری تھا تاکہ دوَل حلفاء کو دہوکا دیکر آستانہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

یونانی اپنی جدوجہد مین مصروف تھے اور مملکت یونان مین یہ خبرین شائع کی جا رہی تھین کہ قسطنطین (عـــہ) دوازدہم عنقریب قسطنطنیہ اعظم کے دارالسلطنت مین فاتحانہ داخل ہوگا جہان اُسکے سر پر بیزنطینی (عـــہ) شہنشاہیت کا تاج رکھا جائیگا اور کنیسہ ایا صوفیہ مین تاجپوشی کی شاندار تقریب عمل مین لائی جائیگی اور یونانیون کا وہ خواب پورا ہوگا جو وہ عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہین۔

عـــہ، سابق شاہ یونان کا لقب ہو اور یہ لقب اس حیثیت سے اختیار کیا گیا تھا کہ گویا وہ (شاہ یونان) اپنے آپکو مشرقی روما کی قدیم حکومت کا وارث خیال کرتا ہو۔ ۱۲ مؤلف

عـــہ، قدیم مشرقی روما کی حکومت جسکے قبضہ مین موجودہ یورپین ترکی بھی تھی، ۱۲ مؤلف

ہاں ادہر تو یونانی ان لذت بخش خیالات کا لطف اٹھا رہے تھے کہ عنقریب وہ آستانہ پر قبضہ کرکے دنیا کی ایک زبردست سلطنت کے مالک ہوجائینگے اور قضاء قدر کے احکام سے بالکل غافل تھے اور اُدہر اناطولیہ کے آزاد ترک خفیہ طور پر اپنی زبردست حملہ آوری کی تیاریوں میں مشغول تھے اور یونانیوں پر ایک کاری ضرب لگاکر اُن کو اناطولیہ سے باہر نکال دینے کی تدبیریں کی جارہی تھیں تاکہ دشمن امن و تہذیب یونانیوں کو اناطولیہ سے نکالکر مشرقی مسئلہ کی اُس گتھی کو سلجھائیں جسکو حل کرنے سے دنیا کے تمام سیاست دان عاجز رہے ہیں۔

ترکوں نے اپنی تیاریوں کو شاندار طریقہ پر مکمل کیا خطوطِ جنگ کو نہایت قابلیت سے ترتیب دیا اور اپنی تدبیروں میں ایسی زبردست کامیابی حاصل کی کہ دنیا نے اُن کی مہارت و قابلیت کا اعتراف کیا اور اُن کی فتوحات ماہرین جنگ کی صحبت تفریح کے لئے پُرلطف داستان بن گئی۔

۲۱۔ اگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو ترکوں نے وادی مندرس میں اپنا حملہ شروع کیا اور افیون قرہ حصار کے میدان میں مقامات "سرائے کوئی" اور "اورتا قچہ" پر قبضہ کرلیا۔ پھر ۲۲ راگست ۲۲ء کو ترک دوم کوئی اور بیلہ جک پر ازمیت کے میدان میں حملہ آور ہوئے اور ان دونوں حملوں سے ترکوں کی غرض یونانیوں کو فریب دینا تھا، ترکوں کا اصل مقصد افیون قرہ حصار پر زبردست حملہ کرنا تھا لیکن انہوں نے یونانیوں کو دھوکہ دیا اور دوسرے مقامات پر حملہ شروع کرکے افیون قرہ حصار سے اُن کی توجہ کو پھیر دیا۔

۲۶ راگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ ترکوں کی بڑی بڑی توپوں نے افیون قرہ حصار کے قلعوں پر زبردست گولہ باری شروع کی، یونانیوں نے گذشتہ ایک سال کے عرصہ میں ان قلعوں کی مرمت کرکے انکو نہایت مضبوط کرلیا تھا اور اُن کا دعویٰ تھا کہ ان قلعوں کی تسخیر اب ناممکن ہے۔

ترکوں نے دس دستوں سے افیون قرہ حصار پر حملہ شروع کیا تھا، سپاہ کی کمان خود غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے ہاتھ میں تھی اور ترکی ارکان حرب کی ساری جماعت آپکے ساتھ تھی، یونانیوں نے ۸ دستوں سے ترکی سپاہ کا مقابلہ کیا اور شدید آتشباری سے حملہ کو روکا، یونانیوں کا دوسرا دستہ افیون قرہ حصار کی سختی کے ساتھ مدافعت کررہا تھا لیکن ترکی سپاہ کی تعداد چونکہ یونانیوں سے زیادہ تھی علاوہ ازیں ترکی توپوں کی شدید آتشباری نے تقریباً نصف یونانی سپاہ کو تباہ کردیا تھا اس لئے یونانیوں کی مدافعت بیکار ثابت ہوئی اور یونانیوں کا چوتھا دستہ جو دوسرے دستہ کے بائیں بازو پر تھا ترکوں کا سخت دباؤ پڑنے پر پیچھے ہٹ گیا ترکوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور یونانیوں پر پوری قوت سے دباؤ ڈالا اور آخر یونانی افیون قرہ

حصار کو خالی کر کے پیچھے ہٹ گئے۔

بدھ کے روز ۲۷ اگست ۱۹۲۲ء کو ظہر کے بعد ایک بجے ترکی سپاہ افیون قرہ حصار میں فاتحانہ داخل ہوئی باشندگان افیون قرہ حصار نے جنمیں مرد، عورتیں، جوان اور بوڑھے سبھی شامل تھے، خوشی کے آنسوؤن سے سپاہ کا استقبال کیا اور سپاہیوں کے گلے مل ملکر فتح کی مسرت حاصل کی اور جب غازی مصطفےٰ کمال پاشا شہر کے اندر داخل ہوئے تو باشندگان شہر نے آن کو اس طرح حلقہ میں لے لیا جس طرح بادشاہ کو حلقہ میں لے لیتا ہے۔ غازی ممدوح کے ہاتھوں کو لوگوں نے چوما اور خلوص قلب سے آن کی جد و جہد کا شکریہ ادا کیا اور اپنے کاندھوں پر ممدوح کو اُٹھا لیا غرض کہ ترکی سپاہ اور غازی ممدوح کے داخلہ کا منظر افیون قرہ حصار میں ایسا پُر اثر منظر تھا کہ لوگوں نے بہت کم دیکھا ہوگا۔

یونانی سپاہ کی فیلق اوّل مغربی سمت میں پسپا ہو کر چلی گئی اور چونکہ دوسری اس سے قبل پسپا ہو گیا تھا اس لئے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور سلسلۂ اتصال منقطع ہو گیا، ترکی سوار سپاہ افیون قرہ حصار کے شمالی جانب بڑھی اور یونان کے دونوں فیلقوں کے درمیان جو مقام خالی تھا اوسپر قابض ہو گئی اسکے بعد دوسری یونانی فیلق پر جو کھلے ہوئے مقام میں تھی حملہ کر کے اسکو کوتاہیہ کی طرف ہٹا دیا، مختصر یہ کہ ترکی سوار سپاہ برابر آگے بڑھتی اور یونانیوں کو پیچھے دھکیلتی رہی یہاں تک کہ یونانیوں کے لئے کوئی راہ گریز باقی نہ رکھی اور وہ مجبور ہو کر منتشر حالت میں جنگلوں کے اندر گھس گئی۔

۲۸ اگست ۱۹۲۲ء کو ترکی سپاہ دوموبیکار اور قون طاش کی جانب بڑھی اور اس موقعہ پر ایک زبردست معرکہ فریقین کے درمیان وقوع میں آیا اس معرکہ میں فریقین نے تلواروں اور نیزوں کی جنگ کی اور آخر اس جنگ میں بھی یونانیوں کو شکست ہوئی اور وہ سخت نقصان اُٹھا کر پیچھے ہٹ گئے۔

۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو ترکی سپاہ عشاق پہونچی اور یہاں بھی ایک ہولناک معرکہ وقوع میں آیا جو تین روز مسلسل یعنی یکم ستمبر ۱۹۲۲ء تک جاری رہا۔ اس معرکہ میں بھی یونانیوں کو شکست ہوئی اور وہ آلا شہر کی طرف ہٹ گئے۔ یہ معرکہ جنگ اناطولیہ کا آخری معرکہ تھا اور اسکے بعد یونانی سپاہ کے ۲ ٹکڑے ہو گئے تھے یعنی ترکوں نے عشاق، دوملوبیکار، اور قون طاش نیز عشاق، کدوس اور کوتاہیہ کے مثلثوں پر قبضہ کر کے یونانی سپاہ کو دو حصوں میں منقسم کر کے علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا۔ عشاق کے زبردست معرکہ کے بعد یونانیوں کی قوت بالکل ٹوٹ گئی اور پھر ترکی سپاہ نے تمام جنگی خطوط پر یکبارگی عام حملہ شروع کیا یعنی عسکی شہر وغیرہ

پر عام حملہ شروع کر کے یونانیوں کو اناطولیہ سے نکالنا شروع کیا، یکم ستمبر ۱۹۲۲ء کو ترکوں نے عسکی شہر قبضہ کر کے اپنی سپاہ کو بروصہ اور مدانیہ کی طرف بڑھایا اور ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ترکی سوار سپاہ نے مقام "سماد" پر پہونچکر یونانی سپاہ کے جنوبی اور شمالی سلسلہ اتصال کو منقطع کر دیا اور عسکی شہر سے یونانیوں کی واپسی کی راہ کو بند کر دیا، اب یونانیوں کے لئے واپسی کا صرف ایک راستہ تھا یعنی بروصہ اور مدانیہ کی سمت سے وہ واپس پہنچے تھے

۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو یونانی حکومت نے دُوَل حلفاء سے التوائے جنگ کی خواہش کی اور دُوَل حلفاء کو دھیان میں ڈالکر اس شرط پر کہ اناطولیہ کو خالی کر دیا جائیگا التوائے جنگ چاہا، دُوَل حلفاء نے یونانی حکومت کی خواہش سے انگورہ گورنمنٹ کو آگاہ کیا اور التوائے جنگ کی خواہش کی، ادہر عام شکست سے متاثر ہو کر یونانی حکومت نے جنرل ہاجیا آنستی کو سپہ سالار عام کے منصب سے برطرف کر کے جنرل ترکوپیس کو اس کی جگہ سپہ سالار عام مقرر کیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جنرل ترکوپیس سپہ سالار عام مقرر ہونے سے قبل یعنی ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء کو عشاق کے معرکہ کے بعد ترکوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا تھا۔

۷ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ترک بحر ابیض پر پہونچ گئے اور مغنیسیا، برغمہ، صالحلی، اور ادرمیش پر قبضہ کر لیا۔

سقوط سمرنا

۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ظہر سے قبل گیارہ بجے ترک سواروں کی ایک چھوٹی سی جماعت یوزباشی نوری بک کی ماتحتی میں سمرنا کے اندر داخل ہوئی، غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اس جماعت کو اظہار مسرت کے طور پر ایک خاص علم مرحمت فرمایا اور نوری بک کو پانچسو پونڈ بطور انعام کے عنایت فرمائے، اور نور الدین پاشا کو سمرنا کا فوجی حاکم مقرر کیا گیا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ غازی مصطفےٰ سمرنا میں داخل ہوئے اور باشندگان سمرنا نے آپکا استقبال نہایت عظمت و شان کے ساتھ کیا۔

جنوبی اناطولیہ کو یونانیوں سے پاک کر لینے کے بعد ترکوں نے شمالی اناطولیہ کی طرف توجہ کی اور بروصہ پر قبضہ کر لیا، بروصہ پر ایک مرتبہ ترکوں نے قبضہ کر کے اس خیال سے اسکو خالی کر دیا تھا کہ کہیں یونانی اسمیں آگ نہ لگا دیں، لیکن جب یونانیوں کو نکال دیا گیا تو دوبارہ ترکوں نے بروصہ پر قبضہ کر لیا اور ۲۰ ستمبر ۱۹۲۲ء کو انگورہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ اناطولیہ کو یونانیوں سے بالکل خالی کرا لیا گیا ہے اور اب اناطولیہ کی زمین پر ایک یونانی سپاہی بھی باقی نہیں ہے۔

یونانی سپاہ نے ہزیمت کی حالت میں اپنی تمام بھاری توپیں اور سامان جنگ کو اناطولیہ میں چھوڑ دیا، اور اسقدر بدحواس ہو کر بھاگے کہ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لیجا سکے۔ چنانچہ اعلان کیا گیا تھا کہ ترکوں

نے اکسٹھ ہزار یونانیون کو گرفتار کرلیا جنمین یونانی سپہ سالار عام اور بہت سے دوسرے بڑے بڑے افسر تھے،
یونانیون نے بھاگتے ہوئے اُن تمام آبادیون کو جو اُن کی راہ مین پڑین جوش انتقام مین جلا کر خاک سیاہ کردیا اور ہزارون لاکھون مکانات اور سیکڑون دیہات کو تباہ و برباد کردیا، باشندگان اناطولیہ کے لئے آتش زدگی کی آخری مصیبت بھی نہایت سخت مصیبت تھی جو یونانیون کے ہاتھون اُن پر نازل ہوئی تھی۔

شاندار ترکی فتوحات پر ممالک عثمانیہ کے تمام مقبوضات مین خوشیان منائی گئین اور سارے ممالک اسلامیہ سے انگورہ گورنمنٹ اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمت مین مبارکباد کے تار موصول ہوئے۔

ماہرین جنگ کا اس امر پر اتفاق رائے ہے کہ انگورہ کے ترکون کی فتوحات ایک جنگی عمل ہے جسکو نہایت قابلیت سے ترتیب دیا گیا تھا یعنی خطوط جنگ کو مرتب کرنے مین نہایت دانشمندی اور قابلیت صرف کی گئی تھی، ان فتوحات اور شاندار کامیابیون نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے اعزاز مین مزید اضافہ کیا اور انکو زمانہ موجودہ کا ایک ماہر جنگ اور سب سے بڑا فوجی افسر تسلیم کرلیا گیا۔

ترکون نے جو شاندار کامیابی حاصل کی اسکا سب سے بڑا سبب فوجی افسرون کی قابلیت ہے یعنی ترکی فوجی افسرون نے ہر محاذ جنگ پر اپنی قابلیت کا ثبوت دیا اور ہر موقعہ پر اپنی مہارت کامل سے قابل قدر خدمات انجام دین، اسی طرح یونانی شکست و ہزیمت کا سبب اعظم قیادت کی کمزوری اور ناقابلیت ہے یعنی یونانی فوجی افسرون نے ہر معرکہ مین اور ہر مقام پر اپنی ناقابلیت کا ثبوت دیا اور کمزوری دکھائی۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے خطوط جنگ کو مرتب کرنے اور حملہ شروع کرنے کے لئے سپاہ کو جمع کرنے مین جس راز داری سے کام لیا تھا وہ فی الحقیقت نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ اس تمام کام کو غازی ممدوح نے اس قابلیت سے انجام دیا کہ یونانی فوجی قیادت کو اسکا علم اُسوقت تک نہ ہوسکا جب تک کہ حملہ شروع نہ ہوگیا، چنانچہ یونانی سپہ سالار نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ افیون قرہ حصار پر ترکون کا زبردست حملہ شروع ہونے سے تین روز قبل اسکو یہ معلوم ہوا تھا کہ ترک حملہ شروع کرنے والے ہین۔

غازی ممدوح نے نہایت احتیاط کے ساتھ ۳ قسم سپاہ حملہ شروع کرنے سے قبل افیون قرہ حصار کے جنوب مغرب مین مقام صندقلی پر جمع کی یہ مقام پہاڑیون کے اندر اور تنگ راستون کے درمیان واقع ہے اور اسی وجہ سے یہ سپاہ دشمن کی نظرون سے محفوظ رہی اور دشمن کے ہوائی جہاز تک اوسکا پتہ نہ پاسکے، پھر سوار دستون کی فوجون کو ترکون نے مقام سیجاد مین جمع کیا جو افیون قرہ حصار کے شمال مشرق مین واقع

ہے اور یہ اجتماع واقعہ یہ ہو کہ جنگی اعمال مین اپنی نظیر نہین رکھتا۔

یونانی نقصانات

اندازہ لگایا گیا ہو کہ افیون قرہ حصار اور عشاق وغیرہ کے فیصلہ کن معرکون مین یونانیون کے ۲۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اکیس ہزار گرفتار ہوئے اور ترکون نے ۷۰۰ میدانی توپین ۲ ہزار مشین گنین ۱۱ ہزار ٹراکی اور ۹۵۰۰ گاڑیان مال غنیمت مین حاصل کین۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے جنگ کے بعد جو اعلان شائع کیا تھا اُسمین بیان کیا گیا ہو کہ یونانیو کے جانی نقصانات ایک لاکھ سے زیادہ ہوئے ہین درانحالیکہ ترکون کے جانی نقصانات صرف دس ہزار ہین جن مین سے تین چوتھائی زخمی ہین ؎

رؤف بک کی تقریر

سمرنا پر ترکون کا قبضہ ہونے کے بعد رؤف بک وزیر اعظم انگورہ گورنمنٹ نے باشندگان انگورہ کے ایک تہنیتی جلسہ مین جو اُن کی تشریف آوری کے موقع پر منعقد کیا گیا تھا تقریر فرمائی جو نہایت توجہ کے ساتھ سُنی گئی۔ آپنے حاضرین کو مخاطب فرما کر کہا۔

وطن پرست ترک اُسوقت تک برابر جنگ کو جاری رکھین گے جب تک کہ اُن کی تمام وطنی اغراض حاصل نہ ہو جائین گی اور وہ اپنی تمام قومی اُمیدون کو نہ پالین گے جو شاندار فتوحات ہمنے حاصل کی ہین اسکا سہرا صرف قوم کے سر ہے اور قومی غیرت اسکا سبب اعظم ہے۔ انگورہ گورنمنٹ کوئی خواہش نہین رکھتی وہ صرف یہ چاہتی ہو کہ ٹرکی کامل خود مختار و آزاد ہو اور ترکی قوم استقلال کامل رکھتی ہو اور اسکو وہ تمام مقدس حقوق حاصل ہون جو اس امر کے کفیل ہون کہ اُسکو آزاد قومون کی صف مین مساوی درجہ پر بٹھا سکین ہمنے اس محترم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی تکالیف برداشت کی ہین اور سخت سے سخت مصائب اُٹھائے ہین، لیکن خدا کے فضل و کرم سے ہمنے اس دشوار گذار کو طے کر لیا ہو اور ہمارا یہ اعتقاد ہو کہ جو شخص نجاح و فلاح حاصل کرنے کے لئے دشواریون اور مصیبتون کو برداشت کریگا وہ ضرور اپنے مقصود کو پالیگا۔ ہم اپنی جد و جہد کو برابر جاری رکھین گے اور اُسوقت تک کوشش کرتے رہین گے جبتک کہ ہم کامل استقلال کو حاصل نہ کر لین۔

ہم اسوقت سمرنا پر قبضہ کر لینے کی خوشی مین یہ جلسہ کر رہے ہین لیکن ہمارا ایک اولین فرض ہو اور وہ یہ ہے کہ اس مسرت مین ہم اپنے قومی مطالب و مقاصد کو فراموش نہ کر دین اور ہم نرم نہ پڑ جائین۔ یہ موقع اگرچہ تعریف تمدیح اور شکر و ثنا کا نہین ہو ہان اظہار فضل خدا وندی کا مضائقہ نہین ہو لیکن ہر قوم

کی طرف سے اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی راحت پر خاک ڈالدی اور ذخیرۂ جنگ کو سپاہیوں تک پہونچانے کی شاندار خدمات انجام دی ہیں اور قربانی کا بے مثل ثبوت دیا ہے، اگر ہماری مائیں ایسی ہی ہوں تو بلاشبہ اُن کی اولاد حمیت، شجاعت اور جانبازی کے اوصاف سے متصف ہوگی۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تقریر

میدانِ جنگ سے انگورہ واپس تشریف لاکر قومی مجلس کبیر میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک زبردست تقریر ۴ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کو فرمائی جسمیں میدانِ جنگ کے بعض اہم واقعات کو تفصیل سے بیان کیا اور ترکی سپاہ کے خصائص پر روشنی ڈالکر بتایا کہ جو قوم اسقدر شاندار قربانیاں ادا کرسکتی ہو وہ کبھی مفتوح و مغلوب نہیں ہوسکتی۔

غازی ممدوح کی یہ تقریر ڈھائی گھنٹہ تک جاری رہی جسکو ممبرانِ مجلس نے نہایت توجہ، اور دلچسپی کے ساتھ سنا ذیل میں ہم اس تقریر کے بعض اہم حصے درج کرتے ہیں، غازی ممدوح نے حاضرین کو مخاطب فرماکر کہا۔

برادران!

آپ کی جُدائی سے میں جسقدر متأثر و غمگین تھا موجودہ اجتماع و ملاقات نے اُس تأثر کو رفع کردیا ہے اور میں اپنے قلب کو مسرت سے لبریز پاتا ہوں - میں اس امر پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہماری سپاہ نے اپنی اغراض اور مقاصد کو حاصل کرلیا ہے اور آپکو سپاہ پر جو اعتماد و بھروسہ تھا سپاہ نے اُسکو پورا کردیا ہے۔ ان شاندار کامیابیوں کا سبب اعظم جن کو ہم کبھی فراموش نہ کریں گے صرف یہ ہے کہ ہماری مجلس نے تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرکے اپنے مقاصد کو پیش نظر رکھا اور عزم و ایمان کی مضبوط چٹان پر قائم رہی اور جو کچھ اُسکے امکان میں تھا اُسکو اختیار کیا - یہاں تک کہ کامیابی کا درخشندہ ستارہ طلوع ہوا اور ہمارے مقاصد پورے ہوگئے۔

آپ کی مجلس نے حکومت کی باگ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ملک کے انتظام کی سربراہی کی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُمید نے نااُمیدی کی جگہ کو حاصل کرلیا " اضطراب و شورش " انتظام و سکون سے تبدیل ہوگئے اور تردد و انتشار کی بجائے عزم و ایمان کا دَور دَورہ نظر آنے لگا اور مجلس وطنی کے اس عمل عظیم نے ہر چیز کو عدم سے وجود بخشا۔

مین اسوقت جسقدر مسرور ہون الفاظ مین اُس کی تصویر نہین کھینچ سکتا خصوصًا اسوجہ سے کہ آپنے مجھکو اپنی سپاہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور مین نے آپ کے احکام کی اطاعت سچائی کے ساتھ کی اور آپکے ارشادات کی تعمیل و تنفیذ مین ہر وقت مستعد رہا۔

مین ایسی حالت مین کہ میرا قلب مسرت سے لبریز ہے اپنے محترم اور عزیز بھائیون کو مبارک باد دیتا ہون ہان اپنے اُن محترم بھائیون کو جو دنیا کے سامنے حریت و استقلال کے خیال کی شاندار فتوحات کی نمایندگی کررہے ہین۔ مین اپنے آپ کو سعید و خوش نصیب سمجھتا ہون کہ مین اپنے بھائیون کو اس فتح عظیم کی مبارکباد دے رہا ہون لیکن اپنے کو اس فتح کی تشریح و توضیح سے عاجز و درماندہ پاتا ہون کیونکہ آج اسکی تشریح و توضیح مشکل ہے البتہ مستقبل مین تاریخ اس کو تفصیل سے بیان کریگی۔ اور تاریخ کے بہت سے صفحات اس سے رنگین نظر آئین گے۔ لیکن مین محسوس کرتا ہون کہ آپ حضرات اس موضوع پر مجھ سے کچھ باتین سُننے کے آرزومند ہین اس لئے آپ کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے مین بعض واقعات کا ذکر کرتا ہون۔

برادران! آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ اگست ۱۹۲۲ء کو جبکہ آپنے مجھ کو سپہ سالار عام کی خدمت تفویض کی تھی مین نے آپ کی خدمت مین یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "عنقریب ہم اس یونانی سپاہ کو تباہ و برباد کرینگے جو ہمارے ملک مین گھُس آئی ہے اور جسنے ہمارے شہرون کی عزت پر حملہ کیا ہے"۔ میرا خیال ہے کہ مین نے جو خیال ظاہر کیا تھا وہ غلط نہ تھا اور واقعات نے اُس کی تصدیق کردی ہے کیونکہ ہمنے یونانی لشکر کو تباہ و برباد کردیا ہے ہان اُس یونانی لشکر کو جسنے ہمارے ملک کی عزت پر حملہ کیا تھا۔ مذکورۂ بالا الفاظ کہکر جب مین اس منبر سے اُترا ہون اور میدان جنگ مین گیا ہون تو میرا مقابلہ اُس یونانی لشکر سے ہوا جو نہر سقاریہ کے سامنے پہنچ گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو یہ واقعہ یاد ہوگا کہ نہر سقاریہ پر ہماری سپاہ نے اُس معرکۂ فیصلہ کن مین جو ۱۲ دن تک شبانہ روز جاری رہا تھا دشمن کے بازو پر زبردست حملہ کیا تھا۔ ورنہ جو یہ دشمن ہم سے قوی تھا اور اعلیٰ قسم کے سامان جنگ سے مسلح و مکمل تھا لیکن ہمارے اس حملہ کی تاب نہ لاسکا اور شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔

اس شاندار فتح کے بعد جب مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو اس منبر پر کھڑے ہو کر مین نے پھر یہ عرض کیا تھا کہ "ہمنے یہ قرار دیا ہے کہ اُس وقت تک برابر جنگ کو جاری رکھینگے جب تک کہ اپنی

مقدس سرزمین سے ایک ایک یونانی کو نہ نکال دیں گے اور یہ کہ ہم برابر یونانیوں کو پیچھے ہٹاتے اور پریشان کرتے رہیں گے" میرے اس قول کی صحت بھی واقعات سے ہوگئی ہے اور میں تفصیل کے ساتھ اُن واقعات کو آگے چلکر آپ کی خدمت میں پیش کرونگا جنھوں نے میرے قول کی تصدیق کی ہے۔

برادران! میں اس امر کو مخفی رکھنا نہیں چاہتا کہ نہر سقاریہ کے بعد میں نے جو کچھ کہا تھا اور جو امر تجویز کیا تھا، یعنی یونانیوں کو پیچھے ہٹانے اور اپنے ملک سے باہر نکال دینے کی قرارداد وہ اسوقت تک محفوظ رکھی گئی اور اب اُس تجویز کو جامۂ عمل پہنایا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جسوقت یہ قرارداد پاس ہوئی تھی اُسوقت ہم کافی طور پر تیار نہ تھے۔ میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہماری سپاہ اُسوقت اتنی تیار نہ تھی کہ جنگ کو برابر جاری رکھ سکتی، یعنی نہ تو سپاہ کے پاس کافی ذخیرہ تھا اور نہ سامان نقل و حرکت مختصر یہ کہ اُسوقت ہماری سپاہ دور دراز مسافت پر نقل و حرکت کے لئے کافی تیار نہ تھی، اس لئے ہم اپنی تیاریوں کے لئے وقت کے محتاج تھے تاکہ اطمینان کے ساتھ جن چیزوں کی کمی تھی اُن کو ہم پہنچائیں اور ہر طرح تیار ہو جائیں چنانچہ ہمنے جنگی کارروائیوں کو روک دیا اور پوری طاقت سے تیاریوں میں مشغول ہوگئے یہانتک کہ ہماری تیاریاں مکمل ہوگئیں۔

اسموقع پر میں اس حقیقت کو بھی آشکارا کردینا چاہتا ہوں جس سے واقف ہونا ہر شخص کا فرض ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سال کے وسط میں ہماری تیاریاں تقریباً مکمل ہوگئی تھیں اور ہمنے اتنی طاقت بہم پہنچا لی تھی کہ ہم یونانی سپاہ کو تباہ و برباد کرسکتے تھے لیکن چونکہ میں اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں کہ ہماری قوم اور قومی مجلس کا جو ملک و قوم کے حقیقی نمائندوں سے مرکب ہے یہ شعار ہے کہ جب تک بغیر خونریزی کے مقاصد و وطنی حقوق حاصل کرنا ممکن ہو خونریزی کو روا نہ رکھا جائے چنانچہ اس شعار کے بموجب ہمارا فرض تھا کہ قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالنے سے قبل مشکلات کو پُرامن ذرائع سے حل کئے جانے کی کوشش کر لی جائے چنانچہ ہمنے اس طریقہ پر عمل کیا اور اس راہ میں ہر ممکن ذریعہ کو اختیار کیا۔

جو ذرائع پُرامن طریقہ پر مصالحت کے ہمنے اختیار کئے تھے اُن میں ایک یہ بھی تھا کہ ہمنے اپنے ایک بھائی کو جو صاحب رائے بہترین وزیر ہیں اور ہماری حکومت کا ایک معتمد رکن تھا یعنی فتحی بک، اُنکو ہمنے کامل اختیارات دیکر یورپ روانہ کیا تاکہ وہ یورپ کے دار السلطنتوں میں صلح کے معاملات کو طے کریں اور مناسب صلح کے ذرائع کو کام میں لائیں، لیکن لندن میں اُن کا جس طریقہ پر استقبال کیا گیا اور جس

بے پروائی کے ساتھ اُن سے گفتگو کی گئی، نیز اُس زمانہ میں لائڈ جارج نے پارلیمنٹ میں جو معاندانہ تقریر کی تھی اُس سے یہ ثابت ہوا کہ انگریزی قوم ہماری نسبت کوئی اچھا خیال نہیں رکھتی اور ہماری مسالمت کی کوششوں نے برعکس نتیجہ پیدا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں نے ہماری کوشش مسالمت کو جسکو ہمنے صرف انسانی فرض ہونے کے خیال سے اختیار کیا تھا، ہماری کمزوری پر محمول کیا اور یہ خیال قائم کرلیا کہ ہماری سپاہ کم ہوگئی ہے اور یہ کہ ترکی سپاہ نہ تو مدافعت کی قوت رکھتی ہے اور نہ حملہ کی اور نہ وہ ملک کی حفاظت کرسکتی ہے۔ انھوں نے ہماری جدوجہد مصالحت کے معنے یہ قرار دئے کہ ہماری حکومت اور مجلس وطنی مایوس و عاجز ہوگئی ہیں اور کامیابی کی کوئی اُمید اُن کو نہیں رہی ہے"

بلاشبہ انگریزوں کا یہ خیال غلطی پر مبنی تھا اور انھوں نے جن قرائن پر یہ خیال قائم کیا تھا، وہ بالکل بے اصل تھے، انگریزوں کی اس غلط فہمی نے ہمارے سامنے اس امر کا ایک معقول ثبوت پیش کیا کہ انگریزی حکومت نہایت غافل اور بے خبر ہے اور اس امر میں افسوس نہیں کرتا کیونکہ ہمارے دشمن اس صورت میں غیر ارادی طور پر فریب کا شکار ہوگئے۔ اگر میں چاہتا تو فوراً انگریزوں کو اس غلطی سے آگاہ کردیتا لیکن میں نے اس امر کو مناسب نہ سمجھا کہ قول کے بجائے فعل سے اُن کی غلطی پر اُن کو متنبہ کروں۔

چند روز بعد مجھے فتحی بک کا ایک مراسلہ ملا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ

ہم" اپنے قومی مقاصد کو صرف تلوار کی طاقت سے حاصل کرسکتے ہیں اور اسکے سوا تمام کوششیں بے سود ہیں"۔ فتحی بک کے مراسلہ کے بعد ہمارے سفرا اور سیاسی نمایندوں کی جسقدر یادداشتیں موصول ہوئیں اُن سب میں فتحی بک کے خیال کی تائید کی گئی تھی اور ثابت کیا گیا تھا کہ اب بجز جنگ کے کوئی چارہ نہیں ہے چنانچہ ہمنے تلوار کے فیصلہ پر کمر ہمت باندھی اور یہ فیصلہ کیا کہ جنگ شروع کی جائے اور تلوار کی طاقت سے قومی مقاصد کو حاصل کیا جائے اس فیصلہ کی بنا پر سپہ سالار اعظم نے قرار دیا کہ حملہ شروع کیا جائے اور سابق قرارداد کو عمل میں لایا جائے، یہ قرارداد وہی تھی جسکا ذکر میں اوپر کرچکا ہوں اور جسکو پیرامن مساعیٔ صلح کے نتیجہ کے انتظار میں ملتوی کردیا گیا تھا۔

جنگ شروع ہونے سے قبل ہمنے اپنی سپاہ کی قوت، فوجی تیاریوں اور جنگی استعداد پر کامل اعتماد دیکھ رہا تھا، لیکن با ایں ہمہ میں نے جنگ شروع کرنے سے پہلے فوجی خطوط اور مقامات جنگ کا معائنہ ضروری سمجھا اور ارکانِ حرب کی کمیٹی کے صدر نے تمام مقامات کا فوجی معائنہ کیا اور تمام خطوط جنگ کو قابل اطمینان

پایا، پھر میں نے فوجی معائنہ شروع کیا اور میدان جنگ کے تمام خطوط کو غور سے دیکھا، سپاہ کی حالت
پر نظر ڈالی اور پھر دشمن کی حالت کو دیکھا، اس معائنہ نے میرے وثوق واعتماد اور ایمان کو مضبوط
کردیا اور میں نے آخری حملہ شروع کرنے کے لئے فوج کو تیار ہوجانے کا حکم دیدیا اور ہدایت کی کہ جس طریقہ
پر حملہ کے خطوط کو ماہر فن جنگ اور وسیع التجربہ حضرت صدر ارکان حرب نے قبل ازیں وضع کیا ہو اسی
طریقہ پر حملہ کو شروع کیا جائے۔

ہماری حملہ آوری کی بنیاد اس اصول پر تھی کہ دشمن کی سپاہ کو قطعی طور پر تباہ وبرباد کردیا جائے یا
اوسکو گرفتار کرلیا جائے اور یہ کہ اوسکو بھاگنے کا کوئی موقع نہ دیا جائے۔ اس اصول کے موافق حملہ
آوری کی تیاریوں کا حکم دیکر صدر ارکان حرب واپس تشریف لائے اور سپہ سالار عام اُن سے آکر مل گئے
کیونکہ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہماری نقل وحرکت اور تمام جنگی کارروائیاں مخفی رہیں ہیں، اسی مشورہ کے
بعد جب انگورہ آیا تو میں نے اپنے محترم رفقار یعنی وزرار کو جمع کیا اور حالت موجودہ پر بحث وگفتگو کی یہ بحث
گفتگو دیر تک جاری رہی اور تمام سیاسی وجنگی پہلوؤں پر کافی غور کیا گیا۔ آخر میں نے دیکھا کہ تمام وزرا
خلوص قلب سے قیادت اعلیٰ کی تجویز کی تائید کرتے ہیں، اس موقع پر میرا فرض ہو کہ میں اس ممبر جناب
وزیر مال کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے ہمارے کاموں میں معقول مدد دی ہو اور حقیقت یہ ہو کہ وزارت
مال ہی کی مدد ہمارے لئے تمام قوتوں سے زیادہ باثر ثابت ہوئی ہو اور قیادت اعلیٰ نے اُس سے
گرانقدر فائدہ اُٹھایا ہو۔

وزرار انگورہ گورنمنٹ کی تائید کے بعد میں انگورہ سے روانہ ہوکر قونیہ کی راہ سے آق شہر
پہونچا تاکہ مغربی میدان جنگ کی حالت بھی دیکھ لوں - یہاں میں نے دیکھا کہ ہر چیز کافی ہو اور تیاریاں
مکمل ہیں اور یہ کہ جو تدابیر دشمن کی تباہی وبربادی اور سمرنا تک اُس سے خالی کرانے کی اختیار کی گئی ہیں
وہ قابل اطمینان ہیں یہ دیکھکر میں نے احکام جاری کردیئے کہ ۲۶ راگست ۱۹۲۲ء کو حملہ شروع کردیا جائے

۲۶ راگست ۱۹۲۲ء کو جو جنگی کارروائیاں کی گئیں اُن کو سمجھنے کے لئے اس امر کی ضرورت ہو
کہ پہلے آپ حضرات دشمن کی اس حالت سے آگاہ ہوجائیں جو اُس روز تھی اسلئے میں مختصر طور پر دشمن
کی اُس روز کی حالت بتاتا ہوں،

اُس روز جبکہ ہم نے حملہ شروع کیا ہو افیون قرہ حصار میں دشمن کے چار ۵ ڈویژن (دستے)

تھے اور اُسنے خندقون کا ایک سلسلہ جسکا طول ۹۰ کیلو میٹر سے ۱۰۰ کیلو میٹر تک تھا افیون قرہ حصار کے مشرق اور جنوب مین تیار کر رکھا تھا۔ حضرات یہ خندقین ایسی خندقین نہ تھین جیسی کہ عام طور پہ میدان جنگ مین تیار کرلی جاتی ہین بلکہ یہ خندقین نہایت مضبوط اور مستحکم تھین اور یونانیون نے ان کو تمام جدید سامان سے تیار کیا تھا اور اُن کے اندر وہ تمام چیزین فراہم کی گئی ہین جوفن جنگ کے لئے ضروری ہین۔ مختصر یہ کہ یہ خندقین ایک سال کے اندر تیار کی گئی تھین اور ان کو زمین دوز قلعون کے مانند کر لیا گیا تھا۔

دشمن کی خندقون کا یہ خط نہایت مضبوط تھا اور متعدد دفاعی خطوط اسمین قائم کئے گئے تھے بلکہ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ ان خندقون کا سلسلہ زمانۂ حال کا ایک ایسا قلعہ تھا جسکو جدید طرز کے اسلحہ سے مستحکم کیا گیا ہو۔ اسکے علاوہ عسکی شہر اور سیدی غازی مین بھی یونانیون کی تین ڈویژن فوج تھی اور ان مقامات کو بھی نہایت مستحکم کیا گیا تھا۔ یعنی عسکی شہر و سیدی غازی کے شمال مین اور جنوب مشرق مین جو خطوط یونانیون نے تیار کئے تھے وہ بھی ایسے ہی مضبوط و مستحکم تھے جیسا کہ افیون قرہ حصار کے خطوط تھے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ عسکی شہر اور سیدی غازی کے خطوط کو بھی افیون قرہ حصار ہی کی مانند بنا لیا گیا تھا۔

پھر یونانیون نے افیون قرہ حصار اور عسکی شہر کے خطوط مواصلات اور ریلوے لائن کو محفوظ رکھنے کے لئے مقام ”دوکر“ مین تین ڈویژن فوج رکھی تھی تاکہ عسکی شہر اور افیون قرہ حصار کے فوجون کا اتصال قائم رہے۔

مختصر یہ کہ دشمن کے دونون جناح دو زبردست قلعون سے وابستہ تھے اور ان دونون قلعون کے درمیان دشمن کی احتیاطی (ریزرو) سپاہ تھی جو گویا دونون قلعون کے سلسلہ کو مربوط کرتی تھی۔ اس کے علاوہ دونون یونانی منتظم جناحون کی پشت پر بھی یونانیون کے دو ڈویژن تھے جو بحیرہ کلکیک اور ازنیق کے اطراف مین پھیلے ہوئے تھے۔ اسی طرح جنوب مین افیون قرہ حصار کے سامنے کنارہ بحیرہ تک خندقون کے طویل خط پر بہت سی مستقل رجمنٹین اور سوار سپاہ کی جماعتین موجود تھین جو دوسرے یونانی دستے سے تعلق رکھتی تھین۔

حضرات! آپکو معلوم ہو کہ مغربی میدان جنگ مین ہمارے دو جیش تھے جن مین سے پہلا جیش افیون قرہ حصار کے مشرق مین دشمن کے اُن خطوط کے سامنے تھا جو دوملوپینار اور آقار چای کے مغرب مین واقع تھے اس جیش کو ہمنے مزید امدادی کمک بھیجی اور اسکے ذمہ یہ خدمت سپرد کی کہ وہ دشمن کو پیچھے

ہٹائے اور شمال کی جانب دھکیل دے، دوسرے جیش کو ہمنے یہ حکم دیا کہ وہ اُس میدان مین جو آقار جائی کے سامنے سے شروع ہو کر شمال مین بہر بورصوق تک چلا گیا ہو دشمن پر حملہ کر کے دشمن کے اُن آٹھ ڈویژنون کو جنگ مین اُلجھائے رکھے جو کی شہر، دوکر اور افیون قرہ حصار مین موجود ہو۔

قوجہ ایلی مین ہماری جو فوجین تھین اُن کو ہمنے یہ خدمت سپرد کی تھی کہ وہ اُس جانب کی یونانی سپاہ پر حملہ کرین اور دشمن کو جنوب کی جانب جانے سے روکین۔ مندرس کی سمت مین بھی ہمارا سوارون کا ایک ڈویژن تھا جسکو ہمنے اِس کام پر لگایا تھا کہ اُس سمت مین جنوب سے لے کر شمال تک جسقدر دشمن کی طاقت ہو وہ اُس پر حملہ کرے اور اوسکو مرکزی معرکہ تک پہونچنے سے روکے اور موقع پر اُس خط اتصال کو منقطع کر دے جو سمرنا سے وابستہ ہو۔

اِن بنیادی نقاط پر ہمنے اپنی تیاریون کو مکمل کر لیا اور تمام ضروری امور اور اُن اہم تدابیر کو بالکل درست کر لیا جو حملہ شروع کرنے کے لئے لازمی تھین چونکہ یہ امر ضروری ہو کہ سپہ سالار عام جنگی کارروائیون کا انتظام خود کرے اور میدان جنگ کی حالت کو دیکھتا رہے اِس لئے سپہ سالار عام مع اپنے ارکان حرب اور مغربی سپاہ کے اعلیٰ افسرون کے ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کی صبحکو قوجہ تپہ مین موجود تھا۔ قوجہ تپہ وہ مقام ہے جہان ہمارا جیش اول دشمن کی حرکات کی نگرانی اور دیکھ بھال کر رہا تھا جو لوگ قوجہ تپہ کی پہاڑی کو دیکھ چکے ہین یا جنھون نے نقشہ مین اُس کی جگہ کو دیکھا ہو وہ جانتے ہین کہ قوجہ تپہ میدان جنگ کے مہم نقطے کے بہت قریب اور دشمن کے جنوبی خط کے متصل ہی تھا، ہان اتنا قریب کہ وہان سے بغیر دُوربین کے ہم دشمن کی جنگی کارروائیون کی دیکھ بھال بخوبی کر سکتے تھے۔

مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ ہمارے جیش اول کا کام یہ تھا کہ وہ دشمن کے خطوط پر حملہ کرے اور آقار جائی سے لیکر دوملو بیکار تک تمام مواقع پر دشمن پر سخت دباؤ ڈالے، ادہر تو جیش اول اپنی خدمت کو انجام دے اور اُس کے بائین بازو پر سوارون کا جو دستہ ہو وہ دشمن کی پشت پر سے حملہ کرے اور اسکو آگے بڑھائے، اگر ہم چاہتے تو یہ امر بھی ممکن تھا کہ ہماری ساری فوج ایک دم حملہ کر کے دشمن کو شکست دے لیکن ہمنے سب سے پہلے اہم جنگی خطوط سے فارغ ہونا مناسب سمجھا۔

ادہر تو یہ انتظام تھا اور اُدہر افیون قرہ حصار کے مغرب مین دوسری تدابیر اختیار کی گئی ہین، مغربی افیون قرہ حصار مین ایک جگہ ہو جسکا نام "قلعہ چک سیورلیسی" ہو اسکے شمال مین ایک اور مقام ہو جسکو ارکین تپہ

۱۳۱۰ کہتے ہیں، یہ دونون مقام چونکہ نہایت اہمیت رکھتے تھے اور وہان ایک اور ٹیلہ تھا جسکو قلعہ تپہ کہتے ہیں جو اِن مقامات کے لئے کنجی کے مانند تھا اور مغربی قلعہ جنگ سیدو پیسی سے تقریبًا ۱۲ کیلو میٹر کی مسافت رکھتا تھا اور اس سلسلہ کا ایک اہم نقطہ تھا، ان وجوہ سے ہمنے مناسب سمجھا کہ ان مقامات پر قبضہ کیا جائے ہماری اور دشمن کی سپاہ کے درمیان بھی ایک ٹیلہ تھا جسکا نام ... تپہ تھا، اس ٹیلہ پر دشمن کے اصلی دفاعی ... افیون قرہ حصار میں واقع تھا ہمنے ان تمام ٹیلون کے سامنے اپنی توپون کو لگا دیا اور بڑی بڑی توپون کو نہایت مضبوطی سے جما دیا۔

برادران! ہمارا توپخانہ مذکورہ بالا مقامات پر رات کو پہنچ گیا اور توپخانہ کے افسرون نے رات کی تاریکی میں اُن مقامات کو اطمینان کے ساتھ تجویز و اختیار کر لیا جہان اُن کو توپین نصب کرنا تھیں۔ ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو جب آفتاب طلوع ہوا اور لوگ سو کر اُٹھے تو انھون نے آگ برسانی شروع کی اس موقع پر میں اُس مہارت و قوت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ہمارے توپخانہ نے ظاہر کی، بلا شبہ توپخانہ کے بہادر و جانباز سپاہی شکریہ کے مستحق ہیں اور اُن کی خدمات نے اُن کے لئے یہ حق پیدا کر دیا ہے کہ اُن کو ساری دُنیا کے توپخانون کے کارکنون کا امام کہا جائے۔ میں نے اپنی ساری فوجی زندگی میں ایسا قوی، منظم اور بہترین ادا کا کوئی توپخانہ نہیں دیکھا جیسا کہ ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو دیکھا ہے۔

ہمارے توپخانہ نے صبح کو ۴ ½ بجے سے آتشباری شروع کی اور ۵ بجے تک سارا توپخانہ آتشباری میں مصروف ہو گیا، اور اُن مقامات پر جن کا ذکر میں اوپر کر چکا ہون پوری قوت سے آتشباری کرنے لگا، یہ مقامات جن پر ہمارا توپخانہ آتشباری کر رہا تھا نہایت مضبوط و مستحکم تھے، اس موقع پر میں مذکورہ بالا مقامات کی مضبوطی اور تاریخی اہمیت کے ثبوت میں اُس یادداشت کے چند فقرے آپ کو سناتا ہون جو انگریزی سپاہ کے ارکان حرب کے ایک افسر نے ان مقامات کو دیکھکر مرتب کی تھی چنانچہ اُسنے لکھا ہے کہ

"اگر ترک ان مقامات کو ۳ مہینون کے اندر بھی فتح کر لیں تو وہ بجا طور پر
"اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ انھون نے اُنکو ایک دن میں فتح کیا ہے"

لیکن آپنے دیکھ لیا ہے کہ ترکون نے ان مقامات کو تین چار مہینون میں نہیں ایک دن میں نہیں بلکہ چند گھنٹون میں تسخیر کر لیا ہے۔

۶ بجے ہماری سپاہ نے حملہ شروع کیا اور خاردار تارون کو کاٹ کر آگے بڑھنے لگی، ۸ بجے کے قریب

بلن آبیر پر بہتے قبضہ کرلیا، اسکے بعد قلعہ چک سید ریبی کو قبضہ مین لائے لیکن ادکمین پہاڑی ع۱۳۱۰ جو شمال مین واقع ہو دیر مین تسخیر ہوئی اور اس تاخیر کی وجہ پہاڑی مذکور کی بعض دشواریان تھین۔

اسموقع پر میدان جنگ کا ایک دردناک واقعہ مین آپ کو سناتا ہون۔ جنگ کے پہلے روز ہمارے میرہ کے پیچھے ستاونواںؔ ڈویژن تھا جسکو ہمنے حملہ آوری پر مقرر کیا تھا لیکن چونکہ اس ڈویژن کی قوت منتشر تھی اس لئے وہ دشمن پر کافی دباؤ نہ ڈال سکا، اس ڈویژن کی قیادت ایک بہادر جوان کر رہا تھا جسکا نام رشاد بک تھا۔ رشاد بک کو مین عرصے سے جانتا ہون اور شام و موش پر مین نے اور اُسنے ایک ساتھ کام کیا ہے مین اُسپر کامل اعتماد رکھتا تھا اور اُس سے مجھے بہت محبت تھی، کیونکہ وہ ایک لائق، تجربہ کار اور بہادر شخص تھا مین نے جب دیکھا کہ رشاد بک کا ڈویژن دشمن پر کافی دباؤ ڈالنے مین ناکام رہا ہے تو مین نے ٹیلیفون پر اُس سے دریافت کیا کہ اب تک تم نے اپنے مقصد کو حاصل نہین کیا اسکا کیا سبب ہو۔ رشاد بک نے اسکے جواب مین اطمینان دلایا کہ آدھ گھنٹہ مین وہ دشمن کو پیچھے دھکیل دیگا اور اپنے مقصد مین کامیاب ہو جائیگا، آدھا گھنٹہ گذر گیا اور اُسنے کامیابی حاصل نہین کی اور مجھے اسکا بہت افسوس ہے۔ آخر مین نے پھر ٹیلیفون پر اُس سے ناکامی کا سبب دریافت کیا جسکے جواب مین اُسنے کہا " مین نے جناب سے نصف گھنٹہ مین کامیابی کا وعدہ کیا تھا، افسوس ہو کہ مین اپنے وعدہ کو پورا نہ کرسکا اور میرا وعدہ غلط ثابت ہوا، اس لئے اب زندہ رہنا کسی طرح زیبا نہین ہو"

یہ کہکر فوراً اُس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا اور مر گیا۔ مین نے اسموقع پر یہ واقعہ اس لئے بیان نہین کیا ہو کہ یہ واقعہ میرے نزدیک تعجب خیز یا حیرت انگیز ہے بلکہ میرے نزدیک رشاد بک کا یہ فعل کسی طرح مناسب نہ تھا اور میری غرض اسکے ذکر سے صرف یہ ہو کہ مین آپ پر یہ ظاہر کردون کہ ہماری سپاہ کے افسر اُن احکام کی کتنی وقعت کرتے ہین جو اُن کو دئے جاتے ہین اور اپنی حیثیت و شخصیت کی کسقدر حفاظت کرتے ہین۔ بہرحال واقعہ یہ ہو کہ ہمارے فوجی افسرون اور ارکان حرب کے درمیان کامل اعتماد و محبت پائی جاتی ہے اور ان مین سے ہر ایک دوسرے سے کامل مخلصانہ تعلقات رکھتا ہو یہان تک کہ ہر ایک افسر اُس حکم کو جو اُسکو دیا جاتا ہو اپنی عزت خیال کرتا اور فوراً اُس کی تعمیل پر آمادہ ہو جاتا ہو۔

حضرات! دشمن نے ہمارے حملہ کی طاقت کو دیکھکر مزید سپاہ کو میدان مین لانے کی جد و جہد شروع کی اور قریب کے مقامات سے فوج کو فراہم کرکے علاوہ بالی محمود اور افیون سے بھی سپاہ کو لائے اور تیاریان

کی بھی معقول تعداد کو موٹروں پر لائے اور اس جدوجہد سے انھوں نے تقریباً اُن تمام مواقع کو جو مغربی طناز تپہ میں ہم نے چھین لئے تھے واپس لے لیا۔ لیکن ہمنے بہت جلد اُن کی پیشقدمی کو روکدیا، تاہم یونانیوں نے مزید کمک پہنچ جانے سے طناز تپہ کے سارے علاقہ کو واپس لے لیا اور پہاڑی عہ۱۴۲۱ کو بھی محفوظ رکھا، اسکے بعد دشمن نے "قلعہ چک سیوریسی" اقارجائی اور افیون قرہ حصار کے جنوب میں حملہ کی تیاریاں شروع کیں اور اپنی قوت کے ایک حصہ کو اُدھر جمع کیا، یونانیوں کا ارادہ یہ تھا کہ اقیشقلر کی جانب سارے خط پر زبردست توپخانہ کا حملہ کرکے ہم کو روکے، یونانیوں کا یہ خیال معقول اور حسب توقع تھا، لیکن جنگ شروع ہونے سے قبل ہمنے بھی حملہ کو روکنے کی کافی تیاریاں کرلی تھیں اگر یونانی افیون قرہ حصار سے لیکر آق شہر تک اپنے اس حملہ میں کامیاب ہوجاتے تو یقیناً وہ ہماری مغربی سپاہ کو باقی سپاہ سے علٰحدہ کرکے سلسلۂ اتصال کو منقطع کردیتے۔

میں ابھی بیان کرچکا ہوں کہ ہمنے حملہ شروع کرنے سے قبل تمام امور پر کافی غور کرلیا تھا اور خصوصاً یونانیوں کی اس جدوجہد کا خیال ہم کو پہلے سے تھا اس لئے ان یونانی تیاریوں سے ہم گھبرائے نہیں اور ہمنے اپنی پوری طاقت سے سارے خط جنگ پر زبردست اور پُراثر حملہ شروع کردیا اور یونانیوں کی تمام ساعی کو خاک میں ملادیا۔

جب دشمن طناز تپہ پر جاکر ٹھہر گیا تو اُسپر ہماری ۵۷ ویں پلٹن نے تلواروں سے حملہ کیا، کیونکہ اس وقت بندوقوں کو استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اُس کی صفوں کو درہم برہم کردیا، مختصر یہ کہ شام کو ہمنے طناز تپہ کے سارے علاقہ کو واپس لے لیا جو میدان جنگ میں ایک اہم مقام تھا۔

یہ تمام واقعات ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو پیش آئے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمنے اقارجائی سے لیکر طناز تپہ تک جس میں قلعہ چک سیوریسی اور بلن تپہ بھی داخل ہیں۔ تمام اہم مقامات کو دشمن سے چھین لیا۔

ہمارے سواروں کا فیلق جو دشمن کو پریشان کرنے کے لئے اس مقام پر مامور تھا وہ دشمن کو پیچھے ہٹاتا ہوا حاجی حصار تک پہونچ گیا، مقام مذکور افیون قرہ حصار کی مغربی سمت میں ایک نہر ہے یہاں پہونچکر ہمارے سواروں کے فیلق نے آگے بڑھنے کا موقع نہیں پایا اور وہیں ٹھہر گیا، لیکن اس فیلق کے دشمن کے قریب پہنچ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ دشمن ایوالی تپہ کے شمال میں جنوب تک مغربی سمت میں ایک جدید خط جنگ تیار کرنے پر مجبور ہوا۔

حضرات آپ میں سے جن اصحاب نے نقشہ جنگ کو دیکھا ہوگا وہ بخوبی یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ دشمن نے

میدان جنگ اناطولیہ کا نقشہ

نوٹ :- ترکوں نے ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو پوری قوت سے یونانیوں کے اہم حربی مرکز دلن پر حملہ کیا اور جنرل ترکی پاشا نے فتح

معرکوں کے بعد افیون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا، پھر ترکی سپاہ دملوپینار کی طرف بڑھیں اور وہاں بھی ایک سخت معرکہ وقوع پذیر ہوا۔ حسین کون

نے شاندار فتح حاصل کی۔ اس کے بعد عشاق پر یونانیوں اور ترکوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوئی اور ترکوں نے یونانیوں کی قوت

کو منتشر کر کے سمرنا کا راستہ صاف کر لیا اور ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو سمرنا میں داخل ہو گئے۔ شمالی ترکی فوج نے یکم ستمبر کو ازمیت کے منطقے سے آگے بڑھ کر

بلیجک، اسکی شہر اور کوتاہیہ پر قبضہ کرتی ہوئی ۱۱ ستمبر ۱۹۲۲ء کو دوپہر کے بارہ بجے بروسہ میں داخل ہوئی اور ۱۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کو مدانیہ

پر قبضہ کیا ... ستمبر ۱۹۲۲ء تک ترکوں نے سارے اناطولیہ اور سواحل بحیرہ مرمرہ کو یونانیوں سے پاک کر دیا۔

مذکورہ بالامقامات مین جدید خط جنگ کو وضع کرکے خود اپنے آپ کو ہمارے احاطہ مین دیدیا یعنی مشرق وجنوب مین خط
...ین کو تیار کرکے یونانی خود ہماری سپاہ کے درمیان گھر گئے جس طرح سمرنا کی طرف انھون نے مغربی خط حرب ترتیب
دیا تھا۔

ہماری سپاہ نے دوسرے خطوط حربی مین افیون کے مشرق مین دشمن پر حملہ کیا اور دشمن کی جنوبی سپاہ اور
مشرقی افیون کی سپاہ کے درمیان حائل ہوگئی۔ اس محاذ پر بھی شمال مین ایک اہم مقام تھا جو دشمن کے قبضہ مین
تھا، اس مقام کا نام "فازاد جوران" تھا، ہمارے ایک ڈویژن نے مقام مذکور پر حملہ کیا اور دشمن سے اُسکو چھین
لیا لیکن دشمن نے کمک پاکر پھر اُس پر حملہ کیا اور ہم سے واپس لے لیا، ہمارے ڈویژن نے پھر دوسرا حملہ پوری
طاقت سے شروع کیا اور مقام مذکور کو دشمن سے واپس لے لیا۔

شمال مین ہمارا سوارون کا ایک دستہ تھا جو دوکر کی طرف بڑھ رہا تھا، اس دستے کی راہ مین جو غنیم حائل
ہوتی وہ اُسکو صاف کرتا ہوا برابر آگے بڑھتا رہا اور اس طریقہ پر اُسنے دشمن کے تین زندہ (احتیاطی) دستون
کو جو دوکر مین مقیم تھے آگے بڑھنے اور افیون کی سپاہ کو مدد پہونچانے سے روک رکھا۔

شمال مین بھی دشمن کے پاس ایک اہم مقام تھا اسکا نام خسرو پاشا تھا اور یہ شہر غازی کے قریب واقع
تھا، یہان بھی دشمن نے سپاہ کی معقول تعداد جمع کی تھی، ہماری سپاہ نے جب اُسی شہر پر حملہ شروع کیا تو اس مقام
پر بھی دشمن پر دباؤ ڈالا اور آخر دشمن کی طاقت کو بہت کمزور کردیا۔ اس موقع پر ہماری اور دشمن کی سپاہ
کی نسبت ۱:۳ کی تھی یعنی دشمن ہم سے تین گنا زیادہ تھا۔

قوجہ ایلی مین بھی ہماری سپاہ نے دشمن پر حملہ کیا اور ہماری یہ متفرق چھوٹی چھوٹی جماعتین جو مختلف مقامات
پر کام کررہی تھین نہایت مستعد تھین اور جو خدمت اُنکے سپرد کی جاتی تھی اُسکو نہایت خوبی کے ساتھ ادا کرتی تھین
مندرس کے اطراف مین ہماری جو سپاہ مقیم تھی اُسنے بھی اپنی خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور
ہماری سوار سپاہ کا ایک دستہ تو مغربی عشاق تک پہنچ گیا اور دشمن کے خطوط اتصال کو منقطع کرنے کی جدوجہد کو
آہستہ شروع کیا۔

۲۶ اگست سنہ ۲۲ء کو جو شاندار نتائج ظاہر ہوئے اُن کا خلاصہ جو ہم نے بیان کیا ہے، اس نمایان
کامیابی نے سپہ سالار عام کی کمیٹی ارکان حرب کو خوش کردیا اور واقعہ یہ ہے کہ یہ مسرت بالکل حق بجانب تھی کیونکہ
ہم نے صرف ایک دن مین شمالی سمت مین دشمن کی قوت کو کمزور کردیا تھا اور تین اہم مواقع کو جو نہایت مضبوط و مستحکم

تھے مغربی افیون قرہ حصار مین ہمنے دشمن کے ہاتھون سے چھین لیا اور ہماری متفرق چھوٹی چھوٹی جماعتین مختلف مقامات مین برابر کام کر رہی تھین ۔

۲۷ راگست ۱۹۲۲ء کی صبح کو چوتھے فیلق نے جنرل کمال الدین پاشا کی ماتحتی مین جنھون نے پہاڑی نمبر ۱۳۱ پر حملہ کا نہایت مضبوط خط جنگ تجویز کیا تھا پہاڑی مذکور پر حملہ کیا اور دشمن کو شکست دیکر پہاڑی مذکور پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس سپاہ نے دشمن کے اُس راستہ کو منقطع کر کے جو قلعہ چک سیوریسی سے طنا زتبہ تک ۱۲ کیلومیٹر کی مسافت کا تھا دشمن پر حملہ کیا اور ٹھیک اسی وقت دشمن کے دوسرے مقامات پر بھی حملہ شروع کیا گیا، ان متواتر حملون سے دشمن گھبرا گیا اور اُس کی سپاہ مین ابتری پیدا ہونے لگی اور تھوڑی ہی دیر بعد مغربی طنا زتبہ کے مقامات کو دشمن نے خالی کرنا شروع کیا اور جس طرح قلعہ چک سیوریسی کے مقامات کو خالی کیا تھا اسی طرح بتدریج مغربی طنا زتبہ کے سارے مقامات کو بھی خالی کر دیا۔

تھوڑے توقف کے بعد دشمن نے ہمارے مسلسل [illegible] سے مجبور ہوکر یا جدید خطرناک حالت سے متأثر ہوکر اپنی خندقون کو شرقی افیون مین خالی کر کے پیچھے ہٹ جانا اور شمال یا شمال مغرب مین چلے جانا بہتر خیال کیا۔

مختصر یہ کہ ۲۷ راگست ۱۹۲۲ء کو شام کے ۵ بجے ہمارا آٹھوان فارح دستہ افیون قرہ حصار مین داخل ہوا اور مختلف قسم کی ۲۰، ۲۱ بڑی توپین اور سامان و ذخیرۂ جنگ کی کثیر مقدار جسکا شمار ابھی نہین ہوا ہے ہمارے ہاتھ آئین، دشمن نے افیون قرہ حصار کو خالی کرتے ہوئے وہی طریقہ اختیار کیا جو اناطولیہ کے دوسرے مقامات کو خالی کرتے وقت اختیار کیا تھا، یعنی اطراف شہر مین آگ لگا دی، لیکن ہماری سپاہ نے فوراً شہر مین داخل ہوکر آگ کو فوراً بجھا دیا اور شہر کو آتش زدگی سے بچا لیا۔

۲۷ راگست ۱۹۲۲ء کو مختلف محاذات جنگ کی جو عام حالت رہی ہے اسکو مختصر طور پر بیان کرتا ہون

عسکی شہر مین دشمن اپنے مضبوط مورچون مین پناہ گزین تھا اور اسوقت تک اُسنے کوئی جد و جہد شروع نہین کی تھی اسی طرح [illegible] کی احتیاطی یونانی سپاہ نے کوئی کام نہین کیا تھا اسی طرح بقیہ میادین جنگ مین دشمن خاموش پڑا تھا، ہمنے ان تمام مقامات پر چار پانچ دستے روانہ کئے، دشمن نے دوملو بیکار اور طوملی سیوریسی کے خطوط کو نہایت مضبوط کر رکھا تھا اور یہین اُسکا ارادہ جنگ کرنے کا تھا، چارون طرف خار دار تار پھیلائے گئے تھے اور افیون کے مشرقی و جنوبی خطوط کی طرح اُن کو مستحکم کیا گیا تھا، ہمنے اسی موقع پر اپنی فتح کو مکمل کرنے کے لئے اپنے پیدل جیش کو دشمن کے میسرہ کے قریب لگایا اور دشمن کے میسرہ پر حملہ شروع کر دیا اس طرح ہمارے

جیش نے دشمن کا سمرنا کا راستہ روک دیا، ہمارا دوسرا جیش جسکو حکم دیا گیا تھا کہ وہ مشرق مین دشمن کے مقابلہ پر جائے اُسنے مشرق مین دشمن پر سخت حملہ کیا اور اوسکو کوتاہیہ کی راہ سے شمال مین جانے سے روکا، ہمنے اپنے سوارون کے فیلق کو جو آگے بڑھ رہا تھا، یہ حکم دیا تھا کہ وہ دشمن کی پشت پر جنگی کاروائیان کرے اور اُسکے دونون بازوؤن کو دبائے، چنانچہ اُسنے اس حکم کی تعمیل کی۔ تیسرے دن خدا کی عنایت سے ہمنے اُن تمام خطوط پر جسکو ہمنے رات مین وضع کیا تھا، شاندار کامیابی حاصل کی، چنانچہ ہمارا جیش اول شمال کی طرف بڑھا اور مختلف مقامات پر دشمن سے مقابلہ کیا، اسموقع پر بطور مثال مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ہماری سپاہ کا ایک دستہ مقام کربلی مین، جو بال محمود کے مشرق مین واقع ہے، دشمن کے ایک دستہ سے بھڑ گیا، ہمارے دستہ نے اپنی رفتار کو تیز کیا اور اس طرح دشمن پر اُسنے کامل فتح حاصل کی، اس معرکہ مین دشمن نے اپنے تمام اسلحہ اور تین بڑی بڑی توپون کو جنکو وہ گاڑیان کھینچتی تھین میدان ہی مین چھوڑ دیا اور سارا سامان ہمارے ہاتھون مین چھوڑ کر جان توبی کی طرف ہٹ گیا۔

اسی طرح ہمارے ایک دستہ نے بال محمود کے اسٹیشن پر دشمن کے ایک دستہ پر حملہ کیا اور اُسکو شمال کی جانب دھکیل دیا، مقامات اوغلان زائی، یاش کلیسا، توباری، جقت لکی، آقچہ شہر، بافرجق اور طوفلی سیدیسی مین سخت خونریز معرکے وقوع پذیر ہوئے، دشمن نے ان تمام مقامات پر جم کر مقابلہ کرنا چاہا لیکن ہماری سپاہ نے اوسکو شکست دیکر شمال کی طرف ہٹا دیا۔

ہمارے دوسرے جیش نے بھی جو خط اُس کے لئے تجویز کیا گیا تھا اُسکے موافق کام کیا اور سوار سپاہ نے دشمن کے بازوؤن کی خبر لی، مختصر یہ ہے کہ ہماری سوار سپاہ نے بھی مقامات اولیجق، اور یاش کلیسا مین پیدل سپاہیون کی طرح کام کیا اور اپنی تلوارون کو نیام سے نکال کر دشمن پر جا پڑے۔

برادران! جس شجاعت و جانبازی کا اس موقع پر ہمارے سوارون نے اظہار کیا واقعہ یہ ہے کہ وہ خیال و وہم سے زیادہ ہے اور اُس کی تعریف ناممکن ہے وہ پوری قوت سے مدافعت کرتے تھے، تلوارین اُن کے ہاتھون مین تھین اور جب کسی دشمن کے بڑے دستہ پر اُن کی نظر پڑتی تھی تو فوراً اُس پر جا پڑتے تھے اور دم زدن مین اُسکو منتشر و پراگندہ کر دیتے تھے، بہت دفعہ ہمنے دشمن کو روکنے کی کوشش کی لیکن اُسمین ناکام رہے، لیکن اس سوار سپاہ نے دیر تک دشمن کو الجھائے رکھا، یہان تک ہماری توپین اور پیدل سپاہ موقع پر پہنچ گئی اور دشمن سے گھمسان جنگ ہونے لگی۔

یہ واقعات ۲۸ اگست ۱۹۲۲ء کے ہیں دوسرے خطوط حربی کی دوسرے روز عام حالت یہ تھی کہ دشمن دوملو بیکار کی عقبی خطوط حرب کے راستہ پر مدافعت کر رہے تھے یا اُس مقام سے پیچھے ہٹکر عشاق کی طرف جانا چاہتے تھے، برادران اس محاذ پر دشمن کے ۷ دستے تھے، پہلا، چوتھا، پانچواں، ساتواں، نواں، بارھواں اور تیرھواں، ان میں سے پہلا اور پانچواں دستہ میدانِ جنگ میں مغلوب ہوکر مغربی دوملو بیکار کی جانب پسپا ہوگیا اور دوسرے دستے جو جنگ میں شریک نہ رہا تھا چالا اور باقی ۵ دستے اُسی مقام پر قائم رہ جہاں ہمنے اُن پر کاری ضرب لگائی، پھر وہ دونوں دستے جو پسپا ہوکر دوملو بیکار کی طرف چلے گئے تھے اور وہ دستہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا ان سب کو ملاکر دشمن نے ایک معقول جمعیت کرلی - ایسی حالت میں ہمارا فرض تھا کہ ہم دشمن کی بڑی طاقت کو جو سمرنا کی جانب پسپا ہورہی تھی شمال کی جانب یا کسی اور مقام کی سمت جانے سے روکتے اس لئے ہمنے اپنے جیش اوّل کو حکم دیا کہ وہ اپنی پوری قوت سے مغرب کیجانب بڑھے اور دشمن کے پہونچنے سے قبل دوملو بیکار پر جاکر قبضہ کرلے اور دشمن کی اُس سپاہ پر حملہ آور ہو جو مغربی جانب جانے کا ارادہ رکھتی ہو-

اسکے بعد ہمنے اپنے دوسرے جیش کو حکم دیا کہ وہ دشمن پر حملہ آور ہو اور اسکے سواروں کی طاقت کو منقطع مراد طاغ، کوتاہیہ اور کردوس کے راستے کے درمیان روکے اور برابر اپنے کام میں مصروف رہے اور دشمن کو شمال مغرب میں جانے سے روکے رکھے - آج ہمنے اپنے سواروں کے اُس دستہ کو جو دوکر میں دشمن کو مشغول رکھنے میں مصروف تھا توق والا تک طلب کرلیا تھا، اور دوسرے خطوط جنگ پر ہماری جو سپاہ تھی وہ بھی اپنے فرض کو خوبی کے ساتھ انجام دے رہی تھی یعنی دشمن کو اس امر پر مجبور کر رہی تھی کہ وہ اپنے خطوط پر قائم رہے -

۲۹ اگست ۱۹۲۲ء کو ہمارا پہلا جیش، دشمن کے اُن پانچ دستوں سے جا ملا جو خود کو بچا لے گئے، اور اصل خانلر کی راہ سے دوملو بیکار پہونچنے کا ارادہ کر رہے تھے اور جنوب کی سمت سے اُن پر سخت حملہ کیا- دوسری طرف ہمارے اُس دستہ نے جو قریہ قزلجہ کی جانب سے آرہا تھا مشرقی دوملو بیکار میں مراد طاغ پر مقام حسن دده میں دشمن کے اُن دو دستوں پر حملہ کیا جو اصل خانلر سے آرہے تھے، ہمارے دستے نے ان دستوں کو ذرا بھی مہلت نہ دی اور فوراً اُن پر حملہ آور ہوکر دشمن پر دوملو بیکار کے راستہ کو منقطع کردیا، ٹھیک اسی وقت ہمارا دوسرا جیش دشمن کے سر پر پہونچگیا اور شام تک اسی قسم کے مقابلے جاری رہے-

۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو ہمنے دشمن کے اُن پانچ دستوں کو جو دوملوبیکار پہونچنے کی کوشش کر رہے تھے دوملوبیکار پہونچنے سے روکدیا، اسی طرح اُن کو شمال مین کتاہیہ کی سمت جانے سے روکا اور اب صرف دشمن کے لئے ایک راستہ نجات کا تھا اور وہ قزل طاش کا راستہ تھا جو مراد طاغ (جبل مُراد) کے شمال مین واقع تھا اور چونکہ اس راہ کی وادی پست و بلند اور پیچ دار تھی اس لئے دشمن کو اس راہ سے گذرنا بہت مشکل تھا اور پھر ہمارے سواروں کا فیلق کھڑا تھا۔

۳۰ اگست ۱۹۲۲ء کو ہمنے یہ مناسب سمجھا کہ میدان جنگ مین کوئی فیصلہ کن نتیجہ حاصل کرین اور دشمن کو گھیر لینے کی جو کارروائی ہمنے کی ہے اس سے فائدہ اُٹھائین چونکہ اس قسم کا نتیجہ حاصل کرنے کے لئے دشمن کی حالت کا معلوم کرنا ضروری تھا اور فوجی نقل و حرکت کی نگرانی نہایت احتیاط کے ساتھ لازمی اس لئے جناب صدر ارکان حرب جیش ثانی مین تشریف لے گئے اور اوسکو سواروں کے فیلق کے ساتھ شمال کی جانب بڑھایا اور ادہر مین نے جیش اوّل کی قیادت جنوب مین کی۔

مین جیش اوّل کے مرکز عام پر پہونچا اور سپاہ کو تیزی کے ساتھ تعاقب کی ضروری ہدایات دین پھر مین چوتھے فیلق کے افسر سے جا کر ملا، یہان کی حالت دیکھکر مین مجبور ہوا کہ آگے بڑھ کر صورت حال کو خود دیکھون۔ چنانچہ مین چال کوئی کے قریب اُس مقام تک گیا جہان دشمن پناہ لینا چاہتا تھا۔ یہان مین نے دیکھا کہ دشمن کی وہ سپاہ جو عشاق کی جانب پسپا ہورہی تھی جنرل ترکوپیس سپہ سالار عام کی ماتحتی مین مقامات دمیر الطرقیہ اور غربی چال کوئی مین اتماچ کوئی تک مختلف مواقع پر بشکل دائرہ جمع ہورہی ہو اور اُس کی پشت قزل طاش کی وادی کی جانب ہو۔

ہمارے جیش اوّل نے دشمن کی اس سپاہ کے دائرہ کو مشرق اور جنوب کی سمت مین لپیٹ رکھا تھا اور دوسرے جیش نے اوسکو چال کوئی، مزاق بیکپار کے شمال مین اور مغرب کی طرف سے گھیر لیا تھا اور ہمنے سواروں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ وہ جیش اوّل اور جیش ثانی کو جو دشمن کو گھیرے ہوئے ہین دشمن کے دائرہ کو تنگ کرنے مین مدد دین، اب چونکہ کوئی بات مخفی رکھنے کی نہ تھی اس لئے مین نے توپخانہ کو حکم دیا کہ وہ قریب تر مقامات سے دشمن پر سخت آتشباری کرین۔ مختصر یہ کہ حملہ شروع ہوگیا اور ہم نے ہر طرف سے دشمن کو دبانا شروع کیا۔ ظہر کے بعد مین نے دیکھا کہ دشمن کی صفوں مین حیرت و اضطراب پھیلا ہوا ہے اور وہ جس طرف جاتا ہے یعنی شمال مین مشرق مین، مغرب مین اور جنوب مین ہر طرف اُسکو یہی نظر آتا ہے کہ آتشباری نے اُسکا راستہ بند کر رکھا ہے یہ

حالت پاکر ہمارے توپخانہ نے آتشباری موقوف کردی اور بندوقون پر سنگین چڑھاکر پیدل سپاہ نے دشمن کی صفون پر زبردست حملہ شروع کیا، ڈھائی گھنٹہ کے بعد ہماری سپاہ کی سنگینین دشمنون کے سینون مین تھین اور شکست کا خاتمہ ہوچکا تھا۔

یہ شاندار فتح اسوقت حاصل ہوئی جبکہ آفتاب غروب ہوچکا تھا اور تاریکی کی سیاہ تیزی سے آرہی تھی تاکہ اس دردناک منظر کو انسانون کی آنکھون سے چھپائے، واقعہ یہ ہے کہ جب مین دوسرے دن میدان جنگ مین گیا تو بہت متأثر ہوا، بلاشبہ میدان جنگ کا دردناک منظر اسقدر اذیت رسان تھا کہ ہر ایک سپاہی اُس سے متأثر ہوتا تھا لیکن ہم کیا کرسکتے تھے، قدرت کا حکم ان لوگون پر پورا ہوا وہ لوگ جو خاک وخون مین غلطان اس میدان مین پڑے تھے اور جن کی تعداد بیشمار تھی، سپاہی نہ تھے بلکہ مجرم اور قاتل تھے۔

دشمن کے مذکورہ بالا پانچون دستون کو اس جنگ مین سخت نقصان پہونچا تھا اور باقی ماندہ سپاہیون نے اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کردینا شروع کردیا تھا جسکا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا، یونانی سپہ سالار عام جسنے انتہائی کوشش میدان جنگ سے بھاگ جانے کی کی تھی فرار کا کوئی راستہ نہ پاسکا اور آخر اسپر مجبور ہوگیا کہ اپنے ساتھیون سمیت خود کو ہمارے حوالہ کردے، چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیون کو لے کر وادی مین پہونچا، جہان اسکو ہمارے ایک فوجی لفٹننٹ نے معہ اسکے ساتھیون کے گرفتار کرلیا۔

برادران! ہم اس ہولناک جنگ کی آخری فصل کا مشاہدہ کررہے تھے کہ ہمنے دشمن کے ایک دستہ کو دیکھا جو عشکی شہر کے شمال اور سید غازی کی جانب سے جنوب کی طرف جارہا تھا، اس دستہ کو دیکھکر ہمارے جذبات بھڑک اٹھے اور ہمنے یہ آرزو کی کہ یہ دستہ بھی فوراً ہماری زد مین آجائے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن دستہ کے افسر کو اس خطرہ کا علم ہوگیا اور اُسنے فوراً اپنا رُخ بدل دیا اور ہماری نظرون سے غائب ہوگیا، اسکے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ دشمن کا مذکورہ بالا دستہ کوتاہیہ کی طرف چلا گیا اور وہان سے کدوس کی جانب، لیکن وہ جہان بھی جاتا ہماری سپاہ سے اُس کی ٹڈبھیڑ ہوتی اور ہماری سپاہ کے حملون کا اسکو شکار ہونا تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کدوس کے موقع پر ہماری سپاہ نے اُسپر حملہ کیا اور اسکو دوسری جانب دھکیل دیا، دشمن کا یہ دستہ وہی پندرھوان دستہ تھا۔

۳۰ر اگست سنہ ۱۹۲۲ء ہی کو ہماری سپاہ نے طوفلی سیور لیسی حصار مین دشمن پر حملہ کیا اور وہان سے اُسکو نکالکر تمام متصلہ مقامات اور مغربی سمت پر قبضہ کرلیا، دشمن کا دوسرا دستہ جس کی نسبت مین اُوپر بیان کرچکا

ہوں کہ وہ اس سمت میں موجود تھا اور پہلا اور ساتواں دستہ اُس سے آکر مل گئے تھے اور مغرب کی جانب ہٹ رہے تھے، دشمن کے ان تینوں دستوں نے ہماری ایک چھوٹی سی جمعیت پر جو وہاں موجود تھی حملہ کیا۔ ہماری جمعیت اس طاقتور حملے سے کچھ پیچھے ہٹ آئی، لیکن دوسرے دن اُسکو مدد پہنچ گئی اور اُس نے دشمن پر ایک ضرب لگائی اور زبردست شکست دیکر اُسکو عشاق کی جانب ہٹا دیا۔

پھر ہمکو معلوم ہوا کہ دشمن عشاق شہر کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا ہے، اس موقع پر میں مختصراً ۳۱ اگست ۱۹۲۲ء کی کارروائیوں کو بیان کرتا ہوں۔ ۳۱ اگست کو ہم نے دشمن کے ۵ دستوں پر کامیاب حملہ کر کر اُن کو تباہ کر دیا اور بہت سے قیدیوں کو گرفتار کیا اسی طرح تین دوسرے یونانی دستوں کو جو سمرنا کی جانب پسپا ہو رہے تھے برباد کیا، پھر ہمکو معلوم ہوا کہ دشمن کی وہ سپاہ جو عشاق شہر میں تھی اُسکا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے یہ معلوم کرتے ہی ہم نے دشمن کو اناطولیہ سے نکالنا شروع کیا۔ یہ ہمارے اُن خیالات کی ترکیبوں میں آخری حصے تھے جو ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو افیون قرہ حصار میں صبح کے وقت شروع ہوئے تھے۔ پھر ہم نے دملو پنار میں جنگ کی جو پانچ دن اور پانچ راتوں تک برابر جاری رہی اور ان ترکیبوں میں ہم نے دشمن پر کامیاب اور حقیقی فتح حاصل کی۔

حضرات! ہماری پیدل اور سوار سپاہ، شرائپنل توپوں، ہوائی جہازوں اور توپخانے نیز ہماری سپاہ کی ہر صنف نے گذشتہ میدانی جنگوں میں مافوق العادت شجاعت اور غیرت کا ثبوت دیا اور دشمن کی سپاہ کے قلوب میں اتنا رعب و خوف پیدا کر دیا کہ پھر اُسکو مقابلہ پر آنے اور جنگ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور باقی ماندہ یونانی سپاہ میدان سے بے ترتیب بھاگتے ہوئے بھاگ کھڑی ہوئی۔

بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ یونانی سپاہ، [illegible] ہو گئی تھی کہ اُس کی عقل و سمجھ بھی جاتی رہی تھی اور اسکا اثر ساری یونانی قوم پر پڑا تھا یعنی ترکی سپاہ کا رعب و خوف ساری یونانی قوم میں سرایت کر گیا تھا۔ یہاں تک کہ جو یونانی سپاہی جزائر میں مقیم تھے اُن کے کانوں میں بھی یہ آواز گونجنے لگی تھی کہ ترکی سپاہ آ گئی، اور وہ اس آواز سے متاثر ہو کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور اس امر کو بھول گئے تھے کہ ہمارے اور ترکی سپاہ کے درمیان سمندر حائل ہے۔ بعض یونانیوں پر ترکی سپاہ کا اتنا رعب و خوف چھا گیا تھا کہ وہ دیوانے اور مجنون ہو گئے تھے مختصر یہ کہ یونانیوں اور یورپ کے قلوب میں اس جنگ نے جو خوف و رعب پیدا کر دیا اُسکو پیش نظر رکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگ کا نام جنگِ رعب

یونانی" رکھا جائے، میدانی معرکون کے بعد جو حالات پیش آئے اُن کو مختصراً مین ذیل کے الفاظ مین بیان کرتا ہون، دشمن کے تین دستون یعنی پہلے، دوسرے، اور ساتوین دستون نے سمرنا کا رُخ کیا اور خیال یہ تھا کہ عشکی شہر مین جو تیسرا اور چوتھا دستہ دشمن کا ہے اُسکو یہ حکم دیا جائیگا کہ وہ فوراً مدآنیہ کی طرف روانہ ہوجائے تاکہ مدآنیہ سے اُسکو سمرنا لیجایا جائے اور بحری راستہ سے سمرنا پہونچایا جائے اگر دشمن یہ طریقہ اختیار کرتا تو اُسکے لئے بہتر ہوتا اور یہ بھی اُسکے امکان مین تھا کہ وہ تھریس وغیرہ سے سُرعت کے ساتھ سمرنا مین تازہ دم فوج لے آتا، اس طریقہ پر دشمن آٹھ دس دستون کو سمرنا کے مشرق مین جہان پتھریلی اراضی ہے جمع کرسکتا تھا اور مدافعت اُسکے لئے آسان تھی - ہمارا خیال یہی تھا کہ دشمن ضرور ایسا کریگا اور اسی طریقہ پر کاربند ہوگا چنانچہ اس بنا پر ہمنے بھی تیاریان شروع کین اور اپنی سپاہ کے لئے خطوط کو وضع کرنا ضروری خیال کیا اور جیش اول کو ہمنے فوراً یہ حکم دیا کہ وہ مع اپنی بھاری توپون اور رسالان کے آگے بڑھے، پھر سوارون کے جیش کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن کو دھکیلتا ہوا سمرنا تک لے جائے اور پھر دونون یعنی جیش اول اور سوارون کا جیش دشمن پر سخت حملہ شروع کرین اور جہان کہین وہ ملے اُسکو قیام کی مُہلت نہ دین اور دم لینے یا فوجی تدابیر سوچنے کا دم بھر کو موقع نہ دین۔

ہماری سوار و پیدل سپاہ اس تجویز کے موافق آگے بڑھی، دوسری جانب ہمنے یہ صورت اختیار کی کہ دشمن کے خط رجعت کو منقطع کردین اور دشمن کی اُس سپاہ کو جو عشکی شہر وغیرہ کی جانب سے واپس آئے اُسکو منتشر کردین، چنانچہ اس تدبیر کو عمل مین لانے کے لئے ہمنے سوارون اور پیدلون کو کوتاہیہ کے راستہ سے اپنی سپاہ کی کمک پر بھیجا تاکہ وہ دشمن پر حملہ آور ہو کر اُسکو پیچھے دھکیل دے۔

ہماری سپاہ مذکورۂ بالا تجویز کے موافق اینہ آوانی کی طرف بڑھی جہان اُسکا مقابلہ دشمن کی اُس سپاہ سے ہوا جو عشکی شہر سے پسپا ہوکر آرہی تھی، اور سخت جنگ کے بعد دشمن کو بروصہ کی جانب دھکیل دیا گیا، اس موقعہ پر چند امور قابل ذکر پیش آئے جن مین سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ہمارے قوجہ ایلی کے فوجی افسر نے ایک چھوٹی سی جمعیت سپاہ کی تیار کی اور اُس کی کمان اپنے ہاتھ مین لے کر دشمن کی اُس سپاہ پر حملہ کردیا جو کلکیک اور ازنیق کے تنگ میدان مین پڑی تھی، اس سخت حملہ نے دشمن کی صفون کو توڑ دیا اور وہ شکست کھاکر بھاگ گیا - اس کامیابی نے دشمن کے اُس خط رجعت پر بڑا اثر ڈالا جس پر عشکی شہر سے دشمن کی سپاہ واپس ہورہی تھی اور دشمن کو بجز اسکے اب کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ پسپا ہوکر نکل جائے اور جلد سے جلد موقع پائے اُس راہ کو

اختیار کرلے چونکہ ہماری سپاہ نے دشمن کی راہ فرار کو بند کردیا تھا اس لئے وہ بالکل خطرہ مین گھر گیا تھا اور اس خطرہ سے نجات پانے کے لئے وہ ہاتھ پاؤن مار رہا تھا اور جدھر منہ اُٹھتا تھا اُدھر بھاگ نکلتا تھا۔ خصوصاً اُن مواقع کی طرف اُسکا رُخ تھا جو کشیش طاغ اور بحیرۂ ازنیق کے درمیان واقع تھے اور جن کو پہلے سے تیار کرلیا گیا تھا اور جن کو گذشتہ طویل مدت مین کافی مضبوط کرلیا گیا تھا، اسموقعہ پر دشمن کے اجتماع کو دیکھکر ہمنے فوراً کلیک اور ازنیق کے میدان مین اپنی سپاہ کو طاقت پہونچائی تاکہ دشمن پر حملہ کیا جاسکے۔

برادران! مین واقعات کی تفصیل اور فرعی تفصیلات سے تقریر کو زیادہ طول نہین دینا چاہتا اسلئے اب صرف سمرنا کے حملہ کا واقعہ بیان کرتا ہون، دملوپیکار کے واقعہ کے بعد دشمن نے عشاق کا رُخ کیا۔ پھر آلاشہر، صالحلی، احمدلی، اور مشرقی سمرنا مین اپنی فوجین جمع کین اور بیرونی کمک سے اُنکو مدد پہونچائی لیکن اُس کی یہ ساری مساعی ہماری اُن تدابیر کے مقابلہ مین جو ہمنے اختیار کی تھین برباد گئین، ہماری سپاہ نے مذکورہ بالامقامات مین سے کسی ایک جگہ بھی دشمن کو کافی اجتماع اور جنگی تدابیر سوچنے کا موقعہ نہ دیا اور جس جگہ وہ جاکر ٹھہرا فوراً اُسپر حملہ کرکے اُسکو پیچھے ہٹا دیا۔ مختصر یہ کہ دشمن جس میدان جنگ سے بھاگا ہوا تھا اُسکو باہر نکل جانے کا موقع نہین دیا، بلکہ دوسرے مقام پر اُسکو پھر گھیر کر تباہ کردیا اور جسقدر دشمن کی سپاہ ہمارے ہاتھون سے بچکر نکلی وہ صرف وہ لوگ تھے جو غیر منظم طریقہ پر ایک ایک دو دو کرکے نکل گئے تھے، آخر یہ کہ ہم ۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء کو سمرنا کے قریب پہونچگئے

۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء کو صبح کے دس بجے ہماری پیدل اور سوار سپاہ ایک ساتھ سمرنا مین داخل ہوئی مین؛ اُسوقت مشرقی سمرنا کے ایک قہوہ خانہ مین بیٹھا ہوا فوجون کے گذرنے اور سمرنا مین داخل ہونے کا پُر لطف منظر دیکھ رہا تھا سامنے خلیج سمرنا بھی جسمین مین اپنا عکس مضطرب حالت مین دیکھ رہا تھا، شام کو مین سمرنا کے اندر داخل ہوا اور دارالحکومتہ مین قیام کیا۔

دوسری سمتون مین بھی شاندار کامیابیان حاصل ہوئین یعنی کشیش طاغ اور ازنیق کے درمیان جہان دشمن نے اپنی فوجون کو جمع کیا تھا ہمنے اُسپر حملہ کیا اور شکست دیکر اُسکو بحیرہ کی جانب دھکیل دیا، ۹ ستمبر سنہ ۲۲ء کو ہماری سپاہ نے دشمن کی اُس ساق پر کامل فتح پائی جو مشرقی بروصہ مین مدافعت کا قصد رکھتی تھی اور اُسکو شکست دیکر ہم بروصہ مین داخل ہوگئے۔ اسی طرح دشمن کے گیارہوین دستہ اور تیرہوین دستہ پر جو دشمن کے شمالی لشکر کا ایک حصہ تھا ہمنے کامیابی حاصل کی اور کدوس کے زیرین اطراف مین اُن کو تباہ کردیا

ہماری سپاہ سمرنا کی طرف جارہی تھی کہ اثنائے راہ میں اوسکو یہ اطلاع ملی کہ دشمن کے دو ڈویژن مندریس میں موجود ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کے ان ڈویژنوں کو سمرنا پر ہمارے قبضہ کی خبر نہیں ملی تھی اور وہ سیدی کوئی کی جانب سے سمرنا کے جنوب کی طرف جارہے تھے۔ جب یہ دونوں ڈویژن قریب پہونچگئے تو ہمنے سواروں اور پیدلوں کے دستوں کو ان کے استقبال کے لئے روانہ کیا، ادہر سے یہ دستے روانہ ہوئے اور دوسری جانب سے اُن کو ہمارے سواروں کے تیسرے دستہ نے جو اُنکے پیچھے بھاگ رہا تھا، مختصر یہ کہ ایک خفیف سی جھڑپ کے بعد دشمن کے دونوں دستوں نے ہتھیار ڈال دئے اور اپنے کو ہمارے حوالہ کردیا۔

میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ دشمن کی کوئی قوت انتظام کے ساتھ پسپا نہیں ہوئی بلکہ ایک ایک دو دو کرکے مختلف محاذات جنگ سے فرار ہوکر سپاہی سمرنا پہونچے اور سمرنا میں اُنھوں نے دیکھا کہ اسٹیمروں اور کشتیوں میں کثرت سے لوگ سوار ہورہے ہیں اور اضطراب وہیجان سے لوگوں کی عجیب حالت ہے، یہ دیکھکر بھاگے ہوئے سپاہی جزیرہ آورلہ میں جاکر پناہ گزین ہوئے۔ ہمنے یہ حالت معلوم کرکے اپنی سپاہ کو روانہ کیا تاکہ وہ آورلہ اور چشمہ سے اُن یونانی سپاہیوں کو نکال دے جو یونانی بیڑہ کی حمایت میں ادہر اُدہر پناہ گزین ہیں، ہماری اس سپاہ نے بہترین خدمت انجام دی اور سارے یونانیوں کو وہاں سے نکال دیا، مختصر یہ کہ ۱۶ ستمبر ۲۲ء کو اناطولیہ یونانیوں سے بالکل پاک ہوگیا اور ایک یونانی سپاہی بھی اناطولیہ کی زمین پر باقی نہ رہا اور بعض سپاہیوں نے اپنے آپ کو دریا میں گرکر غرق کردیا اور باقی ماندہ کشتیوں اور اسٹیمروں پر سوار ہوکر ہماری دسترس سے باہر ہوگئے۔

شمالی سمت میں جنگی حرکات کی صورت یہ تھی کہ ہماری سپاہ نے دشمن کی اُس سپاہ پر جو ۱۰، ۹ ستمبر ۲۲ء کو بروصہ سے پسپا ہوکر جارہی تھی سخت دباؤ ڈالا اور اُدہر ہماری اُس سپاہ کا جو مغربی بحیرہ ازنیق سے مدانیہ کی سمت میں جارہی تھی۔ دشمن کی اول پیدل ڈویژن سے جو ۵۵ و ۵۷ ڈویژن کے ساتھ تھی مقابلہ ہوگیا اور معمولی مقابلہ کے بعد جب دشمنوں کو اسکا یقین ہوگیا کہ وہ بحری راستہ سے نکل کر نہیں جاسکتے اپنے آپکو ہمارے حوالہ کردیا۔ دشمن کی اس سپاہ میں ۱۲۰۰ افسر اور ۶ ہزار سپاہی تھے اور بہت سا سامان جنگ اُسکے پاس تھا۔ اسکے بعد ہمنے دشمن کے تیسرے اور دسویں فرقوں کے تعاقب میں اپنی سپاہ روانہ کی جو ہمارے ہاتھوں سے بچکر نکل گئے تھے اور مدانیہ کی جانب جارہے تھے، ہماری سپاہ نے آگے بڑھکر ان کو پالیا اور انپر حملہ کیا، دشمن نے مقابلہ کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور سخت نقصان اُٹھاکر جزیرہ نمائے قپوطاغ میں جا

چھپا۔ دشمن کا خیال تھا کہ وہ جزیرہ نمائے قبولطاغ میں ہماری دسترس سے باہر ہو کر پناہ میں چلا گیا ہے لیکن ان میں سے پیدل تو اسٹیمروں پر سوار ہو کر نکل گئے اور باقی کو ہم نے گرفتار کر لیا اور اس طرح ہم نے دشمن کے تیسرے، پانچویں، دسویں، گیارہویں، پندرہویں اور پانچ ابتدائی اور تین دوسرے دستوں کو بالکل تباہ کر دیا اگر ہم ان دستوں کی تعداد کو جمع کریں تو کل بارہ دستے ہوتے ہیں اور یہ تعداد یونانی سپاہ کی اس تعداد کا مجموعہ ہے جو اُسنے اناطولیہ میں جمع کی تھی۔

برادران! میں نے اپنی تقریر میں واقعات کی تشریح اور حوادث کی تفصیل کی کوشش نہیں کی ہے ورنہ تقریر کا سلسلہ بہت طویل ہو جاتا۔ بہرحال اس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ دشمن فرار کی حالت میں جس آبادی سے گذرا یا جو آبادی اُسکے راستے میں پڑی اُسکو اُسنے آگ لگا کر تباہ و برباد کر دیا اور ہزاروں مکانات کو نذرِ آتش کر دیا۔

برادران! ہمنے جنگی حرکات کو یا ان جنگی حرکات کو جنھوں نے دنیا کو حیرت و استعجاب میں ڈال دیا ہے اُسوقت شروع کیا تھا جبکہ ہم سب کے سب اُسکے نتائج پر متفق اور کامل وثوق رکھتے تھے۔ جن لوگوں نے ہماری سپاہ کی طاقت کا اندازہ نہیں کیا اور وہ لوگ جو اس کی اصلیت و حقیقت کے ادراک سے عاجز تھے انھوں نے ہماری شاندار کامیابی کی نسبت اتفاقی امر کا جملہ استعمال کیا ہے لیکن واقعہ بالکل اسکے خلاف ہے۔ ہم نے کام شروع کرنے سے قبل تمام تفصیلات و جزئیات اور بہ لحاظِ غور و خوض کر لیا تھا اور ہر ضروری چیز کو فراہم کیا تھا مختصر یہ کہ ہمنے جو تیاریاں اور انتظامات کئے تھے اُن کا نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا، علاوہ ازیں دشمن نے بقدر قوت و امکان ہمارے آگے کو روکنے کی پوری کوشش کی تھی اور ہماری کوششوں کو تباہ و برباد کر دینے کا کوئی دقیقہ اُسنے اُٹھا نہ رکھا تھا۔ ہاں میں اپنی سپاہ کی مافوق العادت قوت پر کامل اعتماد رکھتا تھا، اور میں یہ امر ظاہر کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں کہ ہمارے تین آدمی جو فوجی حرکات اور وضع خطوط جنگ میں ملکر کام کرتے رہے ہیں میری طرف سے کامل اتفاق رکھتے تھے اور انھیں میرے اعتقاد حسن خاتمہ پر کامل بھروسہ تھا، اُن تین آدمیوں سے جنکا میں نے ذکر کیا ہے میری مراد حضرت فوزی پاشا صدر کمیٹی ارکان حرب، کاظم پاشا وزیر جنگ، اور عصمت پاشا افسر اعلیٰ متعلق میدان جنگ سے ہے۔

نتیجہ اور دستوں کے افسروں نے جنگی کارروائیوں میں اپنی قابلیت شجاعت اور مہارت کا ثبوت دیا اور اسی طرح ماتحت افسروں نے بھی اپنے فرض کو خوبی کے ساتھ انجام دیا، مختصر یہ کہ جنگ

شروع ہونے سے دو ہفتہ قبل ہم ایک دوسرے کے کانون مین آہستہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم دشمن پر حملہ کر کے اُسکو اناطولیہ سے نکال دین گے اور بلا تکان اس کام کو انجام دین گے پھر دشمن کو تباہ کر کے نہایت تیزی سے کامیابی کو حاصل کر لین گے۔ ہم مین سے بہت سے آدمی اُسوقت ایسے تھے جو ہمارے اس عقیدہ مین شریک نہ تھے۔

برادران! خدا کا شکر ہو کہ قوم کی غیرتِ مشترکہ اور فضل خداوندی سے ہمنے اپنے اُس مقصد مقدس کو حاصل کر لیا ہو جس کے لئے ہم تین سال سے پیہم کوششین کر رہے تھے اور اب کوئی مانع حصول مقاصد مین باقی نہین رہا ہے۔ ہمنے دشمن کے لشکر کو کچل ڈالا اور اناطولیہ کو یونانیون سے بالکل پاک کر لیا وہ یونانی سپاہی جو ہماری سنگینون اور تلوارون کے ڈر سے بھاگ گئے اور اپنی جان کو بچا لے گئے ہین وہ دنیا کے سامنے ابد تک ذلیل زندگی بسر کرینگے، یہ بھگوڑے یونانی سپاہی کہلانے کے مستحق نہین ہین بلکہ ان کو چور ڈاکو اور مجرم کہنا چاہئے۔ ان ڈاکوؤن نے ہمارے ملک کی آبادیون مین آگ لگا دی اور آباد دیہات و قصبات کو ویرانہ بنا دیا۔ مین امید رکھتا ہون کہ متمدن دانسانیت خواہ دنیا یونانیون کے ان وحشی و ظالم کارنامون کو تسلیم کریگی۔

برادران! اناطولیہ مین ہماری شاندار فتح تاریخ کی ایک عظیم القدر مثال ہو جو اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ قوم کے مضبوط عقیدہ سے ایک زبردست قوت پیدا ہوسکتی ہو اور جسمین زندگی کی روح پھونکی جا سکتی ہو، ہمنے اُن تمام مصائب اور مشکلات کو جو ہماری راہ مین حائل ہوئے برداشت کیا اور تمام مصائب پر غالب آ گئے، اور اب ہم اپنی اُن تمام آرزوؤن کو پورا کرنے کی کوشش کرین گے جو ہماری آزاد زندگی کے لئے لازمی ہین اور جو حدود قومی میثاق مین رکھی گئی ہین اُن مین آزاد زندگی بسر کرینگے۔

عنقریب ہمارے وطن کی اُس سرزمین سے جسکو یونانیون نے تباہ و برباد کر دیا ہے، امن و امان کا آفتاب طلوع ہوگا، ہان اُس سرزمین سے جسکے ہر زاویہ مین قوم نے مدافعت مین مسابقت کی کوشش کی ہو جس کی راہ مین اپنی روحون کو قربان کیا ہے اور جس کی زمین کو اپنے معصوم بچون کے خون سے سینچا گیا ہو۔

برادران! ہمنے جو شاندار کامیابی حاصل کی ہو اُسکا سبب اعظم صرف وہ اتحاد ہو جو ہماری قوم کا نصب العین رہا ہے مجھے اُمید ہو کہ صلح کے بعد ہماری قوم اسی ہمت و جرأت سے فتح کو کامل کرنے کے لئے

ایک اور کوشش یہ کی گئی کہ بلقانی ریاستوں کو ترکوں کے خلاف اُبھارا گیا اور جدید جنگ بلقان کے ظہور میں آنے کا اندیشہ ظاہر کیا جانے لگا لیکن یہ تمام کوششیں بے سود رہیں کیونکہ بلقانی ریاستوں نے جدید اتحاد کو مفید نہ پایا اور یونانی و برطانوی مساعی کو ٹھکرا کر ناطرفداری کو ضروری خیال کیا۔

اناطولیہ میں کامل ترکی فتح نے نہ صرف دُوَل حلفاء اور یونان کی تمام مساعی کو برباد کردیا بلکہ ترکی مقبوضات کے مسیحیوں کے قلوب میں بھی رعب و خوف پیدا کردیا اور اُنھوں نے یہ سمجھکر کہ اب ترکی مقبوضات میں مسیحیوں کو سازشیں پھیلانے اور مسلمانوں کو ستانے کا موقع نہ ملیگا نیز اس خیال خام کی وجہ سے کہ ترک اُن مظالم کا انتقام لیں گے جو مسیحیوں نے مسلمانوں پر کئے ہیں ترک وطن ضروری خیال کیا۔ چنانچہ ترکی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوتے ہی یونانی سپاہ کے فرار کے ساتھ ہی مسیحی آبادی بھی اناطولیہ اور سمرنا سے بھاگنے لگی، یونانی اور مسیحی آبادی اس اضطرار میں اس قدر بدحواس تھی کہ اپنے اپنے گھروں کو ضروری سامان لے کر چھوڑ رہے تھے اور ساحل کی طرف دوڑ رہے تھے، یہاں تک کہ سمرنا کا ساحل ان تارکان وطن سے پٹا پڑا تھا اور باوجود کثیر التعداد جہازوں کی موجودگی کے تارکان وطن کو جہازوں پر جگہ نہ ملتی تھی اور ایک ایک اسٹیمر یا جہاز پر اتنی تعداد مسافروں کی بھرگئی تھی کہ تنکہ رکھنے کی جگہ نہ تھی۔

جنرل ٹاؤنشنڈ مشہور انگریزی فوجی افسر نے برطانیہ کو تنبیہ کی آستانہ پر اتحادیوں کا قبضہ رکھنا حماقت ہے فرانس نے برطانوی مخالفانہ روش کو دیکھکر فوراً اس امر کا اعلان کردیا کہ فرانس ترکوں سے لڑنا نہیں چاہتا اور وہ زبردستی جنگ میں شریک نہیں کیا جاسکتا، اطالیہ نے بھی صاف طور پر جتلادیا کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا مسٹر لائڈ جارج نے ترکوں کی فاتحانہ روش کو دیکھتے ہوئے نوآبادیات سے امداد و اعانت کی خواہش کی اور جنگ چھیڑنے کی تیاریاں کیں لیکن ادہر نوآبادیات نے امداد و اعانت سے صاف انکار کردیا اور اُدہر برطانوی مزدور پیشہ جماعت نے اعلان کیا کہ وہ میدان جنگ کو سامان روانہ کرنیمیں مدد نہ دے گی۔

چند روز بعد فرانسیسی سپاہ چناق سے ہٹ گئی اور فرانس نے آخری طور پر اس امر کا اعلان کردیا کہ وہ ترکوں سے ہرگز جنگ نہ کریگا اور برطانیہ کے ساتھ شریک نہ ہوگا۔

مختصر یہ کہ سمرنا پر ترکی قبضہ نے یورپ اور خصوصاً انگلستان کی آنکھیں کھولدیں اور برطانیہ کو محسوس ہونے لگا کہ ٹرکی کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش فضول ہے اس لئے مناسب طریقہ پر مصالحت کی طرح ڈالی جائے۔

درہ دانیال کے ایشیائی ساحل کی طرف ترکوں کی پیشقدمی

سمرنا میں ترکی فوجیں نہایت سکون و طمانیت سے داخل ہوئیں اور شہر پر آسانی قبضہ کرلیا، لیکن نامرد یونانیو

نے چلتے چلاتے یہ شرارت کی کہ سمرنا میں آگ لگادی جس سے تقریباً ½ آبادی کو سخت نقصان پہونچا اور سمرنا کی بہترین عمارات جلکر خاک سیاہ ہوگئیں۔

سمرنا میں جسوقت ترکی فوجیں داخل ہوئی ہیں سارا شہر سپاہ کے استقبال کے لئے موجود تھا اور سپاہیوں سے بغلگیر ہورہا تھا، بوڑھی بوڑھی عورتیں سپاہیوں کے لئے کھانا اور فواکہات لئے کھڑی تھیں اور خوشی کے آنسوؤں کے قیمتی موتی نچھاور کررہی تھیں۔

۱۱ر ستمبر ۲۲ء کے بعد ترکی سپاہ نے اناطولیہ کو یونانیوں سے پاک کرکے درۂ دانیال کے ایشیائی سواحل کی طرف رُخ کیا اور فتوحات کے جوش میں پوری قوت سے آگے بڑھنے لگیں اور اپنا مرکز مقصود آستانہ کو قرار دیا۔ اوّل تو ترکی فتوحات کی تیز رفتاری اور یونانی کامل شکست وہزیمت نے ہی دُوَل حلفاء کو پریشان کر رکھا تھا، پھر اُس پر ترکی سپاہ کی آستانہ کی طرف پیشقدمی نے مزید اضطراب پیدا کیا اور اُدھر یونانی چیخ و پکار اور التوائے جنگ کی خواہش نے اور برطانیہ کو بدحواس کیا۔ آخر انگلستان نے فوراً پیرس میں بزم مشاورت کی طرح ڈالی اور پیرس جو کہ وزیر اعظم فرانس وغیرہ سے مشورہ کیا اور کثرت رائے سے یہ مناسب سمجھا گیا کہ درۂ دانیال کے ایشیائی ساحل کو فوراً خالی کردیا جائے اور اُس پر قبضہ کرنے میں ترکوں سے کسی قسم کی مزاحمت کا خیال نہ کیا جائے۔ ترکی سپاہ نے آگے بڑھ کر مقامات آزین اور چناق پر قبضہ کرلیا جو درۂ دانیال کے ایشیائی سواحل پر واقع ہیں پھر اصیہ پر قبضہ جمایا اور فرانسیسی والطالوی جھنڈے وہاں سے اُتار دیئے گئے۔

۱۷ر ستمبر ۲۲ء کے قریب ترکی سپاہ اُس علاقہ کے قریب پہنچ گئی جسکو اتحادیوں نے منطقہ غیر جانبدار قرار دے رکھا تھا، دُوَل حلفاء نے ترکی سپاہ کے افسروں کو ہدایت کی کہ وہ منطقہ غیر جانبدار میں داخل نہ ہوں اور اُس کا احترام کریں لیکن ترکوں نے انگورہ گورنمنٹ کی ہدایت کے بموجب دُوَل حلفاء کے نمائندوں کو یہ کورا جواب دیدیا کہ ہم نہیں جانتے کہ منطقہ غیر جانبدار کس جانور کا نام ہے۔

۲۳ر ستمبر ۱۹۲۲ء کو زبردست ترکی سپاہ نے منطقہ غیر جانبدار کو عبور کرلیا اور ایرن کوئی، اور چناق کے سلاقہ میں داخل ہوگئی۔ یہاں سے برطانوی مورچے بہت قریب واقع تھے منطقہ غیر جانبدار میں ترکی سپاہ کے داخل ہوجانے سے دُوَل حلفاء کی تشویش بہت بڑھ گئی اوّل تو دُوَل حلفاء کے نمائندگان آستانہ نے ترکوں کو دھمکایا اور جب دھمکی غیر موثر رہی تو فرانسیسی جنرل پلہ کو آستانہ سے سمرنا روانہ کیا تاکہ وہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا سے نزاعی معاملات کو طے کریں ادھر ترکی سپاہ برابر بڑھتی رہی اور بقول دُوَل حلفاء کے خطرہ میں اضافہ ہوتا گیا، آخر جب

حالت دُوَل حلفار کے نزدیک انتہائی خطرہ پر پہونچگئی تو دُوَل حلفار نے موسیو فرینکلن بوئلن سے خواہش ظاہر کی کہ وہ غازی ممدوح سے معاملہ کو طے کریں اور خطرہ کو روکنے کی تدابیر پر جلد سے جلد کوئی کارروائی کریں۔ موسیو فرینکلن بوئلن نے دُوَل حلفار کی تحریک سے عین اُسوقت جبکہ ترکی سپاہ چناق میں داخل ہو چکی تھی اور درہ دانیال کے تمام ایشیائی سواحل ترکی سپاہ سے معمور نظر آرہے تھے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمت میں اپنے تعلقات محبت کی سفارش کے ساتھ تا دیر یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اُن کے سمرنا پہونچنے تک مزید جنگی و فوجی کارروائیوں کو روک دیں اور جدید احکام جاری نہ کریں۔ غازی ممدوح نے اسکے جواب میں موسیو فرینکلن بوئلن کو فوراً طلب کیا اور وہ جنگی جہاز پر سوار ہوکر سمرنا پہونچے اور غازی ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

غازی ممدوح اور موسیو فرینکلن بوئلن کے درمیان تقریباً ۲۰ گھنٹہ تک معاملات پر گفتگو رہی اور موسیو فرینکلن بوئلن کی طرف سے اس امر کا اطمینان دلائے جانے کے بعد کہ تھریس ترکوں کو واپس دیا جائیگا اور ترکوں کے سارے مطالبات قبول کرلئے جائیں گے غازی ممدوح نے فوجی کارروائیوں کو روک دیا اور اسکے بعد ہی التوائے جنگ پر گفتگو کے لئے مدانیہ (بروصہ کا ساحلی مقام) میں ایک کانفرنس کے انعقاد کی تجویز قرار پائی۔

موسیو فرینکلن بوئلن نے اس امر پر نامہ نگاران اخبارات کے سامنے فخر کیا ہے کہ صرف وہی تنہا شخص ہیں جنھوں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے بلکہ یورپ کی دوسری خطرناک جنگ کو روکا ہے اگر وہ غازی ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن کو اطمینان نہ دلاتے تو یقیناً برطانیہ اور انگورہ گورنمنٹ میں تصادم ہو جاتا اور بہت ممکن تھا کہ بلغاریہ اس جنگ میں شریک ہوکر سارے یورپ میں جنگ کے شعلوں کو بھڑکا دیتا۔

یونان میں انقلاب

اناطولیہ کی شکست کے سلسلہ میں یونان کے اندر ایک عجیب انقلاب ظہور میں آیا یعنی جب شکست خوردہ یونانی سپاہ یونان پہونچی اور اناطولیہ کی شکست کے اسباب بیان کئے تو انقلاب پسندوں کے جذبات بھڑک اُٹھے اور موجودہ حکومت کو اُنھوں نے اُلٹ دینے اور وزرا اور افسران فوج کو شکست کا سبب قرار دیکر اُن کو سزا دینے کی ٹھان لی چنانچہ سب سے پہلے انقلاب پسندوں نے فوجی طاقت کو ہاتھ میں لیکر قسطنطین شاہ یونان کو مع شہزادوں کے گرفتار کیا اور جلاوطن کر دیا۔ پھر وزرار حکومت کو گرفتار کرکے اُن پر مقدمہ چلائے جانے کی تجویز کو منظور کیا اور پھر حکومت کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اس انقلاب نے یونان کی حالت کو بدل دیا، موسیو وینزیلوس کی پارٹی پھر برسر اقتدار ہوگئی اور وینزیلوس یونانی حکومت کی طرف سے گفتگوئے مصالحت کی کوشش کا خودمختار نمائندہ قرار پایا۔

۸ر اکتوبر کے اجلاس مین تھریس کے متعلق ترکی مطالبات کو قبول کر لیا گیا اور ۹ر اکتوبر کو بعض دوسرے مسائل زیر بحث آکر طے ہوئے۔ ۱۰ر اکتوبر سنہ ۲۲ء کو معاہدہ مکمل کر کے عصمت پاشا کی خدمت مین دستخط کے لئے پیش کیا گیا جسکی شرائط تقریباً وہی تھین جنکا ذکر اوپر آچکا ہے صرف اتنی زیادہ تھی کہ یونانی افواج تھریس کو پندرہ یوم کے اندر خالی کر دین گی اور اتحادی سپاہ حفاظت کے لئے ان مقامات پر جن کو خالی کیا جائے گا قبضہ کرلین گی۔ اور پھر ایک ماہ کے بعد یا قبل اتحادی فوجین بھی امن وسکون قائم ہو جانے کا اطمینان حاصل کر کے تھریس کو خالی کر دین گی۔ علاقہ چناق اور اسمد مین جدید منطقہ غیر جانبدار مخلوط کمیشنون کے ذریعہ قائم کیا جائیگا۔

۱۱ر اکتوبر سنہ ۲۲ء کو ترکی نمایندگان اور اتحادی نمایندون نے معاہدہ التوائے جنگ پر دستخط کر دئے لیکن یونانی نمایندون نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ معاہدہ مدانیہ کی تکمیل کے کچھ دنون بعد لائڈ جارج کی وزارت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور مسٹر بونر لا انگلستان کے وزیر اعظم بنائے گئے۔

تھریس اور آستانہ پر ترکون کا قبضہ

مدانیہ کا معاہدہ التوائے جنگ اگرچہ اول اول ترکون کے حق مین مفید معلوم ہوتا تھا لیکن بعد کو جو واقعات اور صورتین پیش آئین انھون نے ثابت کر دیا کہ ترکون کو فریب دیا گیا تھا اور خطرہ کو دور کرنے کے لئے دول حلفاء نے ترکون کو ٹھنڈا کر کے اپنا کام نکال لیا تھا

بہرحال مدانیہ کے معاہدہ التوائے جنگ کے بعد مشرقی تھریس سے یونانی سپاہ کو نکالا جانے لگا اور جن مقامات کا تخلیہ ہوتا گیا ان پر دول حلفاء کی فوجین قبضہ کرتی گئین اور ان کا انتظام ترکون کے حوالے کیا جاتا رہا دوسری طرف مخلوط کمیشن نے منطقہ غیر جانبدار کو گھٹانے کی کارروائی شروع کی اور سابق منطقہ غیر جانبدار کو گھٹا کر بہت مختصر کر دیا گیا اور ترکی فوجین اُس خط کے باہر چلی گئین جو منطقہ غیر جانبدار کا قرار دیا گیا تھا۔

انگورہ گورنمنٹ نے مشرقی تھریس کو ہاتھ مین لینے اور وہان کا انتظام کرنے کے لئے فوج، پولیس اور سرآوردہ عہدہ دارون کو روانہ کیا اور جنرل رافت پاشا کو مشرقی تھریس کا گورنر مقرر کیا۔ جنرل رافت پاشا انگورہ سے روانہ ہوئے اور آستانہ پہنچے۔ یہان ان کا شاندار استقبال ہوا کہ صدیون سے ایسا پرلطف منظر اور اجتماع کثیر دیکھنے مین نہین آیا تھا۔ آستانہ اسقدر آراستہ کیا گیا تھا کہ دلہن معلوم ہوتا تھا۔ عقیدتمند ترکون کی جماعتین جنرل رافت پاشا کے جلو کے سامنے جانورون کی قربانیان کرتے جاتے تھے اور چارون طرف سے پھولون کی بارش ہو رہی تھی۔ سلطان معزول وحیدالدین نے بھی اپنی طرف سے ایک خاص نمایندہ جنرل رافت پاشا کے استقبال کے لئے روانہ کیا تھا۔

جنرل رافت پاشا کے استقبال کی شاندار رسم اسقدر جوش و خروش سے ادا کی گئی کہ آستانہ کا وہ خوفناک منظر جو اتحادیون کے قبضہ کے زمانہ مین نظر آتا تھا بالکل بدلگیا تھا، ترکون کے چہرے فرط مسرت اور جوش سے کندن کی طرح دمکنے لگے تھے اور ہر جگہ قومیت کی ایک شاداب روح نظر آتی تھی۔ برخلاف اسکے مسیحیون کے چہرے پژمردہ اور خوف سے بھیانک ہوگئے تھے اور ہر ایک متنفس مسیحی اس فکر مین تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو آستانہ کو چھوڑ کر نکل جائے اور ترکون کے انتقام سے اپنے آپ کو بچائے اس قسم کے خیالات عموماً اُن مسیحیون کے قلوب مین پیدا ہو رہے تھے جو آستانہ پر یونانی قبضہ کا خواب دیکھا کرتے تھے اور اس خواب کی تعبیر کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کرتے رہتے تھے یا وہ لوگ تھے جنھون نے دُوَل حلفاء کے قبضہ کے زمانہ مین مسلمانون پر ناگفتہ بہ مظالم کئے تھے۔

مختصر یہ کہ جنرل رافت پاشا، شاہانہ شان سے آستانہ مین داخل ہوئے ابتداءً انھون نے ظاہر کیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ آستانہ مین قیام فرمائین گے لیکن پھر انھون نے اپنے ارادہ کو بدل دیا اور آستانہ کے انتظام کو اپنے ہاتھ مین لینے کی کارروائیان شروع کین رافت پاشا نے جو تدبیر آستانہ پر قبضہ جمانے کی اختیار کی تھی وہ کوئی فوری تجویز نہ تھی، بلکہ وہ انگورہ سے اس تجویز کو لے کر چلے تھے اور انگورہ مین یہ طے پا چکا تھا کہ آستانہ پہونچکر وہ وہان کی حالت دیکھین اور صورت حال کو مناسب پاکر وہان ٹھہر جائین اور پھر بتدریج انتظامی معاملات کو اپنے ہاتھ مین لے لین۔

رافت پاشا ایک قابل ترین فوجی افسر ہین اور انتظامی معاملات مین بھی اُن کو خاص دست گاہ حاصل ہے۔ انگریزی نوآبادیات کی خواہش کے وہ دشمن ہین۔ آستانہ پہونچکر انھون نے ہر دو حیثیت پر نظر ڈالی اور حالات کو موافق پاکر آستانہ کے انتظامی معاملات کو اپنے ہاتھون مین لینا شروع کیا فوجی پولیس کے لباس مین معقول تعداد فوج کی آستانہ مین فراہم کرلی اور آستانہ کی سپاہ کو بھی اپنا ہم نوا بنالیا جب کافی فوجی طاقت جمع ہوگئی تو انھون نے دُوَل حلفاء کے نمایندون کو آگاہ کیا۔ آستانہ کے انتظام کو چھوڑ دین اور سارے اختیارات انکو حوالہ کردین۔

جزوی معاملات کو طے کرکے جنرل رافت پاشا نے انگورہ گورنمنٹ کے اس تجویز کو یا مستقل بنایا کہ موجودہ خلیفہ جو درحقیقت نام کے خلیفہ تھے اور انگریزون کے اشارون پر چلتے تھے کے اختیارات حکمرانی کو سلب کرکے خلافت اور سلطنت کو علیحدہ علیحدہ کردیا اور خلیفۂ معزول کو اس کی اطلاع دیدی اور بطور نصیحت سلطان معزول کو بتایا کہ وہ انگورہ گورنمنٹ کی تجویز کو قبول کرلین لیکن سلطان معزول نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ آخر جنرل رافت پاشا نے اپنے اختیارات سے اسکا اعلان کردیا کہ حکومت کو خلافت سے علیحدہ کردیا گیا ہے یعنی سلطنت شخصی کے بجائے

کے ہاتھ مین رہیگی اور خلافت خلیفہ کے اختیار مین اور یہ انتظام اُسوقت تک جاری رہیگا جب تک کہ دولت عثمانیہ کی مشکلات پورے طور پر حل نہ ہوجائین - ترکون نے یہ تدبیر صرف وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اختیار کی تھی یعنی چونکہ سلطان معزول اپنے اختیارات سے دست بردار نہین ہونا چاہتے تھے اور بجز اسکے کہ خلافت کو سلطنت سے علیحدہ کرکے سلطان کے اختیارات کو سلب کرلیا جائے آستانہ کی حکومت پر قبضہ جمانے کی کوئی صورت نہ تھی اس لئے خلافت، اور سلطنت کو علیحدہ علیحدہ کردیا اور پھر اس مسئلہ کو اسلامی آبادی کی رائے پر موقوف رکھا اور قرار دیا کہ دولت عثمانیہ کی مشکلات کا خاتمہ ہوجانے پر اس مسئلہ کو عام اسلامی آبادی کی رائے سے طے کیا جائیگا۔

حکومت کے اختیارات کو اپنے ہاتھ مین لے کر آستانہ کو انگورہ گورنمنٹ کا صوبہ قرار دیا گیا اور انگورہ گورنمنٹ کے ماتحت آستانہ کا انتظام شروع کیا اور ساتھ ہی دُوَل حلفار سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ اور بیڑہ کو آستانہ سے ہٹالین کیونکہ دُوَل حلفار کی سپاہ اور بیڑہ کا آستانہ مین موجود رہنا عثمانی قوم کے استقلال پر ناقابل برداشت حملہ ہے اور عثمانی قوم اپنے اندرونی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کو گوارا نہین کرسکتی، دُوَل حلفار کے نمائندگان نے اس مطالبہ کی مخالفت کی اور آستانہ مین سپاہ و بیڑہ کی موجودگی پر اصرار کیا جنرل رافت پاشا نے اسکے جواب مین دُوَل کے نمائندگان کو دھمکی دی کہ اگر فوراً آستانہ کو خالی نہ کیا گیا تو وہ نظام قدیم کو بالکل تباہ کردینگے اور قرضہ جات سے قطعی انکار کردینگے، یہ دھمکی اس امر پر مبنی تھی کہ اگر آستانہ مین دُوَل حلفار نے سپاہ اور بیڑہ رکھنے پر اصرار کیا تو آستانہ مین بالشویزم کے اصول کو جاری کردیا جائیگا۔

جنرل رافت پاشا کی اس دھمکی کا دُوَل حلفار پر کوئی اثر نہین پڑا اور حالت خطرناک درجہ تک پہونچگئی، لیکن پھر چند روز بعد جب دُوَل حلفار نے دیکھا کہ ترکی سپاہ برابر مختلف شکلون مین آرہی ہے تو اُنھون نے اپنی روش کو بدل دیا اور اپنی سپاہ کو آستانہ سے ہٹاکر آستانہ کے تمام وکمال اختیارات ترکون کے حوالہ کردئے اور ترک آستانہ پر قابض ہوکر تمام اُمور کو انگورہ گورنمنٹ کی ہدایت کے موافق انجام دینے لگے۔

آستانہ پر کامل قبضہ ہوجانے کے بعد کچھ عرصہ تک رافت پاشا آستانہ مین رہے اور پھر یہ معلوم کرکے کہ اگرچہ یونانیون نے تھریس کو بالکل خالی کردیا ہے لیکن وہ مغربی تھریس مین فوجی تیاریان کررہے ہین اور ترکون سے پھر نبرد آزمائی ہوسکنے کا خیال ہے وہ انگورہ گورنمنٹ کے حکم سے تھریس تشریف لے گئے اور عدنان بک آستانہ کے گورنر مقرر کئے گئے

وحید الدین سادس کا فرار

لوزان کانفرنس کے افتتاح سے دو تین روز قبل سلطان وحید الدین سادس آستانہ سے بھاگ نکلے اور انگریزوں کی پناہ میں چلے گئے، انگریزوں نے اُن کو مالٹا پہونچا دیا، جہاں وہ کچھ عرصہ تک رہے اور پھر حجاز چلے گئے اور شاہ حسین کے مہمان ہوئے سلطان وحید الدین کے حجاز پہنچانے اور مکہ معظمہ پہونچانے سے انگریزوں کا جو مقصد تھا وہ کسی سے مخفی نہ تھا، انگریزوں کا خیال تھا کہ خلافت وحید الدین کی ذات سے وابستہ ہو۔ اسی خیال کی بنا پر انھوں نے وحید الدین کو اول ہندوستان بھیجنا چاہا لیکن جب مسلمانان ہند نے وحید الدین کے فرار کو غداری سے تعبیر کیا اور اُن کی خلافت سے انکار کر دیا تب اُنھوں نے اُنکو حجاز بھیجا، وہاں سے انھوں نے اپنی معصومی اور بے گناہی کا اعلان کر کے خلافت کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس اعلان کا اثر بالکل اُن کے خلاف پیدا ہوا اور کسی نے سلطان معزول کی بات پر کان نہ دھرا۔

انگورہ کی قومی مجلس نے وحید الدین کے فرار کے بعد فوراً باضابطہ اجلاس منعقد کیا اور علمائے دین سے سلطان کے عزل کا مستند فتویٰ حاصل کر کے سلطان عبد المجید خان ولی عہد دولت کو کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کیا، چونکہ سلطان وحید الدین کا فرار اور غیر مسلم قوم میں اُن کا پناہ لینا وقار خلافت کے خلاف تھا، اس لئے دنیائے اسلام نے اُن کو اس فعل پر اظہار نفرت کیا اور اُن کے عزل کے فتویٰ کو بسر و چشم تسلیم کر لیا، سلطان معزول کے ہمراہ اُن کے بہت سے ہمنوا جن میں سابق شیخ الاسلام دری زادہ بھی تھے چلے گئے۔

لوزان کانفرنس

۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء کی صبح کو لوزان کانفرنس کا افتتاح ہوا اور آج کے اجلاس میں جو تقریریں ہوئیں اُن میں مصالحانہ روش کا ثبوت دیا گیا، عصمت پاشا نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا کہ گذشتہ جنگ کے شروع ہونے کے بعد سے جبکہ دشمن کے اصول کی بنا پر التوائے جنگ ہوا تھا، ترکی کو صلح کے حقیقی فوائد سے محروم رکھا گیا، آخر کار ترکوں کو یہ معلوم ہوا کہ اب انکے لئے نجات حاصل کرنے کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ بزور طاقت اپنے وطن کی حفاظت کریں، چنانچہ ترک اپنی مادی و اخلاقی قوت کے بھروسہ پر اپنی قومی ہستی کی حفاظت کے لئے تیار ہوگئے، ترکی قوم نے بے انتہا مصائب و قربانیاں برداشت کیں اور ترکی عورتوں اور بچوں نے بھی صبر و تحمل کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت میں مصائب برداشت کیا

اسکے بعد عصمت پاشا نے ایشیائے کوچک میں یونانیوں کی [illegible] کارروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یونانیوں نے بلا کسی فوجی یا جنگی ضرورت کے محض اس ملک کو برباد کرنے کی غرض سے [illegible] تباہی پھیلائی اب ترکی قوم نے اپنی قوت بازو کے بھروسہ پر مہذب و متمدن اقوام کی مجلس میں اُن تمام حقوق کے ساتھ [illegible]

کو حاصل ہونا چاہئیں اپنے لئے باعزت جگہ حاصل کرلی ہو۔

رسمی کارروائیون کے بعد معاملات کی طرف توجہ کی گئی اور مختلف امور متنازعہ کو بحث وگفتگو کے لئے ۳ حصوں مین تقسیم کیا گیا یعنی۔

۱۔ فوجی، ملکی اور درہ دانیال و باسفورس کے مسائل کا کمیشن زیر صدارت انگریزی۔

۲۔ مالی و اقتصادی معاملات کا کمیشن زیر صدارت فرانسیسی۔

۳۔ مراعات سیاسی اور قلیل التعداد مسیحی اقوام کے امور زیر صدارت اطالوی۔

ان کمیشنون کا اجلاس روزانہ ہوتا رہا اور سب کمیشن بھی کام کرتے رہے اور اصل اجلاس کی کارروائی بھی جاری رہی، اتحادیون نے اس امر پر آمادگی ظاہر کی کہ آبناؤن کی آزادی کے بارہ مین ٹرکی کو مزید رعایات دیجائین، اور آبناؤن کو ایک انتظامی کمیشن کی نگرانی مین رکھا جائے جسکو مجلس اقوام مقرر کرے گی، روسی وفد نے ظاہر کیا کہ روس تمام ترکی مطالبات کی تائید کریگا اور آبناؤن پر مجلس اقوام کی نگرانی کو کسی طرح تسلیم نہ کریگا۔

ترکون نے یورپ کے اندر ملکی حدود کا مسئلہ پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ ۱۹۱۳ء کی ترکی حدود بحال کیجائین تھریس مین دریائے مرتضیٰ کے دونون کنارون پر ۳۰ کیلومیٹر عریض رقبہ کو غیر قلعبند کئے جانے کو ترکون نے منظور کرلیا۔

ایک ہفتہ کے اجلاس مین کانفرنس نے جو امور طے کئے اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹرکی کی سرحد یورپ کے اندر دریائے مرتضیٰ کے کنارہ پر قائم کردی گئی۔ مغربی تھریس یونان کو دیدیا گیا، ٹرکی بلغاریہ اور یونان کے درمیان ایک عریض غیر قلعہ بند علاقہ قائم کردیا گیا۔

مراعات سیاسی اور آبناؤن کی آزادی پر کئی مرتبہ گفتگو ہوئی، ان دونون مسئلون کا سمجھوتہ کسی طرح نہ ہوسکا، نہ تو ترک ہی اپنے مطالبات سے دست بردار ہوئے اور نہ دُوَل حلفا نے اپنی ضد ترک کی، ترکون نے صاف طور پر اتحادی نمائندگان کو آگاہ کردیا کہ غیر ملکی اشخاص آئندہ ٹرکی کے ملکی قانون کے ماتحت رہین گے اور کسی قسم کی رعایت غیر ملکیون کو نہ دیجائے گی۔

دوسرے ہفتہ کے آخر مین لوزان کانفرنس کے مباحث نے نیا پہلو بدلا یعنی ترکون اور اتحادیون کے درمیان بات بات پر بحث گفتگو تک نوبت پہونچنے لگی اور لارڈ کرزن علی الاعلان ترکون کی نالائقی ظاہر کرنے لگے اور کانفرنس کی ناکامی کے آثار نظر آنے لگے، لارڈ کرزن خود بھی ہٹ دھرم تھے اور اپنے اتحادی نمایندون

کو بھی انھون نے اپنی چالاکی سے اپنا ہمنوا بنالیا تھا غرض ایک طرف ہم خیال اتحادی نمایندون کا جتھا تھا، اور دوسری جانب بیچارے ترکون کا کمزور وفد لیکن ترک اس اتفاق سے مضطرب و مایوس نہین ہوئے عصمت پاشا نے لارڈ کرزن کی چالاکیون کا معقول و دندان شکن جواب دیا اور کسی موقعہ پر اتحادیون کی کوئی چال نہ چلنے دی، روسی وفد ترکون کی تائید مین تھا اور آخر وقت تک ترکون کی تائید مین رہا اور ترکون کو دول حلفاء کے نمایندون کی چالون سے آگاہ کرتا رہا، ۳ دسمبر سنہ ۲۲ء تک کانفرنس اسی صورت پر جاری رہی اور معاملات کو طے کرنے مین بہت کم کامیابی ہوئی - آخر نمایندگان صلح، کانفرنس کی سست رفتاری سے اکتا گئے اور کانفرنس کی ناکامی کا خیال دن بدن بڑھنے لگا - یکایک ۴ دسمبر سنہ ۲۲ء کو کانفرنس مین پھر گرمی پیدا ہو گئی یعنی جب آبنایون کا مسئلہ مختتم تجاویز کے لئے چھیڑا گیا اور ملکی و جنگی کمیشنون مین اس مسئلہ پر سرگرم بحث شروع ہوئی تو کانفرنس کے مباحث مین لطف آنے لگا - اس اجلاس مین ۴ روسی نمایندے شریک تھے، سہ پہر کو جب کمیشن کے سامنے بلغاریہ، رومانیا اور روس کی تجاویز پیش ہوئین تو ترکون نے روسی تجاویز کی زبردست تائید کی یعنی یہ کہ

۱- بحیرۂ اسود مین جنگی جہازون کو جانے سے روکا جائے۔

۲- آبنایون پر ترکی تسلط قائم رہے۔

۵ دسمبر سنہ ۲۲ء کو ملکی و جنگی کمیشن کے اجلاس مین آبنایون کے متعلق، روس، رومانیہ اور بلغاریہ کی تجاویز پر بحث ہوئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، ۸ دسمبر کے اجلاس مین عصمت پاشا نے اس بات پر زور دیا کہ دارالخلافت کی حفاظت کے لئے آبنایون کی قلعبندی کی سخت ضرورت ہے خصوصاً بحیرۂ مارمورا کی، ترک اس امر پر آمادہ نظر آتے تھے کہ زمانۂ جنگ مین آبنایون کی نگرانی کی جائے لیکن وہ باسفورس کے استحکامات کا منہدم کیا جانا منظور نہین کر سکتے تھے - اتحادیون نے آبنایون کے متعلق اپنی آخری تجاویز پیش کین جنمین عصمت پاشا نے مناسب ترمیمین کین اور ان مین سے بعض کو منظور کر لیا گیا اور آبنایون کا مسئلہ تقریباً طے ہو گیا۔ مختصر یہ کہ ۲۰ نومبر سنہ ۲۲ء سے فروری سنہ ۲۳ء کے ابتدائی ایام تک قلیل التعداد اقوام کے حقوق کا معاملہ، مسئلہ موصل، ترکی قرضہ جات کے مسائل اور تبادلۂ آبادی نیز مراعات سیاسی وغیرہ کے معاملات پر برابر بحث ہوتی رہی بعض جزوی امور پر اتفاق رائے بھی ہوا لیکن کامل مفاہمت نہ ہو سکی - ترکون نے شروع سے آخر تک موصل کے مطالبہ اور مراعات سیاسی کے قطعی انکار سے جنبش نہین کی اور ہر چند کہ دول حلفاء کے نمایندون نے بہت کچھ فریب دہی اور چالون سے کام نکالنا چاہا لیکن ترکون نے اپنے مطالبات مین ذرہ بھی کمی نہ کی اور آخر وقت تک اپنے مطالبات پر مصر رہے

سے قائم رہے۔

۲ رجنوری ۱۹۲۳ء کو عصمت پاشا کو انگورہ گورنمنٹ کی جانب سے یہ ہدایات موصول ہوئیں کہ وہ ترکی میثاق ملی کے استحکام پر قائم رہیں اور جو امر میثاق ملی کے منافی ہو اوسکو ہرگز قبول نہ کریں۔ ترکی وفد صلح کو یہ بھی اختیار دیا گیا کہ جو دول انفرادی طور پر ترکی میثاق ملی کے بموجب صلح کرنا چاہیں ان سے جداگانہ صلح کر لیجائے،

ادہر لوزان کانفرنس میں مشرقی مسائل زیر بحث تھے اور اُدہر یورپ کی حالت موجودہ پر یعنی جرمنی اور فرانس کے اُس مناقشہ پر جو ادائیگی تاوان کے متعلق تھا فرانس اور برطانیہ کے درمیان پیرس میں گفتگو جاری تھی۔ جرمنی کے معاملہ میں چونکہ فرانس اور برطانیہ کا نقطۂ خیال ہمیشہ مختلف رہا ہے اس لئے پیرس کانفرنس میں اس اختلاف کو دُور کرنے کی کوشش کی گئی تھی متعدد اجلاس ہوئے لیکن جرمنی سے تاوان وصول کرنے کے مسئلہ پر اتفاق رائے نہ ہوسکا، برطانوی تجارت چونکہ جرمنی برآورد سے خاص تعلق رکھتی ہو اس لئے برطانیہ جرمنی پر زبردستی کرنے کا خواہشمند نہ تھا اور فرانس اپنی پوری طاقت سے دبا کر جرمنی کو ادائیگی تاوان پر مجبور کرنا چاہتا تھا، آخر نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس اور برطانیہ میں اتحاد رائے نہ ہوسکا اور فرانس نے تنہا کارروائی کو ضروری سمجھا اور کانفرنس ٹوٹ گئی۔

فرانس اور برطانیہ کے درمیان پیرس کانفرنس کے شکست ہوجانے کے بعد کشیدگی بڑھ گئی اور عام طور پر یہ اندیشہ پیدا ہوگیا کہ اسکا اثر لوزان کانفرنس پر بھی پڑیگا، روسی وفد اس کشیدگی سے بہت خوش تھا، اور اپنے مقاصد میں کامیابی پر اب اُسکو یقین ہوگیا تھا لیکن دُول حلفاء کے نمایندوں نے فوراً یہ اعلان کردیا کہ پیرس کانفرنس کی شکست کا اثر لوزان کانفرنس کے معاملات پر نہیں پڑ گیا اور مشرقی معاملات کو روبراہ لانے میں فرانس اور برطانیہ متحدہ و متفقہ طور پر کام کرینگے۔

لوزان کانفرنس پیرس کانفرنس کی شکست کے بعد بھی جاری رہی اور تبادلہ اسیران جنگ تاوان جنگ اور نقصان آبادی کے تاوان وغیرہ مسائل زیر بحث آئے۔ ارمنی قومی وطن اور عثمانی قرضہ کی تقسیم اُن ممالک پر جو اُسکے مقبوضات سے جُدا کرلیے گئے ہیں کے مسائل پر بھی گفتگو ہوئی۔ مقتولین جنگ کی قبروں کا مسئلہ بھی بساط بحث پر لایا گیا اور ترکوں نے اُن جہازات کا جو جنگ یورپ شروع ہونے کے وقت انگلستان نے روک لئے تھے، مطالبہ بھی کیا۔ غرض بہت سے معاملات پر گفتگو جاری رہی، ارمنی قومی وطن کے مطالبہ کو رد کردیا گیا اور اسی طرح بعض دوسرے مسائل پر بھی اتفاق رائے ہوگیا لیکن مسئلہ موصل، مراعات سیاسی عثمانی

قرضہ وغیرہ کے مسائل طے نہ ہو سکے اور آخر یہ کہ دول حلفاء کے نمایندون نے مسودہ صلح کو مرتب کیا اور جنوری کے آخر مین ترکون کے حوالہ کردیا۔

جو صلح نامہ اتحادیون نے ترکون کو حوالہ کیا اُس کی خاص شرائط کا خلاصہ یہان درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ ترک ممالک مصر و سوڈان کے جملہ حقوق سے دست بردار ہوتے ہین۔

۲۔ بحیرۂ ایجین سے لیکر بحیرۂ اسود تک سرحد کے دونون طرف ۱۰-۱۰ کیلومیٹر عریض قطعہ غیر جانبدار رہیگا۔

۳۔ آبنائین تجارتی جہازون اور غیر مصافی آلات پرواز کی آمد و رفت کے لئے (بجز اُس صورت کے جبکہ ٹرکی برسر جنگ ہو) کھلی رہین گی اگر ٹرکی برسر جنگ ہو تو صرف غیر جانبدار دول کے جہازات جانے پائین گے اور اُن پر حق تلاشی عائد ہوگا۔ زمانہ صلح مین جنگی جہازات اور جنگی آلات پرواز کو آمد و رفت کی کامل آزادی حاصل ہوگی، مگر زیادہ سے زیادہ جہازات اور آلات پرواز کوئی سلطنت صرف اسقدر لے جاسکے گی جن کی قوت ریاستہائے سواحل بحیرۂ اسود کی زبردست ترین قوت سے زائد نہ ہوگی۔

ہر صورت مین دول کو اختیار حاصل ہوگا کہ ایک وقت مین تین جنگی جہازات آبنایون سے گذار سکین بشرطیکہ کوئی جہاز دس ہزار ٹن سے زیادہ ظرفیت کا نہ ہو۔

بزمانۂ جنگ اگر ٹرکی غیر جانبدار ہو تو بھی آزادی قائم رہیگی مگر یہ قیود اُن متخاصم دول پر عائد ہونگے جو سواحل بحیرۂ اسود سے تعلق رکھتی ہین (کیونکہ ایسا کرنے سے اُن کی حیثیت ایک فریق متخاصم کی حق تلفی ہوگی)
بزمانۂ جنگ اگر ٹرکی برسر جنگ ہو تو صرف غیر جانبدار دول کے جہازات جاسکین گے اور اُن پر قیود مندرجہ صدر عائد ہوسکین گی۔

اگر ٹرکی اور ریاستہائے سواحل بحیرۂ اسود کہ دولت روس اگر پسند کرین تو کسی سلطنت کے جہازات اور آلات پرواز کی تعداد پر جو اُن کے بندر یا ہوائی مستقر مین آئین تحدید عائد کرسکتی ہین۔

درۂ دانیال کے دونون کنارے ۱۵ کیلومیٹر تک مع جزائر ... ساموتراکیہ، لمنوس، امبروس اور تنیدوس غیر قلعہ بند کردے جائین گے اور ٹرکی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ آبنایون کی آلات پرواز کے ذریعہ نگرانی کرے، اور علاقہ جات غیر قلعہ بند مین اپنی افواج کو آزادی سے حرکت دے سکے۔

یونانیون کو اجازت ہوگی کہ اپنے جزائر کے سمندرون مین اپنا جنگی بیڑہ رکھ سکین مگر یہ اجازت نہ ہوگی

کہ وہ اُن جزائر کو ٹرکی کے خلاف بحری مستقر بنا سکیں۔

ترکوں کو اجازت ہوگی کہ وہ آستانہ میں بارہ ہزار فوج رکھ سکیں۔

آبنائیوں کی آزادانہ آمدورفت کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا جس میں دُول عظام ٹرکی، بلغاریہ، رومانیہ، یونان، یوگوسلافیہ اور روس کے نمائندے شامل ہونگے، اس کمیشن کا پریسیڈنٹ ترک ہوگا اور یہ کمیشن مجلس اقوام کے ماتحت رہیگا۔

۴۔ اگر کسی صورت سے معاہدہ جات کی خلاف ورزی ہوئی تو دُول معاہد اور ہر صورت میں فرانس برطانیہ، اطالیہ اور جاپان متفقہ و متحدہ طور پر مداخلت کریں گے اور اُن عام اختیارات کو کام میں لائیں گے جو مجلس اقوام کی کونسل کی طرف سے اُن کو تفویض ہونگے۔

۵۔ ٹرکی قبول کرتا ہے کہ تمام باشندگان قلمرو ترکیہ کی حفاظت کریگا اور باستثنائے ۲ لاکھ یونانیان آستانہ کے تمام یونانی اور ترکی آبادی کا تبادلہ کرلیا جائیگا۔

۶۔ مراعات سیاسی کو اصولاً منسوخ کردیا جائیگا، مگر فی الحال عدالتی، تجارتی اور محصولات کے انتظام کے متعلق عارضی طور پر دفعات قائم کی جائیں گی۔

۷۔ ترکی کو ۱۵ ملین ترکی پونڈ بطور معاوضہ نقصانات جنگ بشرح ۵ فیصدی سود اور ایک فیصدی ادائیگی قرضہ فنڈ ادا کرنا ہوگا یہ رقم ۹ لاکھ پونڈ کی ۲۷ اقساط میں تقسیم ہوگی جو سالانہ واجب الادا ہوگی اور پہلی قسط یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو ادا کرنی پڑیگی۔

۸۔ یونانی اور ترک ایک دوسرے پر مطالبہ تاوان سے دستبردار ہوتے ہیں۔

۹۔ خلافت تمام سیاسی، قانون سازی اور انتظامی معاملات میں دخل دینے سے اُن اقوام کے متعلق دستبردار ہوتی ہے جو دُول متعاہد کی رعایا، یا حفاظت میں ہیں یا اُن علاقہ جات میں بود و باش رکھتے ہیں جو از روئے معاہدہ ہذا ٹرکی سے علیٰحدہ کئے جائیں گے۔

۱۰۔ ٹرکی ذمہ دار ہوتا ہے کہ اپنی تمام رعایا بلا لحاظ مسلمان و غیر مسلمان کی جان و مال کی کامل حفاظت کریگا۔ اور وہ سب کو برابر سمجھیگا۔

۱۱۔ ترکی منظور کرتا ہے کہ قلیل التعداد اقوام کے متعلق وہ شرائط قبول کریگا جو اُنکے متعلق دیگر دُول مغرب کے عہدناموں میں ہیں۔

۱۲- ٹرکی، کی بین الاقوامی ذمہ داریاں مجلس اقوام کی قائم کردہ عدالت کے ماتحت رہینگی۔

۱۳- قرضہ جات عثمانی کی جو میزان یکم نومبر ۱۹۱۴ء کو تھی وہ ٹرکی اور دیگر اُن سلطنتوں مین تقسیم ہوجائے گی جنکے قبضہ مین عثمانی مقبوضات آئین گے اور ٹرکی کے ذمہ محض اسی قدر قرضہ رہیگا جسکا وہ ذمہ دار ہے۔

حوالگی معاہدہ کے بعد معاہدہ کی حوالگی کے بعد نمائندگان دُوَل حلفاء نے اعلان کیا کہ اب کوئی اجلاس کانفرنس کا نہ ہوگا اور ہوگا تو صرف معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے ترکون نے معاہدہ کو پڑھ کر رائے ظاہر کی کہ شرائط مین بعض باتین خصوصًا مالی معاملات کے بارہ مین ایسی درج ہین جو قطعی نئی ہین اور جن پر کانفرنس کے اجلاس مین گفتگو نہین ہوئی، بہر نوع مسودہ صلح انگورہ بھیجدیا جائیگا، اور اسکا بصورت موجودہ قبول کیا جانا غیر ممکن ہے

انگورہ کی وطنی مجلس کبیر نے ۴۸ گھنٹے کے مسلسل اجلاس مین مسودہ صلح پر خفیہ بحث تحمیص کی اور کثرت رائے سے یہ تجویز کیا کہ صلحنامہ پر دستخط نہ کئے جائین کیونکہ اسکے شرائط میثاق ملیہ کے منافی ہین اس تجویز کی ایک نقل عصمت پاشا کو روانہ کردی گئی اور عصمت پاشا نے صلحنامہ پر دستخط کردینے سے انکار کردیا۔

دُوَل حلفاء کے نمائندے عصمت پاشا کے انکار کردینے سے اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے اور عصمت پاشا بھی ۷ فروری ۱۹۲۳ء کو لوزان سے روانہ ہوگئے ابتداءً تو یہ خیال تھا کہ کانفرنس شکست ہوگئی اور عنقریب جنگ چھڑ جائے گی، لیکن جب دُوَل حلفاء نے ترکون کو مستعد اور اپنی رائے پر مضبوط و ثابت قدم پایا تو اعلان کردیا کہ کانفرنس کا سقوط نہین بلکہ التوا ہوا ہے اور مزید بحث و گفتگو کا موقع باقی ہے۔

بندرگاہ سمرنا کا تخلیہ لوزان کانفرنس کے التوا کے بعد چونکہ جنگ کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا اور دول حلفاء کی فوجی نقل و حرکت مین گرمی پیدا ہوگئی تھی اس لئے ترکون نے حفظ ماتقدم کے طور پر دُوَل حلفاء سے مطالبہ کیا کہ وہ فوراً بندرگاہ سمرنا سے اپنے جہازون کو ہٹالین ورنہ اُن پر گولہ باری شروع کردیجائے گی، تخلیہ کی مدت کا کئی مرتبہ اعادہ ہوا۔ آخر جب دُوَل حلفاء نے نہ سنا اور اپنے جہازات ہٹانے کے بجائے اُن مین اور اضافہ کردیا تو ترکون نے بندرگاہ مین بحری سرنگین بچھادین اور گولہ باری کی تیاری شروع کی۔ مجبوراً دُوَل حلفاء نے اپنے جہازون کو سمرنا کی بندرگاہ سے ہٹالیا اور بندرگاہ کو خالی کردیا۔

آئندہ کیا ہوگا معاملات معلق ہین اور دُوَل حلفاء رفتار زمانہ کو دیکھ رہے ہین، دوسرے لوزان کانفرنس کے

جلد شروع ہونے کی توقع ہو لیکن لارڈ کرزن کی مخالف اسلام پالیسی سے ہر وقت خطرناک واقعات پیدا ہو جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے خدا کرے جلد معاملات رو براہ آجائیں اور شرق قریب کے معاملات کا فیصلہ ہو کر امن و امان کی شکل نظر آئے

دوسری لوزان کانفرنس

دول حلفاء کا خیال تھا کہ لوزان کانفرنس کے خاتمہ کی دھمکی سے غالباً ترک اُن شرائط پر صلح کر لیں گے جو انھوں نے پیش کی تھیں لیکن ترکوں نے سلسلہ گفت و شنید کے انقطاع کی پروا بھی نہیں کی اور فوجی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ترکوں کی طمانیت کو دیکھ کر دول حلفاء نے بعض ایسی باتیں شایع کیں جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گفتگوئے صلح کے انقطاع کی ساری ذمہ داری ترکوں پر عائد ہوتی ہے لیکن ترک نمائندگان لوزان کی جماعت نے فوراً اس کے جواب میں دنیا کو بتلا دیا کہ جو الزام ترکوں پر لگایا جا رہا ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے آخر جب دول حلفاء نے اپنی تدبیروں کو کامیاب نہ دیکھا تو باہمی مشورہ سے قرار دیا کہ لوزان کانفرنس کی گفتگو کو اختتامی نہ سمجھا جائے اور دوبارہ کانفرنس کو منعقد کیا جائے۔

قبل اس کے کہ دوبارہ لوزان کانفرنس شروع ہو دول حلفاء نے یہ بہتر سمجھا کہ بعض معاملات کو ترکوں سے سرکاری طور پر یادداشتوں کے ذریعہ طے کر لیا جائے چنانچہ ایک ماہ تک یادداشتوں اور جوابی تجاویز کا دول حلفاء اور ترکوں کے درمیان تبادلہ ہوتا رہا اور پھر یہ قرار پایا کہ اپریل ۲۳ء کے آخر میں دوبارہ کانفرنس میں معاملات کو پیش کیا جائے۔

۲۳ اپریل ۲۳ء کو دوسری لوزان کانفرنس کا افتتاح ہوا جلسہ کی صدارت سر ہوریس رمبولڈ نے کی موصوف نے اپنی تقریر میں اس امر کی تشریح کی کہ جو امور غیر منفصل رہ گئے ہیں اُن کو تین مدات میں تقسیم کیا جائے گا اور ہر صیغہ ایک کمیٹی کے سپرد ہوگا اول کمیٹی ان امور کا فیصلہ کرے گی جن کا تعلق انتقال ملک اور عدالتوں سے ہے، دوسری کمیٹی کے ماتحت مالی مسائل اور تیسری کمیٹی کے ذمہ اقتصادی معاملات ہونگے تجارتی معاملات کے متعلق ایک خصوصی مجلس بنائی جائے گی، پھر آپ نے بیان کیا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ترکی وفد (معاہدہ صلح کی تکمیل کے بعد) عید بہرام تک واپس ہو جائے گا۔

جنرل عصمت پاشا نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا کہ ترکی ہمیشہ دنیا میں امن و صلح قائم رکھنے کا خواہاں رہا ہے اگر نیک نیتی کے ساتھ لوگوں نے کام کیا اور ان کی نیت بخیر ہے تو صلح کانفرنس کی محنت ضرور بار آور ہوگی۔

ہے وہ اتنی تعداد میں نہیں ہے جس سے کوئی خطرہ پیدا ہو سکے۔ جنرل عصمت پاشا کے سمجھانے اور ترکی جوابی نوٹ سے فرانس کو اطمینان ہو گیا اور جو خطرات دوبارہ فرانس اور ترکی کے درمیان جنگ چھڑ جانے کے پیدا ہو گئے تھے وہ رفع ہو گئے۔

یکم مئی کے اجلاس میں کمیٹی عدالت نے اس مسئلہ پر بحث کی کہ جو سلوک ایک حکومت دوسری سلطنت کی رعایا کے ساتھ کرے گی وہی دوسری حکومت پہلی سلطنت کی رعایا کے ساتھ کرے گی اس مسئلہ کو اتحادیوں نے جہاں تک قابل عمل ہو اصولاً منظور کر لیا۔ اُن اجنبیوں کے متعلق جو قلمرو ترکیہ میں سکونت پذیر ہیں، ترکی نمائندگان نے معاہدہ میں یہ الفاظ درج کرنے کی خواہش کی کہ اُن کے معاملات ملکی قوانین اور ضوابط پولیس کے مطابق طے ہوں گے۔ اتحادیوں نے اس شرط کے ساتھ اس خواہش کو منظور کر لیا کہ اجنبیوں کے قانونی مشیر بھی اگر اس امر کو منظور کر لیں۔

۲ مئی کو کانفرنس کی مجلس مالیات نے اس امر کو منظور کر لیا کہ ٹرکی کو اُن قرضہ جات سے سبکدوش کر دیا جائے جو اس نے جزیرہ قبرص اور مملکت مصر کے محاصل پر حاصل کئے تھے۔ پھر مجلس مذکور میں اُن قرضہ جات کے مسئلہ پر جو ٹرکی نے دوران جنگ میں لئے تھے اور اُن کی اُن اقطاع پر تقسیم کے معاملہ میں جو ٹرکی سے علیحدہ ہو گئے ہیں طویل مباحثہ ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرضہ جات عثمانیہ کی کونسل سے ایک اقرار نامہ لیا جائے گا کہ وہ ہر سلطنت کے حصہ رسدی قرض کا سالانہ انتظام کرے اور جو کچھ کمی بیشی ہو اُس کا فیصلہ مجلس اقوام کی ثالثی میں کیا جائے۔ خاص سلطنت ٹرکی کے قرضہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک کمیشن پیرس میں بٹھایا جائے جس کا کام یہ ہو کہ وہ اُن اختلافات کو دور کرے جو تصفیہ میں پیدا ہوں اور قرضہ کو معین کرے۔

۳ مئی کے اجلاس میں مجلس اقتصادیات نے اس امر کو منظور کر لیا کہ اقتصادی امتیازی حقوق کو منسوخ کر دیا جائے تاکہ آئندہ سے ترکوں اور اجنبیوں دونوں پر محصولات بدرجہ مساوی لگائے جائیں۔

۴ مئی سے ۱۳ مئی تک متنازعہ امور پر گفتگو جاری رہی لیکن کوئی امر طے نہیں ہوا۔ ۱۴ مئی ۱۹۲۳ء کو کانفرنس کی ایک کمیٹی نے اصول حفظان صحت کے متعلق جملہ دفعات پر اتفاق رائے کر لیا۔

۱۷ مئی ۱۹۲۳ء کے اجلاس میں جزیرہ نما گیلی پولی میں برطانوی مقتولین جنگ کے جو مقابر ہیں اُن کا مسئلہ پیش ہوا اور بحث و گفتگو کے بعد برطانیہ اور ٹرکی میں اس معاملہ پر ایک مفاہمت ہو گئی جس کے بموجب ان انگریزی رعایا کے اشخاص پر جو برطانوی سپاہیوں کے مقابر کو دیکھنے جائیں گے جدید قواعد عائد کئے جائیں گے۔

۱۷ مئی سے ۲۲ مئی تک یونان سے معاوضۂ نقصانات و تاوان وصول کرنے کا مسئلہ زیر بحث رہا جس میں یونان نے بہت کچھ دھمکیاں دیں اور دوبارہ جنگ شروع کر دینے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ترکی نمایندگان ان گیدڑ بھبکیوں سے متاثر نہ ہوئے اور آخر وقت تک نقصانات کا معاوضہ طلب کرتے رہے آخر جب یونان اور دُوَل حلفا نے دیکھا کہ ترک معاوضہ کے مسئلہ پر مضبوطی سے قائم ہیں تو انھوں نے ترکوں کی خوشامد کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ نقصانات کا معاوضہ یونان کو تسلیم ہے لیکن اُس کو معاف کر دیا جائے اور اس رعایت کے مقابلہ میں مثلث قرہ آغاج کو قبول کر لیا جائے جو ایڈریانوپل کا ایک ضروری حصہ اور نہایت اہم جنگی مقام ہے عصمت پاشا نے بمشورۂ انگورہ گورنمنٹ تاوان کے مقابلہ میں مثلث قرہ آغاج کو لینا منظور کر لیا اور یہ مسئلہ بھی آشتی سے طے ہو گیا۔ تاوان کے مسئلہ نے ترکی اور یونان کے درمیان اسقدر اہمیت حاصل کی تھی کہ سلسلہ گفت و شنید منقطع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن دُوَل حلفا نے اس خطرہ کو بہت جلد دُور کر دیا۔ اور یونان کو سمجھا بجھا کر مثلث قرہ آغاج اس سے ترکوں کو دلوا دیا۔ ۲۰ مئی کے اجلاس میں تاوان کی یونانی ترکی مفاہمت کے اصولوں کی تصدیق کی گئی اور سر ہوریس رمبولڈ نے کمیٹی کے سامنے ایک بیان پڑھا جس میں وہ ضابطہ مندرج تھا جس کے ذریعہ سے ترمیم شدہ سرحد تھریس کی تشریح کی گئی تھی اور یونان و بلغاریہ کی تجارت بذریعہ اورینٹ ریلوے اور بلغاریہ کے لئے بحری راستہ کا خیال رکھا گیا تھا۔

۲۹ مئی کے اجلاس میں اُس قرضہ تاوان کے بارہ میں بھی راضی نامہ ہو گیا جو اتحادی ترکی سے لینا چاہتے ہیں اس مفاہمت کی رُو سے اتحادی ۱۲ ملین ترکی پونڈ سے زائد رقم کا مطالبہ نہیں کریں گے اور یہ وہ رقم جو اتحادیوں نے فرڈش بنک (جرمنی) سے چھین لی تھی اور ۵ ملین پونڈ کی وہ رقم جو ترکی نے دو جنگی جہازوں کی تعمیر کے لئے انگلستان کو دی تھی اور جو بوجہ جنگ ترکی کو حوالہ نہیں کئے گئے تھے۔

مئی کے آخر سے ۴ جون تک بعض زیر طے شدہ معاملات پر کانفرنس میں سخت مناقشات پیدا ہوئے اور یہ خطرہ ہر وقت سامنے نظر آنے لگا کہ کہیں کانفرنس کی گفتگو منقطع نہ ہو جائے اتحادیوں نے مختلف پہلوؤں سے ترکی نمایندوں کو دھمکایا ڈرایا اور دباؤ ڈالا لیکن عصمت پاشا بالکل متأثر نہ ہوئے اور اپنے مطالبات پر برابر جمے رہے آخر ۴ جون کو جب اتحادی اپنی تدبیروں میں ناکام رہے تو انھوں نے اپنی روش کو بدل دیا اور معاملات متنازعہ فیہ کو طے کرنے لگے۔ قرضہ جات عثمانی کا مسئلہ ابھی طے نہیں ہوا جس کی بابت اندیشہ کیا جاتا ہے کہ طوالت پذیر ہو گا۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ ترکی کے ذمہ اتحادیوں کا جو قرضہ ہے وہ کس صورت میں ادا کیا جائے گا

یعنی ادائیگی طلائی فرانک مین عمل مین آئے گی یا پونڈ کی صورت مین دونون صورتون مین یہ فرق ہو کہ فرانک کی صورت مین ۱۲ ملین پونڈ کم ہوجاتا ہی۔

۸ر جون کو لوزان کانفرنس کا مطلع پھر غبار آلود ہوگیا کیونکہ قرضہ جات عثمانی کے متعلق انگورہ سے عصمت پاشا کو آگاہ کیا گیا کہ آئندہ وہ اس مسئلہ مین کوئی رعایت پیش نہ کرین اور اپنے مطالبہ پر قائم رہین۔ ۲۳ر جون تک قرضہ جات عثمانی اور غیر ملکی کمپنیون کے ٹھیکون کے متعلق کانفرنس مین گرما گرم بحث رہی، ہر فریق اس کوشش مین تھا کہ جس طرح ممکن ہو فریق ثانی کو مجبور کر کے مطالبات کو تسلیم کرالیا جائے لیکن اتحادیون کی طرح ترک بھی سخت گیر تھے آخر ۲۳ر جون کی سہ پہر کو ترکون اور اتحادیون کے درمیان ۳½ گھنٹہ تک پرائیویٹ طور پر نہایت اہم گفتگو ہوئی اور عہدنامہ پر تبصرہ کر کے اسکو صاف کیا گیا اور معاملات مفاہمت کے قریب درجہ تک پہنچ گئے۔

۲۳ جون کے بعد اُمید تھی کہ معاملات جلد سے جلد طے ہو جائین گے لیکن اتحادی نمائندگان کی بیجا ہٹ دھرمی اور معاملات کو پیچیدگی مین ڈال دینے کی روش نے کسی ایک معاملہ کو بھی طے نہ ہونے دیا، آخر اس لیت و لعل اور وقت گذاری سے متاثر ہوکر ۳ر جولائی ۲۳ء کو جنرل عصمت پاشا نے دُول کو ایک نوٹ ارسال کیا جسمین مسائل متنازعہ کے فیصلہ کو تعویق مین ڈالنے کی شکایت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ کانفرنس کے ایک ہی اجلاس مین جملہ معاملات یعنی تخلیہ علاقہ جات ترکیہ، قرضہ جات عثمانیہ، اجارات اور خصوصًا کوپنون کے مسئلہ کا تصفیہ ہوجانا چاہئے کیونکہ شاہراہ صلح مین یہی خاص رکاوٹ ہے۔

۷ر جولائی تک برابر گفتگو جاری رہی لیکن بے سود آخر ۸ر جولائی کو ایک بجے کا جلسہ ہوا جو رات کو ۹ بجے تک جاری رہا۔ ۹ر جولائی کو جلسہ کے بعد اتحادی نمائندگان نے اخبار نویسون کے سامنے اعلان کیا کہ مفاہمت ہوگئی ہے عصمت پاشا نے بھی نمائندگان پریس سے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ ہان صلح ہوگئی مختصر یہ کہ ۹ر جولائی کی نشست مین صلحنامہ بالکل مکمل ہوگیا اور منجملہ دوسرے فیصلہ طلب امور کے یہ معاملہ بھی طے ہوگیا کہ ٹرکی کے تمام جنگی جہاز جن مین گوبین بھی ہے اور تمام اسلحہ واپس دے دئے جائین گے۔

۱۷ر جولائی کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ تمام بقیہ امور پر کامل مفاہمت ہوگئی ہے اور آج کے جلسہ مین اجارات کا مسئلہ بھی جو نہایت تکلیف دہ تھا حل ہوگیا ہے مصالحت کے اعلان نے ترکون اور یونانیون کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کر دیئے، تخلیہ قسطنطنیہ اور دیگر ٹرکی مقبوضات کے تخلیہ کے متعلق قرار پایا کہ

۳۱ دسمبر ۱۹۲۲ء تک آبنائون مین دُوَل حلفا اپنا ایک تیز رو جنگی جہاز دو تباہ کن کشتیان رکھین گی۔ آج کے اخبارون
مین توقع ظاہر کی گئی کہ ۲۴ جولائی کو معاہدہ پر دستخط ہو جائینگے چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۳ء کو سب قرارداد معاہدہ صلح
پر دستخط ہو گئے اور نمائندگان دُوَل نے اس موقع پر کامل ہمدردی اور مسرت کا ثبوت دیا۔

معاہدۂ لوزان کے شرائط

مقدمہ

سلطنت برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی۔ جاپان۔ یونان۔ رومانیہ سرب کروات[1] اور سلووِنات کی حکومت ایک طرف
اور سلطنت ترکی دوسری طرف سے اس امر پر متحد ہوگئین کہ ۱۹۱۴ء سے جو جنگ جاری ہے اُس کا اب خاتمہ
کر دیا جائے۔ ان حکومتون کی بہت زیادہ خواہش ہے کہ آپس مین خوشگوار۔ تجارتی تعلقات پیدا کیے جائین
کیونکہ تمام حکومتون اور قومون کا مفاد ان ہی تعلقات پر منحصر ہے۔ ان حکومتون نے اس امر پر بھی اتفاق
کرلیا کہ مذکورہ بالا تعلقات کی بنیاد باہمی اعتراف آزادی mutual Recognition of
each others independence پر قائم ہونی چاہیے۔ لہذا حکومتہائے بالا نے حسب ذیل معاہدہ
پر اتفاق کیا۔

فصل اوّل

(سیاسی دفعات)

۱۔ اس معاہدہ کے نفاذ کے وقت سے حکومتہائے مذکورہ مین صلح ہوجائے گی اور آپس کے سرکاری تعلقات
بین الاقوامی قانون کے مطابق قائم ہوجائینگے۔ سیاسی اور تجارتی نمائندے ایک دوسرے کے ممالک
مین بین الاقوامی قوانین اور حقوق سے فائدہ اُٹھائینگے مستقبل مین جو معاہدات ہونگے اُن کا اُس پر اثر نہ ہوگا۔

---

[1] کروٹ = [illegible] اور سلووِنات Slofans جنگ عظیم کے بعد ان قومون کی ایک آزاد سلطنت بنا دی گئی ہے۔

۲- ترکی سلطنت کی سرحد بحر اسود سے بحر ایجہ تک اس طرح ہوگی۔

ترکی اور بلغاریہ کی سرحد:- دریائے رزنقا (Rezvaya) کے دہانہ سے دریائے مرتضیٰ کے اُس نقطہ تک جہاں ترکی بلغاریہ اور یونان کی سرحدیں ملتی ہیں۔ بلغاریہ کی اور ترکی سرحد اُسی طرح رہے گی جس طرح اس وقت نقشہ میں موجود ہے۔

ترکی اور یونان کی سرحد:- یہ سرحد دریائے مرتضیٰ کے مذکورہ بالا مقام سے شروع ہوکر دریائے آردا اور دریائے مرتضیٰ کے اتصال یا سنگم تک جائے گی۔ (اردا = Arda اور مرتضیٰ = Maritza)

یہاں سے دریائے مرتضیٰ کے کنارے کنارے پھر نہر آردا کے متوازی یہاں تک کہ جورہی کوئی کے قصبہ کے قریب دریائے آردا آجائے۔ وہاں سے جنوب و مشرق کی طرف بوسنہ کوئی سے ایک کیلومیٹر نیچے دریائے مرتضیٰ تک، (کیلومیٹر = ۶۲۱ گز میل) یہاں سے بحر ایجہ تک دریائے مرتضیٰ (یونان و ترکی کے درمیان) سرحد کا کام دیگا بوسنہ کوئی ترکی کے قبضہ میں رہیگا اور جورہی کوئی باشندوں کی اکثریت کے لحاظ سے ترکی یا یونان کو دیا جائے گا۔ لیکن اس مردم شماری میں وہ باشندے جورہی کوئی کے اصلی باشندے نہیں تسلیم کئے جائینگے جو ۱۹۲۲ء کے بعد وہاں ہجرت کر گئے ہیں۔

۳- بحر متوسط سے ترکی کی حدود ایشیائی ممالک تک حسب ذیل طریقہ پر ہونگی۔

شام اور ترکی کی حدود وہ ہونگی جو ترکی فرانسیسی معاہدہ کی دفعہ ۸ کی رُو سے اکتوبر ۱۹۲۱ء میں قائم ہوچکی ہیں لیکن عراق اور ترکی کے درمیان حدود کی تعیین ۹ ماہ میں انگلستان و ترکی کے ساتھ ایک دوستانہ معاہدہ کے ذریعہ ہوجائے گی۔ اگر مدت مذکورہ میں ایسا معاہدہ دونوں حکومتوں میں نہ ہوسکے تو یہ معاملہ مجلس اقوام کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش ہوگا۔ برطانیہ اور ترکی وعدہ کرتی ہیں کہ جب تک مذکورہ بالا طریقہ سے عراق و ترکی کی سرحد کا فیصلہ نہ ہوگا وہ کوئی فوجی نقل و حرکت یا کوئی دوسری ایسی کارروائی نہ کرینگی جس سے سرحد متنازعہ فیہ کی موجودہ حالت میں فرق پیدا ہو۔

۴- ان حدود کو نقشہ پر بھی کھینچدیا گیا ہے لیکن اگر نقشہ اور عبارت میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو نقشہ کے مقابلہ میں معاہدہ کی عبارت پر عمل ہوگا۔

---

۵ Aegean Sea یونان اور ایشیائے کوچک کے درمیان کا سمندر

۵۔ حدود کی تعیین کرنے کے لئے ایک وفد مقرر کیا جائیگا جس میں ایک نمائندہ ترکی حکومت مقرر کرے گی اور ایک یونانی حکومت کی جانب سے ہوگا۔ یہ دونوں نمائندے ایک تیسری حکومت کا نمائندہ بحیثیت صدر وفد منتخب کرینگے۔ ارکان وفد کو لازم ہوگا کہ ہر حالت میں تعیین حدود کے وقت ان شرائط کا لحاظ رکھیں جو معاہدہ میں مذکور ہیں اور حتی الامکان تعیین حدود کے وقت مقامی انتظام اور اقتصادی حالات کو مد نظر رکھیں۔ وفد کا فیصلہ اکثریت پر ہوگا اور قطعی ہوگا۔ وفد کے اخراجات کی کفیل وہ دو سلطنتیں ہوں گی جن کی سرحد کا فیصلہ ہوگا۔

۶۔ حدود کی تعیین میں جس جگہ دریا کو سرحد تسلیم کیا گیا ہے اس سے وہ خط مراد ہے جو دریا کے وسط میں کھینچا جائے بشرطیکہ دریا جہاز رانی کے قابل نہ ہو لیکن اگر دریا میں جہاز رانی ہو سکتی ہے تو اس کی سب سے بڑی دھارا کے وسط میں یہ خط کھینچا جائے گا۔ کنارے سے تین تین میل تک ساحل تقسیم کیا جائے گا۔

۷۔ دول متعلقہ عہد کرتی ہیں کہ حد بندی کرنے والے وفد کو تمام وہ ضروری چیزیں مہیا کریں گی جن کی حد بندی میں ضرورت ہوگی۔ خصوصاً وہ تمام مستند کاغذات جن سے موجودہ اور سابقہ حدود معلوم ہوں نیز تمام وہ نقشہ جات بھی مہیا کریں گی جو مساحت کی منصوبوں کی بنا پر تیار کئے گئے تھے لیکن ان کی اشاعت نہیں ہوئی۔

۸۔ دول متعلقہ وعدہ کرتی ہیں کہ وفد مذکور کو ہر طرح امداد پہنچائیں گی اور ترکی خصوصیت کے ساتھ وعدہ کرتی ہے کہ اگر اس سے درخواست کی گئی تو وہ وفد کی امداد کے لئے ماہرین فن کی خدمات بہم پہنچائے گی۔

۹۔ دول متعلقہ وعدہ کرتی ہیں کہ وفد مذکور حد بندی کے لئے جو نشانات قائم کرے یا جو کھمبے یا دیگر علامات بنائے گا اس کی حفاظت کریں گی۔

۱۰۔ حدود پر ایسے ستون قائم کئے جائیں گے جو ہر طرف سے صاف نظر آئیں اور ان پر نقشوں کے ذریعے ان کا مقام اور عدد درج ہوگا۔

۱۱۔ تین پروٹوکولات ہوں گے جن میں حدود وغیرہ کی تعیین ہوگی (پروٹوکول اس اصل مسودہ کو کہتے ہیں جس پر متعاہدین کے دستخط ہوتے ہیں) دو ان میں سے ان حکومتوں کو ملیں گے جن کی سرحد کی تعیین ہوگی اور تیسرا فرانس کو ملیگا۔ موخر الذکر حکومت کو لازم ہوگا کہ وہ اصل کی نقلیں معاہدہ پر دستخط کرنے والی تمام حکومتوں کو مہیا کرے۔

۱۲۔ لندن کانفرنس منعقدہ ۱۳ فروری ۱۹۱۴ء کے اس فیصلہ کو تسلیم کیا جاتا ہے جس کی رو سے بحیرہ متوسط (Mediterranean Sea) کے مشرقی حصے کے جزائر (سوا جزائر امبروس تنیدوس اور

رابت) اور خصوصاً جزائر ساموس - مدللی - صدقس - ساموتس اور نیکاریا پر یونان کی سیادت تسلیم کی گئی ہو - وہ جزیرے یونان کی سیادت مین نہین ہونگے - جن پر اطالوی سیادت قائم ہے اور جو دفعہ ۱۵ کی رُو سے اٹلی کو دیدیے گئے ہین - اُن جزیرون پر بھی یونان کی سیادت نہ ہوگی - جن کا فاصلہ ساحل ایشیا سے تین میل سے کم ہے - ایسے جزیرے ترکی کی سیادت مین رہین گے - سوائے اُس حالت کے کہ کسی جزیرہ کو معاہدہ مین خاص طور سے کسی دوسری طاقت کو دیدیا جائے -

۱۳ - حکومت یونان وعدہ کرتی ہو کہ امن وامان کے لئے جزائر مدللی - صاقس - ساموس اور نیکاریا مین حسب ذیل باتون پر عمل کرے گی :-

الف - ان جزیرون کے قریب بحری مستقر نہین بنائے گی اور نہ جنگی استحکامات قائم کرے گی -

ب - یونانی ہوائی جہاز اُڑ کر اناطولیہ کے ساحلون پر نہ جاسکین گے - اور اسی طرح ترکی ہوائی جہاز ان جزیرون پر نہ آسکین گے -

ج - جس قدر فوج کی معمولی حالت مین ضرورت ہوتی ہو صرف اُتنی ان جزائر کے باشندون کو فوجی تربیت دیکر رکھی جائے گی - اور جنڈرمہ اور پولیس بھی صرف اتنی ہوگی جتنی کہ یونان کے دیگر علاقہ جات مین معمولی حالت مین رہتی ہو -

۱۴ - جزائر امبروس اور تندروس جو ترکی سیادت مین ہین اُن کا ایک خاص نظام حکومت ہوگا جسمین مقامی عہدہ دار شامل ہونگے - اور یہ نظام ایسا ہوگا کہ وہان کے غیر مسلم باشندون کے جان و مال کی کافی حفاظت ہو - اور تبادلۂ باشندگان کے متعلق جو معاہدہ یونان اور ترکی مین ہوا ہے، اور یا آئندہ ہو اُس کا نفاذ ان دو جزیرون پر نہ ہوگا -

۱۵ - جزائر استپالیا - رودس - کالکی - سکارپانتو - کاسوس - پسکوپیس - مسیروس - کالیمنوس - لیروس - پاتموس - لیپسوس - سیمیوس - اور خوس کے متعلق جن پر اسوقت اٹلی کا قبضہ ہو ترکی اپنے تمام حقوق اٹلی کے سپرد کردے گی - اسی طرح ان جزائر سے جو چھوٹے چھوٹے جزیرے ملحق ہین - ترکی اُن سے بھی دستبردار ہوتی ہے اسی طرح ترکی جزیرہ کستلوریزو سے بھی دستبرداری کا اعلان کرتی ہو -

۱۶ - اس معاہدہ مین جو حدود ترکی کے لئے متعین کرد‌ئیے گئے ہین اُن کے باہر کی آراضی پر ترکی کے حقوق باقی نہین رہے - اسی طرح سوائے اُن جزیرون کے جن پر ترکی کی سیادت اس معاہدہ مین تسلیم کی گئی ہو - اور کسی جزیرہ

پر ترکی کے حقوق باقی نہیں رہے۔ اگر ترکی اور دُوَل متعلقہ کسی اراضی کے متعلق آئندہ کوئی معاہدہ کریں تو اس پر اس دفعہ کا نفاذ نہ ہوگا۔

۱۷[1]۔ مصر اور سوڈان میں جو کچھ ترکی کے حقوق تھے اُن سے ترکی ۵ نومبر ۱۹۱۴ء کی تاریخ سے دستبردار ہوتی ہے

۱۸۔ جو عثمانی قرضے خدیو مصر کی ضمانت پر لئے گئے تھے اُن سے ترکی حکومت سبکدوش ہو گئی۔ یہ وہ قرضے ہیں جو ۱۸۵۵ء ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۴ء میں لئے گئے تھے اور جن کی ادائیگی اور سود کے لئے مصر ہر سال رقوم ادا کرتا رہا ہے۔

۱۹۔ مصر کے مرتبہ (Status) کے متعلق جو مسئلہ آئندہ پیدا ہوگا وہ اُن دول اعظمی کے مابین گفت و شنید سے طے پائے گا جن کا مسئلہ مذکورہ سے تعلق ہوگا۔ ترکی سلطنت سے جو اراضی اس معاہدہ میں علیحدہ کر لی گئی ہے اور جس کے لئے معاہدہ میں احکام صادر کر دئے گئے ہیں انکا اطلاق مصر پر نہیں ہوگا،

۲۰۔ ترکی اس امر کا اعتراف کرتی ہے کہ جزیرہ قبرص، (Cyprus) برطانوی سلطنت کا جزو ہے جسکا اعلان برطانیہ ۵ نومبر ۱۹۱۴ء کی تاریخ میں کر چکی ہے۔

۲۱۔ جو ترکی رعایا قبرص میں ۵ نومبر ۱۹۱۴ء کو حسب معمول مقیم تھی وہ برطانوی رعایا ہو جائے گی لیکن تغیر مقامی قوانین کے ماتحت ہوگا اور اس لئے جو لوگ برطانوی رعایا ہو جائیں گے اُن کی ترکی قومیت قائم نہ رہے گی، ان لوگوں کو ترکی قومیت پسند کرنے کا حق بھی معاہدے کے نفاذ سے دو سال کے اندر حاصل ہوگا لیکن ایسی صورت میں ترکی قومیت اختیار کرنے کے بعد بارہ ماہ کے اندر قبرص کو خیر باد کہدینا پڑیگا۔

جو ترکی رعایا اس معاہدے کے نفاذ کے وقت قبرص میں موجود ہے اور اب تک برطانوی رعایا کے حقوق حاصل کر چکی ہے یا یہ حقوق حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے اسکو یہ حقوق مل جائیں گے اور اس کی ترکی قومیت باقی نہ رہے گی، حکومت قبرص کو حق ہوگا کہ اُن ترکی باشندوں کو برطانوی باشندوں کے حقوق عطا کرے یا نہ کرے جنھوں نے ترکی حکومت کی مرضی کے بغیر یہ حقوق حاصل کئے ہیں۔

---

[1] یہ دو دفعات یعنی ۱۷ اور ۱۸ ترکی کے تمام اُن حقوق کو ختم کر دیتی ہیں جو اب تک [illegible] حاصل تھے، ۵ نومبر ۱۹۱۴ء کی [illegible] اس لئے لگ گئی ہے کہ برطانیہ نے اسی تاریخ مصر کو اپنے زیر حمایت لینے کا اعلان کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] خصوصاً [illegible] [illegible] کی طرف سے متعدد احتجاج [illegible] ان دفعات کے خلاف منظور ہو چکے ہیں۔

۲۲۔ ۱۹۱۲ء کے معاہدے کے مطابق جو حقوق ترکی کو لیبیا[1] میں حاصل تھے اُن سے ترکی دستبرداری کا اعلان کرتی ہے۔

۲۳۔ دول متعاہدہ اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ زمانۂ صلح و جنگ میں دردنیل، بحر مرمرہ اور باسفورس میں جہازوں کے لئے آمدورفت کی آزادی ہوگی جس طرح کہ آبناؤں کے متعلق علیحدہ معاہدہ میں طے ہوا ہے۔

۲۴۔ آبناؤں کے متعلق جو معاہدہ علیحدہ قرار پایا ہے وہ عملاً اس معاہدہ کا جزو ہوگا۔

۲۵۔ ترکی حکومت اُن معاہدات کو تسلیم کرتی ہے جو دیگر دول متعاہدہ اور اُن حکومتوں کے مابین طے پائے ہیں جو جنگ عظیم میں ترکی کی حلیف تھیں۔ ترکی اُن تمام احکام کو بھی تسلیم کرتی ہے جو جرمنی آسٹریا ہنگری اور بلغاریہ کے سابقہ علاقوں کے متعلق جاری ہو چکے ہیں یا عنقریب جاری ہونے والے ہیں اور اُن حکومتوں کے وجود کو بھی تسلیم کرتی ہے جو ان علاقوں میں قائم ہوئی ہیں۔

۲۶۔ ترکی اُن حدود اربعہ کو منظور کرتی ہے جو جرمنی، آسٹریا، بلغاریہ، یونان، ہنگری، پولینڈ، رومانیہ، سربیا اور تشاکوسلوواکیا[2] کے لئے گذشتہ معاہدہ کی رو سے مقرر ہو چکا ہے۔

۲۷۔ جو علاقے ترکی ملک سے خارج ہیں اور دول متعاہدہ کی زیر سیادت ہیں یا جن پر اُن کی حمایت ہے اُن کے سیاسی، قانونی، اور انتظامی معاملات میں دخل دینے کا ترکی کو حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح اُن علاقوں کی رعایا کے معاملات میں بھی ترکی مداخلت نہ کرے گی جو ترکی سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔

دول متعاہدہ اس امر پر متفق ہیں کہ ان قیود کا اطلاق اُن حقوق اور اثرات پر نہیں ہوگا جو مذہب اسلام کی رو سے حاصل ہوں۔ ۲۸۔ متعاقدہ سلطنتیں اس امر کو تسلیم کرتی ہیں کہ ترکی میں خارجی قوموں کے امتیازات

---

[1] لیبیا: یہ مصر کے مغرب میں واقع ہے، پہلے یہ ترکی کے ماتحت تھا۔ ۱۹۱۲ء میں اٹلی کی سلطنت میں شامل ہو گیا تھا۔ طرابلس میں جو کچھ برائے نام حقوق ترکی کے باقی رہ گئے تھے وہ اس طرح ختم ہو گئے، انگریزی میں [illegible] لکھتے ہیں۔

[2] Czecho Slovakia – ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو معاہدہ ورسیلز کی رو سے اس نئی حکومت کا اعلان ہوا۔ آسٹریا اور ہنگری کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہ سلطنت بنائی گئی ہے، بوہیمیا، موراویا، اسٹریا سلیشیا اس میں شامل ہیں۔ اس نئی سلطنت کا رقبہ تقریباً ۵۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ہے، اس سلطنت کے بنانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ تمام سلافی نسل کی قومیں ایک سلطنت میں ہو جائیں۔۔۔۔

مراعات کا وجود کسی شکل میں بھی نہ رہیگا۔

۲۹۔ مراکش اور تونس کے اُن لوگوں کو جو فرانسیسی رعایا ہیں وہی حقوق حاصل ہونگے جو ترکی میں خود فرانسیسیوں کو حاصل ہیں۔ اسی طرح لیبیا کے باشندوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اٹلی کے باشندوں کو حاصل ہیں۔

اس دفعہ کے احکام اُن اشخاص کی قومیت پر کوئی اثر نہیں ڈالتے جو ترکی میں اقامت پذیر ہو چکے ہیں اور دراصل تونسی لیبی یا مراکشی ہیں۔

۳۰۔ ترکی کی وہ رعایا جو مستقل طور سے اُن علاقوں میں قیام پذیر ہو چکی ہو جو ترکی سے علٰحدہ کرلئے گئے ہیں اُن سلطنتوں کی رعایا ہوجائے گی جن کو یہ علاقے منتقل کردئے گئے ہیں۔

۳۱۔ وہ اشخاص جن کی عمر اٹھارہ سال سے زائد ہو اور جن کی ترکی قومیت نئی قومیت سے بدل چکی ہو اُن کو اس معاہدہ کے نفاذ سے دو سال تک ترکی قومیت دوبارہ قبول کرنیکا اختیار ہوگا۔

۳۲۔ جن لوگوں کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہے اور وہ اُن ممالک میں اقامت پذیر ہیں جو ترکی سے علٰحدہ کرلئے گئے اور اُن ممالک کے اکثر باشندوں سے مختلف قومیت رکھتے ہیں تو معاہدہ کے نفاذ کے وقت سے دو سال تک ایسے لوگوں کو کسی ایسی سلطنت کی رعایا ہوجانے کا حق حاصل ہے جس کی رعایا کا عنصر ملک متعلقہ میں کافی ہے۔ لیکن اس تغیر قومیت کے لئے اُس سلطنت کی رضامندی شرط ہے جس کی رعایا ہونے کی خواہش ہو۔

۳۳۔ جو لوگ انتخاب رعیت کے اس حق کو استعمال کرنا چاہیں ان کو چاہیئے کہ تغیر رعیت سے بارہ ماہ کے اندر اپنی بود و باش کا انتظام اُس سلطنت میں کرلیں جس کی رعایا ہونا انھوں نے پسند کیا ہو۔ اُن کو اجازت ہے کہ اگر اُن کی جائداد غیر منقولہ اس ملک میں ہو جس میں وہ تغیر رعیت سے قبل رہتے تھے تو اُس کی حفاظت کا انتظام کرلیں اور وہ اپنا ہر قسم کا مال منقولہ لے جائیں۔ اس انتقال مکانی میں ان لوگوں کو چنگی اور دیگر محصولات معاف ہونگے۔

۳۴۔ وہ لوگ جو ترکی رعایا ہیں اور اٹھارہ سال سے زیادہ عمر رکھتے ہیں اور دراصل میں اُن ممالک کے باشندے ہیں جو اس معاہدہ کی رو سے ترکی سے علٰحدہ کرلئے گئے ہیں لیکن ہمیشہ باہر رہتے ہیں اُن کو اجازت ہوگی کہ اُس ملک کی رعیت ہوجائیں جس کے وہ دراصل باشندے ہیں بشرطیکہ وہ اس ملک کے غیر متعدد عنصر میں سے ہوں اور اُس ملک کی حکومت بھی ان کے تغیر رعیت پر راضی ہو۔ یہ حق اس معاہدہ کے نفاذ سے دو سال کے اندر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ترکی سے جو ممالک علیحدہ کرلئے گئے ہیں اگر اُن کی حکومتوں اور ترکی میں آئندہ اِن معاملات کے متعلق کوئی معاہدہ ہو تو اس دفعہ کے شرائط اُس معاہدہ سے منسوخ ہوجائیں گے۔

۳۵۔ دول متعاقدہ وعدہ کرتی ہیں کہ اس معاہدہ اور نیز اُن معاہدات کی رُو سے جو جرمنی، آسٹریا، بلغاریہ ہنگری وغیرہ سے ہوئے ہیں جو حقوق حاصل ہونگے اُن سے فائدہ حاصل کرنے والے آدمیوں کی راہ میں کوئی حکومت رکاوٹیں نہیں پیدا کرے گی۔

۳۶۔ شادی شدہ عورت کی قومیت وہی سمجھی جائے گی جو اُس کے شوہر کی ہوگی اور اٹھارہ سال سے کم عمر کی اولاد کی قومیت وہی تسلیم کی جائے گی جو اُن کے والدین کی ہو۔

۳۷۔ ترکی حکومت عہد کرتی ہے کہ جو احکام دفعہ ۳۸ سے دفعہ ۴۴ تک ہیں اُن کو قوانین اساسیہ سمجھے گی اور کوئی قانون کسی شکل میں بھی ایسا نہیں صادر کرے گی جو اِن احکام کے خلاف ہو۔ ترکی حکومت یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ ان احکام کے خلاف کوئی قانون یا تنظیم یا عمل جائز نہ ہوگا۔

۳۸۔ ترکی عہد کرتی ہے کہ بلا لحاظ پیدائش۔ قومیت۔ زبان اور مذہب کے تمام باشندوں کی جان کی حفاظت کرے گی۔ ترکی کے تمام مذاہب و ادیان و عقائد کے باشندوں کو اپنے اپنے طریقہ پر شعائر دینی کے ادا کرنے کی اجازت ہوگی۔ سوائے اُس صورت کے جبکہ اس بات سے امن عامہ میں خلل واقع ہوتا ہو۔ اور ترکی کے تمام غیر مسلم باشندوں کو نقل و ہجرت کی کامل آزادی حاصل ہوگی لیکن یہ نقل و حرکت اُن قواعد کے ماتحت ہوسکے گی جو دفاع وطن اور امن عامہ کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔

۳۹۔ غیر مسلم قلیل التعداد باشندوں کو مدنی اور سیاسی حقوق مسلموں کی برابر حاصل ہوں گے قانون کی نظر میں تمام باشندے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں برابر ہونگے۔ اور دین و مذہب اور اعتقاد کے اختلاف کی وجہ سے کسی ترکی رعایا کے حقوق مدنی یا سیاسی مثلاً ملازمتوں عہدوں مرتبوں یا خطابوں پر اثر نہیں پڑے گا۔ کوئی قید ترکی رعایا پر ایسی نہیں لگائی جائے گی جس سے اُن کو تقریر۔ تجارت۔ شعائر دین اور اخبارات میں یا نشر و اشاعت اور عام جلسوں میں کسی خاص زبان کا استعمال ضروری ہو۔ اگر کسی شخص کو سرکاری زبان ترکی نہ آتی ہوگی تو اُس کو عدالتوں میں کافی موقع اپنی زبان کے استعمال کا دیا جائیگا۔

۴۰۔ ترکی کے غیر مسلم قلیل التعداد باشندوں کو قانوناً اور عملاً تجارت و حفاظت میں ترکوں کے برابر حقوق

حاصل ہونگے۔ خصوصاً اُن کو اپنے اوقاف کے انتظام کا حق ہوگا اور وہ ہر قسم کے خیرات خانے، یتیم خانے، مذہبی اور اجتماعی انجمنیں وغیرہ قائم کرسکیں گے۔ اور تعلیم و تربیت کے لئے مدارس وغیرہ اپنے جاری کرسکیں گے۔ اُن کو ان مدارس وغیرہ کے انتظام اور ان میں اپنی خاص زبانوں اور مذہبی شعائر کے رواج کا حق حاصل ہوگا۔

۴۱۔ جن شہروں اور علاقوں میں غیر مسلم باشندوں کی کثیر تعداد موجود ہو۔ اُن کے بچوں کی تعلیم کے لئے ترکی حکومت کافی سہولتیں بہم پہونچائے گی اور ان مقامات میں ابتدائی مدرسے ان کی خاص زبان میں کھولے جائینگے۔ لیکن یہ شرط اس امر کے منافی نہیں ہو کہ ان مدارس میں، ترکی حکومت ترکی زبان کی تعلیم بھی جبری کرے۔ جن مقامات میں غیر مسلم باشندے کثرت سے آباد ہیں اُن کی تعلیم اور اُن کی مذہبی اغراض کے لئے ترکی حکومت اُتنا روپیہ دے گی جتنا بجٹ میں سے انصاف اور مساوات کے اصول سے انھیں پہونچتا ہو۔ ترکی حکومت یہ روپیہ ان غیر مسلم انجمنوں کے حقیقی نمائندوں کو دے گی۔

دوسری فصل

(مالی شرائط)

دفعات ۴۶ اور ۴۷ اُن قواعد کی تصریح کرتی ہیں جن کی رُو سے عثمانی قرض کا حصہ اُن ممالک کے ذمے ڈالا گیا ہو جو ترکی سے جنگ بلقان یا جنگ عظیم کے بعد علٰحدہ ہوگئے ہیں۔ قرض کی تقسیم حسب ذیل طریقہ پر ہوگی۔

جو ممالک ترکی سے علٰحدہ کرلئے گئے ہیں اُن پر ترکی قرضہ کا حصہ اُس تناسب سے عائد ہوگا جس تناسب سے جنگ سے قبل وہ ترکی خزانے کو ادا کرتے تھے۔ قرض عثمانی کی نگہبانی کے لئے جو کمیٹی قسطنطنیہ میں ہو وہ اس حصہ کا تناسب مقرر کرے گی۔ یہ کمیٹی ایک نامزد شدہ ممبر اُس سلطنت کا اپنے ساتھ شریک کرلے گی جس کا قرض سے تعلق ہو۔ جب یہ تناسب مقرر ہوجائیگا اور سلطنت کی سالانہ قسط تعین ہوجائے گی اس وقت تمام علٰحدہ شدہ ممالک کے لئے لازم ہوگا کہ ایک خاص کمیٹی بنائیں جس کا مرکز پیرس ہو تاکہ یہ کمیٹی فیصلہ کرے کہ ہر ایک پر اس قرض کی کل رقم کتنی پڑے گی اور یہ بھی فیصلہ کرے کہ کن طریقوں سے وہ عثمانی حصے جو اسوقت بازار فروخت ہونے کی وجہ سے گردش میں ہیں اُن حصوں کی شکل میں مبدل ہوجائیں جو ضمانت کا کام دے سکیں۔

دفعہ ۴۸ اس بات کی تصریح کرتی ہو کہ ترکی اور دوسری دول متعاقدہ کسی قسم کا معاوضہ یا تاوان نقدی کی

صورت میں نہیں لیں گی۔ دُوَل عظمیٰ اُن ۵۰ لاکھ ترکی اشرفیوں سے بھی دستبردار ہوتی ہیں جو برلن میں جمع تھیں اور جن کو دول اتحاد نے اپنی اُس رعایا کو معاوضہ میں دیدیا جس کا جنگ کی وجہ سے بہت نقصان ہوا تھا۔ ترکی اُن جہازوں کی قیمت کے مطالبہ سے دستبردار ہوتی ہے جو جنگ سے قبل انگلستان میں تھے اور جن کو ۱۹۱۴ء میں برطانیہ نے لے لیا تھا۔

دفعہ ۵۹ میں یونان نے اعتراف کیا ہے کہ اُس پر اُن نقصانات کی وجہ سے تاوان کی ادائی ضروری ہے جو ترکی کو اس کی وجہ سے پہونچے ہیں، لیکن یونان کی موجودہ مالی حالت پر منظر کرتے ہوئے ترکی اس تاوان سے دستبردار ہوجاتی ہے۔ دفعہ ۶۰ میں اس امر کی تصریح ہے کہ جو املاک عثمانی حکومت کی علیحدہ شدہ ممالک میں واقع تھیں اُن کی مالک وہ سلطنتیں ہوجائیں گی جن کے حصے میں وہ ممالک آئے ہیں۔ دفعہ ۶۱ معاشات سے متعلق ہے اور دفعہ ۶۲ اور ۶۳ میں اُن مسائل پر بحث ہے جن کا تعلق معاہدات سابقہ کی رُو سے جرمنی۔ آسٹریا اور ہنگری کا سے ہے

تیسری فصل

(اقتصادی شرائط)

اس فصل میں دفعات ۶۵ سے ۷۲ تک۔ جائداد پیداوار اور مصالح ملکی پر بحث کی گئی ہے۔ دفعہ ۶۵ کا منشا ہے کہ جن لوگوں کی جائداد دوران جنگ میں ضبط کرلی گئی ہے وہ واپس کردی جائے اور اگر یہ جائداد فروخت ہوچکی ہے تو اس کی قیمت ادا کی جائے۔ دفعہ ۶۶ میں دفعہ ۶۵ کے لفاظ سے شرائط درج ہیں۔

دفعہ ۶۷ کا منشا ہے کہ ترکی اور دول بلقانیہ اُن چیزوں کو ایک دوسرے کو واپس کردیں جو دوران جنگ میں ایک نے دوسرے کی ضبط کی ہیں۔ دفعہ ۶۹ کا منشا ہے کہ ترکی میں اتحادی رعایا پر جو ٹیکس (ابتدائے جنگ سے ۱۹۲۲ء تک کے واجب الادا خیال کئے جاتے ہیں اُن کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ قبل از جنگ ان لوگوں پر یہ ٹیکس عائد نہیں تھے۔ دفعہ ۷۲ اُن زمینوں وغیرہ کے تصفیے کے متعلق ہے جو علیحدہ شدہ ممالک میں جرمنی آسٹریا اور ہنگری کی ملکیت میں تھیں۔ دفعہ ۷۳ میں جائداد غیر منقولہ کی بیع و شرا۔ اجارات اور ٹھیکے معدنیات۔ زراعتی پیداوار، رہن و ضمانت، امتیازات اجنبیہ اور ترکی قرضہ کے متعلق جو معاہدات جنگ سے قبل دول متحاربہ میں ہوئے تھے وہ سب منسوخ ہوگئے۔ لیکن دفعہ ۷۵ کا منشا ہے کہ جدید اقتصادی شرائط کی رُو سے اگر ایک سلطنت کو دوسری سلطنت سے کوئی معاوضہ وصول کرنا ضروری ہو تو وہ اس معاوضہ کا مطالبہ کرے گی۔ اگر ان معاہدوں کے

متعلق فریقین مین اختلاف ہو تو ایک مشترکہ عدالت مین معاملہ پیش ہوگا اور اس عدالت کا فیصلہ قطعی و آخری ہوگا۔
دفعہ ۷۷ مین اُن تمام تصفیون کا اقرار کیا گیا ہے جو اس معاہدہ سے قبل دُول متعاقدہ کی رعایا کے مابین ہو چکے
ہین لیکن جو معاہدات ۱۶ مارچ ۱۹۲۰ء سے قبل حکومت آستانہ سے ہوئے ہین وہ ترکی حکومت کے سامنے پیش ہونگے
اور اس حکومت کی منظوری کی درخواست کی جائے گی، اگر ترکی حکومت نے اِن پر منظوری نہ دی تو یہ معاملہ ایک مشترکہ
عدالت مین پیش ہوگا تاکہ اُس خسارہ کے معاوضہ کی تعیین ہوجائے جو ان معاہدات پر عمل کرنے سے ہو چکا ہے لیکن
دفعہ ۷۷ مین جو شرائط ہین وہ اُن معاہدات پر صادق نہین جو امتیازات کے سلسلہ مین ہوئے تھے۔ دفعہ ۷۸ کا منشا
ہے کہ اُن معاہدات کے متعلق جو امتیازات سے تعلق نہین رکھتے اگر کوئی اختلاف اس وقت ہے یا آئندہ آج کی تاریخ سے چھ
ماہ کے اندر ہو اُس کا فیصلہ ایک مشترکہ مجلس کرے گی جن اصحاب کا مفاد اس دفعہ سے وابستہ ہو اُن کو چاہئے کہ
اپنے مطالبات آج کی تاریخ سے ۶ ماہ کے اندر پیش کر دین۔ دفعہ ۷۹ مین اس امر کی تصریح ہے کہ جو تجارتی معاملات
زمانۂ جنگ مین زیر التوا تھے اُن کا تین ماہ مین فیصلہ ہوجائے۔ اسی دفعہ کے ایک حصہ مین اُن شرائط کا ذکر ہے جو
ضمانتی کمپنیون (انشورینس کمپنیون) کے معاہدات کے متعلق ہین۔ دفعہ ۸۴ اُن قرضون کی ادائی کے متعلق ہے جو جنگ
سے قبل تھے اور جو اب بھی قائم ہین لیکن اُن کی ادائے گی اُس سکہ مین نہین ہوگی جس پر کہ فریقین مین فیصلہ ہوا تھا۔ ان
سکون کا بھاؤ اب اُس شہر کا تسلیم کیا جائے گا جس سے وہ قرضہ لیا گیا تھا۔ دفعہ ۸۶ سے ۹۱ تک اُن حقوق کا ذکر ہے
جو علوم و فنون اور صنعت و حرفت مین حاصل ہونگے۔ دفعہ ۹۲ سے ۹۸ تک تصریح کی گئی ہے کہ اگر مذکورہ بالا دفعات
(۸۶ سے ۹۱ تک) کے متعلق کچھ اختلافات ہون تو اُن کا فیصلہ ایک مشترکہ کمیٹی کرے گی۔ دفعات ۹۹ اور ۱۰۰ مین اُن
معاہدات دول کا ذکر ہے جو اقتصادی یا فنّی ہین مثلاً خبر رسانی۔ تار برقی وغیرہ

چوتھی فصل

رسل و رسائل اور صحت وغیرہ

دفعات ۱۰۱ سے ۱۲۳ تک مین اُس نظام سے اتفاق کیا گیا ہے جو برِسلز کانفرنس مین رسل و رسائل اور
مواصلات و مخابرات کے متعلق دول یورپ نے طے کیا تھا دفعہ ۱۰۷ مین یونان، بلغاریہ اور ترکی حدود مین ان ریلوے لائنون
کے ذریعہ سے تجارتی مال کی نقل و حرکت پر بحث کی گئی ہے جو قلعی بود غاس کے قریب واقع ہین۔ دفعہ ۱۰۶ مین تصریح
کی گئی ہے کہ آئندہ ترکی مین خارجی اقدام کے ڈاکخانے نہین رہینگے۔ دفعات ۱۱۴ سے ۱۱۸ تک اُن مسائل کی تصریح

ہے جو صحت عامہ کے متعلق ہیں اور دفعات ۱۱۹ سے ۱۳۶ تک جنگی قیدیوں کے تبادلہ اور مقتولین جنگ کے مقبروں کی حفاظت کے شرائط درج ہیں۔ دفعہ ۱۲۹ میں خاص طور سے گیلی پولی کے مقبروں کے متعلق اس معاہدہ سے اتفاق کیا گیا ہے جو ہم فرودی کو جانبین میں طے ہوا تھا۔ دفعہ ۱۴۳ جو کہ آخری دفعہ ہے معاہدہ کے نفاذ کے طریقوں کی صراحت کرتی ہے۔

درہ دانیال و باسفورس:۔ درۂ دانیال اور باسفورس میں جہاز رانی کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔

(۴)

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی تقریریں اور ارشادات

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کتاب کو حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے بعض اقوال و ارشادات اور بعض اہم تقریروں کے اقتباسات سے بھی زینت دیں تاکہ غازی ممدوح کی سیرت بہ وجوہ مکمل ہو جائے اور ساتھ ہی ان اقوال اور تقریروں کے اقتباسات سے اس امر کے اندازہ کرنے کا بھی موقع ملے کہ غازی ممدوح جس طرح اہل تیغ اور ماہر فنون جنگ ہیں اسی طرح وہ اہل قلم اور فصاحت و بیان کے بھی بادشاہ ہیں۔

(۱)

مجلس قسطنطنیہ کے ایک اہم اجلاس میں " وزارت کی ذمہ داریوں " کا مسئلہ زیر بحث تھا، غازی ممدوح نے اپنا حق یہ جو تقریر کی تھی اس میں فرمایا تھا کہ " میں جامعہ اسلامیہ کا مفہوم صرف اتنا سمجھتا ہوں کہ ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے تمام مسلمانوں کے لئے سعادت و آسایش کی تمنا رکھتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی پیرو جماعتیں آزاد زندگی بسر کریں اور یہ اس لئے کہ اقوام اسلامیہ کی سعادت میں ہماری سعادت ہے جس طرح ہماری سعادت اقوام اسلامیہ کی سعادت سے مربوط ہے۔ میرے خیال میں اسلام کی ایک بڑی شہنشاہی حکومت قائم کرنیکا خیال ایک فرضی و وہمی خیال ہے اور علم منطق اور فن کسی اعتبار سے قابل قبول نہیں "

" ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس حقیقت کو فراموش نہ کریں کہ ہر سیاسی جسم کی ایک انتہائی طاقت ہوتی ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس طاقت سے تجاوز نہ کیا جائے ہم صرف اس امر کے آرزومند ہیں کہ تمام اسلامی جماعتیں متحد ہو جائیں اور انکے اتحاد سے ایک اتفاقی وحدت مرکب ہو جائے اور یہ کہ تمام اقوام اسلامیہ آزادی و خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کریں "

(۲)

سفیر افغانستان نے جبکہ اپنے سفارت کے متعلق گورنمنٹ افغانستان کے کاغذات پیش کئے تو غازی ممدوح نے ارشاد فرمایا " عنقریب ترکی اور افغانستان متحد ہو کر عالم اسلامی کے استقلال کے لئے کام کریں گے۔ ہاں دنیائے اسلام

دارالحکومۃ جو ہمارے تمام قدیمی اضلاع پر مشتمل ہو اور جسمین ہماری دینی مقدس یادگارین ہین نیز ہمارا مقدس شہر اڈریانوپل جو ہمارا دوسرا دارالسلطنت ہے اور اسکا ملحقہ علاقہ تھریس یہ تمام مقامات یقیناً اور یقیناً قریب زمانہ مین ترکی وطن کے ساتھ ملحق ہوجائینگے جس روز کہ بشارت دینے والا قوم کو اس کی بشارت دیگا اور ساری ترکی قوم اور آپکی مجلس کبیر کو مقامات مذکورہ کی واپسی کی مبارکباد دیجائے گی مین اُسوقت آپکے درمیان محض ایک ممبر کی حیثیت مین ہونگا اور اس سعادت کبریٰ کے شرف سے متمتع ہونگا۔

سعادت و نیک بختی کی اقسام مین میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی برتر و بہتر سعادت نہین ہو کہ انسان ایک وہ انسان ہو لیکن اسکے ساتھ ہی مان کی گود مین حریت کی نعمت سے متمتع ہو۔

جن لوگون نے اُمور کی حقیقت کو جان لیا ہو وہ اس سے بخوبی واقف ہین کہ بلند درجات اور مادی مناصب اُن اشخاص کی نظر مین کوئی قدر و قیمت نہین رکھتے جن کے قلوب وجدانی لذات معنوی مسرات اور مقدس مشاعر سے لبریز ہین۔

(۶)

یکم ستمبر ۱۹۲۲ء کو غازی ممدوح نے ذیل کا فوجی حکم سپاہ کو دیا۔

ترکی مجلس کبیر کی سپاہ کے نام۔

تم نے اتنی تھوڑی مدت مین جسپر یقین نہین کیا جا سکتا مغرور و ظالم دشمن کے اصلی عنصر کو جنگ کے زبردست میدانون افیون قرہ حصار اور دوملو بینکار وغیرہ مین تباہ کرکے اس امر کو ثابت کردیا کہ تم بلاشبہ اس فخر کے مستحق ہو کہ تمکو عظیم القدر و نجیب ترکی قوم کی نسبت سے معزز کیا جائے بلاشبہ عظیم القدر ترکی قوم کو جس کے تم بیٹے ہین یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مستقبل کو وہ شاندار و مستحکم بنائے مین نے تمھارے اقدام و جسارت کو میدان جنگ مین مشاہدہ کیا ہے اور مین اپنے ادارت منصب کے قریب تمکو دیکھتا رہا ہون اور مین نے میدان جنگ کے افسر کو حکم پہونچا دیا تھا کہ وہ تمکو تمھاری امیدون تک پہونچائے تاکہ مین قوم تک پیام مبارکباد پہونچاؤن اسکے علاوہ مین اپنے ہر ایک سپاہی بھائی سے اس امر کا خواہشمند ہون کہ وہ اس نصب العین کے ساتھ آگے بڑھے کہ وہ اناطولیہ مین نہین بلکہ کسی دوسرے میدان مین لڑ رہا ہے اور یہ کہ وہ اپنی عقلی قوت سے پورا کام لے اور حمیت و غیرت اور شجاعت کو ظاہر کرے۔ ہمارا دریائے سفید ہمارا پہلا نشانہ جو ہے آگے بڑھو ہان آگے بڑھو۔

(۷)

قوم کے نام غازی ممدوح نے ایک اعلان شائع کیا تھا جسمین ظاہر کیا تھا کہ وہ ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کو مغربی

(۱۰)

ایک امریکن نامہ نگار کے سوال کے جواب میں غازی ممدوح نے ارشاد فرمایا۔

"ہمارے لئے ہمارا خلیفہ کافی ہے ہماری ساری اُمیدیں مقدس مرکز خلافت سے وابستہ ہیں اور خلافت کے مقدس مرکز کو دنیائے اسلام کی طرح ہم واجب التعظیم خیال کرتے اُس کی تقویت اپنا فرض سمجھتے اور اُس کی اطاعت ایک دینی حکم مانتے ہیں خلافت اسلامیہ ہمیشہ باقی رہے گی اور انشاء اللہ اُس کا مرکز آستانہ ہی رہیگا کیونکہ ہمارا دینی فرض اور مذہبی اتباع اسی کو لازم ٹھہراتا ہے۔"

(۱۱)

معرکہ اینی ادلی کی یادگار میں جو شاندار جلسہ انگورہ میں ہوا تھا اور جس میں فوجی معائنہ بھی شامل تھا، اس جلسہ میں سفراء دُول اور غیر ملکی مہمان بھی شریک تھے جب سپاہ سامنے سے گذر چکی تو غازی ممدوح نے حاضرین کو مخاطب فرما کر کہا۔

"یہ لشکر جو آپنے ابھی ابھی دیکھا ہے قومی حکومت کی اس کی تشکیل سے صرف یہ غرض ہے کہ دائمی امن و امان قائم کیا جائے اور دائمی امن و امان صرف اُسوقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ حق داروں کو اُن کے حقوق عطا کردئے جائیں اگر حقوق نہ دئے گئے تو سمجھ لیجئے کہ اُسوقت تک صلح ناممکن ہے جب تک کہ یہ تمام لشکر بلکہ اس جیسے اور سینکڑوں لشکر تباہ و برباد نہ ہو جائیں اور ترکی آراضی کے غیرتمند فرزند اپنی ہستی کو خاک میں نہ ملا دیں، حاضرین جلسہ سے مجھے اُمید ہے کہ وہ انسانیت کے معاون ثابت ہونگے اور خطرناک زخموں پر مرہم رکھکر انسانیت کا ثبوت دینگے۔"

(۱۲)

مجلس وطنی کبیر کے تیسرے سالانہ جلسہ کی تقریب پر غازی ممدوح نے ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی جسمیں حکومت کے تمام کاموں پر تفصیلی بحث کی تھی اور تمام امور کو ایک وسیع النظر شخص کی نظر سے جانچا تھا۔ اس تقریر کے بعض اہم حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

"اے حضرات! آج ہم اپنی مجلس کی عمر کا دوسرا سال ختم کرچکے اور انشاء اللہ تیسرے سال میں قدم دھرنے لگے ہیں اس کامیابی کے لئے میں سب سے پہلے مالک الملک فاطر السموات والارض کے حضور میں گردن نیاز خم کرتا ہوں اور ان مخلصانہ مساعی کا بھی مرہون ہوں جن سے اس مجلس کی سرگرمیوں کو جوش اور ترقی نصیب ہوئی اور جن کی بدولت گذشتہ بارہ ماہ میں ملت کا سپاہ سالار اور مجلس ملت کا ستارۂ اقبال درخشاں تر ہوتا گیا۔ ہم پورے

بہت سی جنگ کا بادل چھایا رہا لیکن ہر سال جنگ کے واقعات و حوادث کے باوجود حریت کا جذبہ آزادی کی روح لچک لچک کر ابھری، دبی اور بھڑکی، قوم کے ہر گھر سے ہر فرد ملت کے سینہ سے ہر شہر کے باشندے کے دل سے حریت کا جذبہ ٹپکتا رہا۔

۴۔ میں نے اب تک جن مسائل پر بحث کی ہے وہ قوم کی مادی قوتوں کے ارتقا سے تعلق رکھتے تھے۔ اب میں ملت مقدسہ کی دوسری ضروریات پر بحث کرتا ہوں جو اسکے اخلاقی محاسن سے تعلق رکھتی ہیں حضرات جس طرح افراد اپنی مادی دولت کے ساتھ اخلاقی اور ذہنی دولت کے محتاج ہیں اسی طرح اقوام بھی اخلاقی اور ذہنی ارتقا کی محتاج رہتی ہیں اخلاقی قوتیں حکمت اور عمل کی مدد سے ہر ایک قوم کو معراج ارتقا تک پہنچا دیتی ہیں اسلئے ہر ایک حکومت کا اہم ترین فرض یہ ہے کہ جمہور کی تعلیم پر اپنی پوری توجہ صرف کرے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے ہمیں قوم کی صحیح حالت کے مطابق ایک عملی نظام بنا لینا چاہئے اور قوم کی تمام علمی ضروریات کو پیش نظر رکھکر تعلیمی اقتضائے حاضرہ کے تمام محاسن سے قوم کو بہرہ مند کرنا چاہیے بالفاظ دیگر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام شاندار لیکن محض خیالی تجاویز اور تمام پیچ در پیچ لائحہ عمل کو ترک کرکے رکھدیں اور صحیح عملی وسائل اختیار کرکے آہستہ آہستہ اپنے مقاصد کو حاصل کرلیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس طریقہ سے نتائج بہت جلد حاصل ہو جائیں گے جنکی ہمیں توقع اور ضرورت ہے۔

صدیوں سے بابعالی کی حکومت (آستانہ کی حکومت) ملک میں تعلیم کو پھیلانے اور عام کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی مگر وہ اس سعی میں نقالی اور تقلید سے پرہیز نہ کر سکی کبھی اسنے مشرق کی طرف دیکھا اور کبھی مغرب کی جانب نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسی کشمکش و پیچ میں مبتلا رہی اور ایک حالت میں مقید رہی۔ اس افسوسناک حقیقت کو دیکھکر ہم نے ایک صاف اور سیدھی تعلیمی پالیسی اختیار کی ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ ترکی کے اصلی مالک اور ہماری قوم کے اہم ترین جزو کسان ہیں مگر افسوس ہے کہ اب تک وہی ہمارے یہاں تعلیم کی روشنی سے محروم ہے۔ معارف کی اصل عمارت قومی کا بنیادی پتھر ابتدائی تعلیم ہے۔ میں تفصیل سے بچنے کے لئے اپنے ما فی الضمیر کو چند الفاظ میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ [illegible] ہمارے نظام عمل میں سب سے پہلا کام کسانوں میں تعلیم کو عام کرنا ہے [illegible] تجویز کے مطابق ان کو لکھنا پڑھنا آنا چاہئے۔ اسکے ساتھ ہی جغرافیہ تاریخ مذہب اور اخلاق کے متعلق ابتدائی تعلیم ہونی چاہئے تاکہ انھیں اپنے وطن دین اور قوم کے متعلق ضروری علم ہو جائے اور وہ دنیا سے بھی متعارف ہو جائیں۔ اس ابتدائی تعلیم میں اعداد ریاضی بھی تھوڑی سی سکھائی جائے۔

اس طریقہ پر عمل کرکے ہم مستقبل کی زبردست قومی تعلیم کے لئے ایک مضبوط اور مستحکم بنیاد رکھدینگے ہم کسانوں کو اس ابتدائی اور عام تعلیم سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ملک کے تمام بچوں کو خاص قسم کی ابتدائی تعلیم دینگے جو ان میں بہترین اقتصادی تمدنی اور مذہبی اصول کو پرورش کرنے کے لئے بنیاد کا کام دے گی۔

۳- بین الاقوامی تعلقات کے ساتھ تہذیب وتمدن نے ایک نئی صداقت کو پیش کیا ہو جو تمام خوبیوں کا نچوڑ اور انسانی اصولوں میں سب سے بہتر اصول ہو اور وہ یہ ہو کہ قوم کے اوپر خود قوم ہی کی حکومت ہونی چاہیئے، ہم خود تمام قوموں کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ تمام قومیں بالکل غیر مشروط طریقہ سے ہمارے لئے بھی اس حق کو تسلیم کرلیں جو لوگ ہمارے اس حق کو تسلیم نہیں کرتے اور ہمارے ایسے جائز اور فطری حق کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں اُن سے جنگ کرنا ہمارا فرض ہو اور ہر شخص تسلیم کریگا کہ اس شریف مقصد کے لئے ہم جتنی خونریزی کرتے ہیں اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں خود حملہ آوروں پر ہو شاید وہ خود بھی جانتے ہیں کہ دُنیا میں کوئی ایسی قوت نہیں ہو جو ہم کو اس عزم سے ہٹا سکے ہم کبھی ان کی ہولناک قوتوں سے خوفزدہ نہیں ہونگے اور نہ ان کی کوئی چال ہم پر کارگر ہوسکے گی۔ ہم اپنے قومی مقاصد کی حفاظت نہیں بلکہ درحقیقت اپنے عین وجود کی حفاظت کررہے ہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ دُنیا میں کوئی جاندار شے ایسا نہیں ہو جو اپنی جان کی حفاظت میں آخری وقت تک مقابلہ نہیں کرتی حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے بھی جب ان کو کوئی مارنا چاہتا ہے تو اپنی جان کے بچانے کی انتہائی کوشش کئے بغیر نہیں رہتے۔ پھر کیا ایسی شریف قوم جسکا ماضی نہایت شاندار رہا اور جو اپنی شجاعت اور استقلال میں اپنا نظیر نہیں رکھتی کبھی ایسا ممکن ہو کہ وہ دفاع عزوشرف اور حفاظت وجود میں تھوڑی سی بھی غفلت اور بزدلی کرے یقین رکھو کہ کوئی دن ایسا طلوع نہ ہوگا جو اس کے عزم واستقلال اور اس کے شریفانہ مساعی میں ایک نئی روح نہ پھونکتا ہو

۴- دوستو! قسطنطنیہ وہ شہر ہے جس سے خود نبی کریم صلعم کو دلچسپی تھی، وہ ایسا شہر ہے جسپر حضرت ابوایوب انصاری کی روحانی نگرانی ہو اور جو ان کے مزار پاک کی بدولت مشرف ومقدس ہو۔ یہ شہر وہ ہے جو صدیوں سے دولت علیہ عثمانیہ کا مرکز رہا ہے مسلسل پانچسو برس سے ہماری قوم نے حسن ومسرت کے اس شہر میں خلافت کے بلند منصب کی حفاظت کی ہو اور قسطنطنیہ نہایت موثر پیرایہ میں ہماری قوم کی مساعی اور قربانیوں کی تاریخکو بیان کرتا ہو اور درحقیقت یہ قسطنطنیہ ہی ہو جسکی عمارتوں اور یادگاروں کو دیکھکر ہماری قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہو اور جسکا ایک ایک ذرہ ہماری حیات مادی واخلاقی کے لئے مایۂ خمیر ہے، وہاں ہماری تہذیب کا اصلی مولد اور وطن ہو، ہماری

قوم نے اپنی دولت اپنی ہمت اور اپنی قابلیت کا ایک بڑا حصہ اس شہر پر جو سلطنت کا دل ہے خرچ کیا ہے اگرچہ اس حج سے ہمنے اپنے ملک کو نقصان پہونچایا کیونکہ قسطنطنیہ کے لیے ہمنے تمام ملک کی طرف سے غفلت کی۔ اسی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر ہمکو کسقدر محبوب اور عزیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قومی پیمان میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور ہماری جدّ و جہد کے مقاصد میں سب سے زیادہ اہم جو مقصد ہے وہ قسطنطنیہ کی غیر مشروط آزادی اور اسپر دولت عثمانیہ کا کامل اقتدار ہے۔

ہم اپنے اس مطالبہ میں کسی قسم کی کمی کرنے پر تیار نہیں ہیں اور قسطنطنیہ کی آزادی پر کسی شرط اور قید کو گوارا نہیں کر سکتے۔ اگر اس بارہ میں دُوَل کا طرز عمل ہمارے خلاف رہا تو ہماری طرف سے صلح کے لئے کوئی جھکاؤ اور کسی قسم کا اضطراب ہرگز نہ ظاہر کیا جائیگا۔